من كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له في الآخرة من نصيب
اقرأ بما تيسر معك من القرآن
لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب
البرهان العجاب
على
فرضية أم الكتاب
من تصنيف عالم اجل فاضل اكمل جامع المعقول والمنقول فخر المتاخرين رئيس
المقبرات والمحدثين مولانا الشهير محمد بشير السهسواني ادام الله مجده
در مطبع فیض واقع دهلی مطبوع گردید
صفحہ ۱۲۹ سے بعد کو مطبع فیض میں طبع ہوئی

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ

اقرءوا ما تيسر معك من القرآن

لا صلوٰة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب

البرهان على فرضية ام الكتاب

من تصنیف عالم اجل فاضل اکمل جامع المعقول والمنقول فخر المتاخرین رئیس الفقهاء والمحدثین مولانا الشهیر محمد بشیر السهسوانی ادام الله مجده۔

در مطبع محمدی واقع دہلی مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ ظاہر ہے حق تعالیٰ نے بفحوائے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کے روز ازل سے فطرت انسانی میں مادہ علم و تحقیق رکھا ہے اور جہل و تقلید کو بالطبع انسان قبیح سمجھتا ہے اور دین اسلام بھی یہی سکھاتا ہے اور حق تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اپنے زمانہ میں ہم لوگ واقع ہیں جس میں تحقیق کا کما ینبغی موقع ملتا ہے اس لئے اکثر طبائع فی زماننا متوجہ تحقیق کی طرف رہتی ہیں۔ لہذا بہت حضرات نے اس عاجز سے سوال کیا کہ ہم سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے میں بہت متردد ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ بغیر اس کے نماز ہی نہیں ہوتی ہے کوئی کہتا ہے کہ پڑھنے والے کے منہ میں پتھر۔ آگ۔ چنگاری۔ مٹی۔ گندگی۔ بھری جائے گی۔ اگر اس کی تحقیق ترجمہ سورۂ فاتحہ میں کر دی جاوے تو بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر چند روز ترجمہ میں اس کا بیان کیا گیا اور اہل انصاف و تحقیق نے اس کو بہت پسند کیا مگر یہ کہا کہ ان سب مضامین کا یاد رہنا مشکل ہے اگر بصورت رسالہ یہ مضامین قلمبند ہو جاویں تو نفع اس کا عام و پائیدار ہو جائے گا۔ اس لئے یہ مختصر رسالہ لکھا گیا اس میں صرف دو مسئلوں کا بیان مقصود ہے۔ اوّل یہ کہ جیسا کہ امام و منفرد پر مطلق قراءۃ فرض ہے ایسا ہی مقتدی پر۔ دوم یہ کہ امام و منفرد و مقتدی سب پر سورہ فاتحہ کی قراءۃ بھی فرض ہے اور مطلق قراءۃ کی فرضیت اور سورۂ فاتحہ کی قراءۃ کی فرضیت میں کچھ منافات و تعارض نہیں ہے۔ مسئلہ اولیٰ کے چند ادلہ ہیں۔ **دلیل پہلی** یہ آیت سورۂ مزمل کی ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۔ بیان اس کا یہ ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت نے

کہ اُن ہی میں سے علماء حنفیہ بھی ہیں فرضیت قراءۃ پر اسی آیت سے استدلال کیاہے اور یہ آیت بالطلاقہا جیسا کہ فرضیت قرأۃ پر امام و منفرد کے حق میں دلالت کرتی ہے اسی طرح فرضیت قراءۃ پر مقتدی کے حق میں بھی دلالت کرتی ہے۔ من غیر فرقٍ حال اس آیت کا بعینہا حال آیات وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا و وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ و وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ کا ہے ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے قولہٗ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ و وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وَاقْرَءُوا وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا والامر۔ وَ مقتضاہ الافتراض ولم تفرض خارج الصلوٰۃ فوجب أن يراد بها الافتراض[1] الواقع فی الصلوٰۃ اعمالا للنصوص فی حقيقتها حيث امكن (انتہٰی) اس دلیل میں اگرچہ وہ کلام ہے جس کا انشاء اللہ تعالیٰ ابھی ذکر کیا جائے گا مگر میں نے اس کو مقدم کیا دو سبب سے اوّل اس لئے کہ یہ دلیل کتاب اللہ کی ہے اور کتاب اللہ مقدم ہے اور ادلہ پر دوسرے اسلئے کہ مقصود اصلی تحریر مختصر ہذا سے اپنے حنفی بھائیوں کا سمجھانا ہے اور اُن کا سمجھانا اُن کے اصول مسلمہ ہوا ہوں ہے پس جو اُن میں سے انصاف والے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ توضرور حق کو قبول کر ہی لینگے اور جو مجادل یا مکابر ہیں وہ ضرور عاجز آجائینگے اور اُن سے کچھ جواب بن نہ پڑے گا۔ یہ بھی ایک فائدہ عظمیٰ ہے۔ یہ آیت حنفیہ کے اصول مسلمہ پر واسطے اثبات فرضیت قراءۃ مقتدی کے دلیل قطعی ہے اور اس دلیل قطعی کا ناسخ یا مخصص کوئی پایا نہیں گیا۔ سوائے آیت کریمہ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ کے اور علماء حنفیہ نے اسکی تصریح کی ہے کہ یہ آیت ناسخ نہیں ہے تلویح باب المعارضہ والترجیح میں ہے۔ مثال المصير الى السنة عند تعارض الايتين۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ وقولہ تعالیٰ۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا۔ تعارضا فصرنا الى قول النبی صلعم۔ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ[2]۔ (انتہٰی) وہکذا فی غیرہ من کتب الاصول اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک آیت۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔ ناسخ آیت فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ کی نہیں ہے ورنہ رجوع الی السنۃ کی کیا حاجت تھی کیونکہ بر تقدیر نسخ منسوخ پر عمل نہیں کیا جاتا ہے اور ناسخ پر کیا جاتا ہے یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آیتین میں تعارض تھا ہے مگر نسخ نہیں ہے۔ اسکی وجہ نہیں ہے مگر یہی کہ نسخ کے لئے ضرور ہے اثبات تاخر ناسخ کا منسوخ سے اور یہاں ثابت نہیں اور ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ فاذا صح[3] وجب ان يخصص عموم الاية والحديث على طريقة الخصم مطلقا فيخرج المقتدى وعلى طريقنا يخص ايضا لانها عام خص

---

[1] اذا ثابت ہوا فرضیت ہوا اور یہ احکام نماز سے خارج تو فرض ہوئے نہیں لہذا ضرور ہے کہ انسے یہی فرضیت مراد لیجائے جو نماز میں ہے تاکہ حتی الوسع نصوص شرعیہ کے حقیقی معنوں پر عمل ہو جائے تمام ہوئی عبارت ابن ہمام کی ۱۲

[2] دونوں باہم معارض ہوئے لہذا ہمنے حدیث کیطرف رجوع کیا جس شخص کیواسطے امام ہو تو امام کی قراءۃ اسی کی قراءۃ ہے ۱۲

[3] جب یہ حدیث صحیح ہو گئی تو عموم آیت اور حدیث دونوں کی تخصیص ہمارے مخالف کے قاعدہ کی بنا پر ضروری ہے لہذا مقتدی حکم فرضیت قراءۃ سے نکل جائیگا اور ہمارے قاعدہ کی بنا پر بھی تخصیص ہو گئی کیونکہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے اور وہ مدرک رکوع ہے اور یہ تخصیص اجماع سے ہوئی ہے۔ اب اس کی تخصیص حدیث مذکور سے درست ہے ۱۲

منہ البعض وھو المدرک فی الرکوع اجماعا وتخصیصہا بعدہ بالمقتدی بالحدیث المذکور (انتہٰے) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آیت۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ منسوخ نہیں ہوئی ورنہ حدیث من کان لہ امام کو اُس کا مخصص ٹھیرانے کی کیا ضرورت تھی۔ رہیں احادیث مانند من کان لہ امام۔ اور مانند واذا اقرء فانصتوا وغیرہ کے پس وہ بھی اصول مسلمہ حنفیہ پر ناسخ و مخصص نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ سب خبر احاد ہیں اور خبر احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی قطعی کا ناسخ و مخصص نہیں ہوسکتا ہے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اصول حنفیہ کے مواقف مقتدی کو خلف الامام قرأت فرض ہے اس تقریر کا جواب حنفیہ کے پاس مطلقاً نہیں ہے اور نہ قیامت تک دیسکتے ہیں اب ہم ذرا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کی دیانت کو ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اُنہوں نے جب یہ دیکھا کہ بر تقدیر ناسخ نہ ہونے آیہ کریمہ۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ کے سب ساختہ و پرداختہ حنفیہ کا باطل و ھَبَاءً مَّنثُورًا ہوجاتا ہے تو محض براہ تعصب مذہبی دیانت کو بالائے طاق رکھکر اور انصاف کو خیرباد کہکر خلاف سلف حنفیہ کے درپے اثبات نسخ ہوئے یہ سخت زلت اُن سے صادر ہوئی۔ اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنہ ہم مولوی صاحب مرحوم کے ساتھ بہت حسن ظن رکھتے ہیں اور اُن کو اکابر زمانہ سے جانتے ہیں ولیکن اظہار حق سے چارہ نہیں ہے۔ فان الحق اکبر امر اللہ ہم اُن کی دلیل نسخ کو پرکھتے ہیں مولوی صاحب رسالہ سبل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ **الاولیٰ**۔ ما اخرجہ سعید بن منصور وابن ابی حاتم والبیہقی فی القراءۃ عن محمد بن کعب

پہلی حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں محمد بن

القرظی قال کان رسول اللہ صلعم اذا قرء فی الصلوٰۃ اجابہ من وراءہ اذا
کعب قرظی سے کہا کہتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے قرآن نماز میں آپکے پیچھے صحابہ بھی پڑھتے جب
قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قالو مثل ذالک حتی تنقضے الفاتحۃ والسورۃ فلبث
فرماتے رسول اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صحابہ کہتے مانند اسکے یہانتک کہ سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پوری
ما شاء اللہ ان یلبث ثم نزلت واذا قری القران فاستمعوالہ فقرء وانصتوا
ہوتی پس ٹھہرے رہے رسول اللہ جسقدر اللہ نے چاہا ٹھہرنا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا قرآن آخر تک
والثانیۃ۔ ما اخرجہ ابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویہ والبیہقی
دوسری حدیث ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی کے

فی القراءة عن عبد اللہ بن مغفل رض انہ سئل اکل من سمع القران وجب علیہ الاستماع
بیچ قراءۃ قرآن کے عبد اللہ بن مغفل سے انہوں سے کسی نے سوال کیا کیا ہر شخص جو سنے قرآن تو واجب ہے اس پر سننا
قال لا انما نزلت ہذہ الایۃ فاستمعوا لہ وانصتوا فی قراءۃ الامام اذا قرأ
کہا نہیں سوا اس کے کوئی بات نہیں اتری یہ آیت فاستمعوا لہ وانصتوا بیچ قراءۃ قرآن کے جب پڑھے
الامام فاستمع لہ وانصت - والثالثۃ ما اخرجہ عبد بن حمید وابن جریر
امام پس سن تو اس کو اور چپ رہ تو - تیسری دلیل وہ جو روایت کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر
وابن ابی حاتم وابو الشیخ والبیہقی عن ابن مسعود انہ صلی باصحابہ فسمع
اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور بیہقی نے ابن مسعود سے تحقیق انہوں نے نماز پڑھی اپنی
ناسا یقرءون مثلہ فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفقہوا و
اصحاب کے ساتھ تو سنا لوگوں کو پڑھتے تھے پیچھے ان کے کہا انہوں نے کیا وقت نہیں آیا تم کو کہ سمجھو

اذا قرئ القران فاستمعوا لہ - (انتہی)	اور روایت اولی پر قصر کیا ہے اپنے
جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اس کو	رسالہ ہدایۃ المعتدی میں اور چونکہ ان

سب روایات کا خلاصہ امام الکلام رسالہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم ہے اور وہ اس باب میں
جامع ہے اس لئے اس کی بقیہ روایات کو جو دال ہیں اس پر کہ یہ آیت قراءۃ خلف الامام فی
الصلوۃ میں نازل ہوئی ہے اولاً نقل کرتے ہیں اور پھر انشاء اللہ تعالی اس میں بحث کرینگے
کہ ان روایات سے نسخ ثابت ہوتا ہے یا نہیں فنقول -
الرابعۃ ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی
چوتھی دلیل وہ ہے جس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
فی کتاب القراءۃ وابن عساکر عن ابی ہریرۃ فی ہذہ الایۃ نزلت فی رفع
کتاب القراءۃ میں اور ابن عساکر نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارہ میں روایت کی
الاصوات وہو خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوۃ - الخامسۃ ما اخرجہ
ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلعم کے پیچھے آواز بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی - پانچویں دلیل وہ ہے جسکو
ابن مردویہ والبیہقی فی القراءۃ عن ابن عباس قال صلی النبی صلعم فقرأ
ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نماز

قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فہذا فی المکتوبة - السادسة - ما اخرجہ

پڑھی اور کچھ لوگوں نے آپکے پیچھے قراءة کی اِسطرح کہ آپکے اُوپر قراءة کو مخلوط کردیا اُسوقت چھٹی دلیل وہ ہے جس کو
یہ آیت نازل ہوئی اسوجہ سے یہ آیت فرضی نماز کے بارہ میں ہے -

عبد بن حمید وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ عن مجاھد قال قرء رجل

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک

خلف النبی صلعم فی الصلوٰة فانزلت واذا قری القران فاستمعوا لہ - السابعة

آدمی نے رسول اللہ صلعم کے پیچھے نماز میں قراءة کی اُسوقت میں آیت واذا قرء القرآن فاستمعوا لہ نازل کی گئی - ساتویں

ما اخرجہ ابن جریر والبیہقی فی القرأة عن الزھری قال نزلت ھذہ الاٰیة

دلیل وہ جسکو ابن جریر اور بیہقی نے کتاب القراءة زہری سے روایت کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ یہ آیت

فی فتی من الانصار کان رسول اللہ صلعم کلما قرء شیا قرء فنزلت واذا قری

ایک انصاری جوان کے بارہ میں نازل ہوئی اُس کا حال یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلعم کچھ پڑھتے تو وہ

القران فاستمعوا لہ - الثامنة - ما اخرجہ عبد بن حمید وابو الشیخ و

بھی پڑھتا اُسوقت میں نازل ہوئی آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ - آٹھویں دلیل وہ اثر ہے جسکو عبد

البیہقی فی القراة عن ابی العالیة ان النبی صلعم کان اذا صلے باصحابہ فقرء

بن حمید اور ابو الشیخ اور بیہقی نے کتاب القراءة میں ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم

قرء اصحابہ فنزلت ھذہ الاٰیة فسکت القوم وقرء النبی صلعم - التاسعة

جب صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور قراءة کرتے تو صحابہ کرام بھی قراءة کرتے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی

ما اخرجہ ابو الشیخ عن ابن عمر قال کانت بنو اسرائیل اذا قرأت ائمتہم جادلوھم

نویں دلیل وہ اثر ہے جسکو ابو الشیخ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ جب اُنکے

فکرہ اللہ ذلک لھذہ الامة فقال واذا قری القران - الاٰیة } پہلی روایت

امام قراءة کرتے تو وہ لوگ اُن سے مجادلہ کرتے لہذا اللہ نے اِس امت کیواسطے اس مجادلہ کو بُرا سمجھکر [۱] میں کلام

ہے بدو وجہ اوّل یہ کہ اِس کی پوری سند ذکر نہیں کی گئی اور نہ اس کے سب رجال کی توثیق

کی گئی اور نہ اتصال سند ثابت کیا گیا اور نہ کسی امام فن حدیث سے اِس کی تصحیح یا تحسین منقول

ہوئی اور نہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا گیا جس میں التزام صحت یا حسن ہو پھر کس طرح یہ روایت

قابل احتجاج تصور کیجاوے - دوم یہ کہ محمد بن کعب قرظی تابعی ہیں صحابی کا ذکر اُنہوں نے نہیں کیا

پس یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل عند المحققین ضعیف ہوتی ہے - دوسری روایت

[۱] یہ حکم دیدیا کہ وقت قراءة قرآن کے خاموش رہو اور سنو ۱۲

ہیں تین کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم اس کے سند میں ایک راوی ہشام بن زیاد ہے تقریب میں اُس کی نسبت متروک لکھا ہے میزان میں ہے ضعفہ احمد وغیرہ قال النسائی متروک قال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات وقال ابو داؤد کان غیر ثقۃ وقال البخاری یتکلمون فیہ (انتہیٰ) سیوم عبداللہ بن مغفل سے اسکے خلاف روایت آئی ہے۔ جزء القرأۃ میں ہے۔ وقال حجاج ثنا حماد عن یحییٰ بن ابی اسحٰق عن عمر بن ابی حکیم النہدی عن عبداللہ بن مغفل انہ کان یقرأ

روایت ہے عبداللہ مغفل پڑھتے تھے ظہر

فی الظہر والعصر خلف الامام فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورتین وفی

اور عصر میں پیچھے امام کے دو پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورہ اور

الاخریین بفاتحۃ الکتاب
پچھلی میں سورہ فاتحہ۔

تیسری روایت میں چند وجوہ سے کلام ہے۔ اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں گزرا دوم عبداللہ بن مسعود سے اسکے خلاف بھی روایت آئی ہے جزء القرأۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال لنا اسمٰعیل بن ابان ثنا شریک عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی مریم سمعت ابن مسعود یقرأ خلف الامام سیوم ایک راوی اِس میں بشیر بن جابر ہے اُس کی توثیق واجب ہے۔ چہارم ایک اور راوی اِس میں محاربی اُس کی تعیین اور توثیق چاہیے۔ ایک محاربی عبدالرحمٰن بن محمد بن زیاد ابو محمد الکوفی ہے تقریب میں ہے وکان یدلس قالہ احمد میزان میں ہے قال ابن معین یروی المناکیر عن المجہولین وقال ابو حاتم صدوق یروی عن مجہولین احادیث منکرۃ فیفسد حدیثہ بذالک وقال عبداللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ ان المحاربی کان یدلس (انتہیٰ) ملخصًا اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہے چوتھی روایت کی سند میں عبداللہ بن عامر واقع ہے وہ ضعیف ہے تخریج زیلعی میں ہے قال الدارقطنی وعبداللہ بن عامر ضعیف میزان میں ہے ضعفہ احمد والنسائی والدار قطنی وقال یحییٰ لیس بشئ وقال البخاری یتکلمون فی حفظہ وسُئل عنہ ابن المدینی فقال ذلک عندنا ضعیف مقل (انتہیٰ) تقریب میں ہے عبداللہ بن عامر الاسلمی ابو عامر المدنی ضعیف (انتہیٰ)۔ علاوہ اِسکے اِس روایت سے صرف منسوخیت رفع صوت خلف الامام کی ثابت ہوتی ہے اُس میں نزاع نہیں ہے نزاع ہی منسوخیت مطلق قرأۃ خلف الامام میں وہ ثابت نہیں ہوتی

ہے۔ پانچویں روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہی جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم یہ کہ مراد یہاں قرأۃ سے قرأۃ برفع صوت ہے اور قرینہ اس پر لفظ فخالطوا علیہ ہے اور قرأۃ خلف الامام برفع صوت محل نزاع نہیں ہے۔ چھٹی روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہی جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم یہ روایت مرسل ہے صحابی کا اس میں ذکر نہیں ہے والمرسل لیس بحجۃ۔ ساتویں روایت میں تین کلام ہیں اوّل یہ کہ اس کی سند میں اشعث بن سوار واقع ہے وہ ضعیف ہے تقریب میں ہے ضعیف میزان میں ہے اشعث بن سوار قال ابو زرعۃ لین وقال النسائی ضعیف وروی عباس عن یحیی ضعیف وقال ابن المثنی ما سمعت یحیی وعبد الرحمن یحدثان عن اشعث بن سوار لشیئ قط وقال ابن حبان فاحش الخطاء کثیر الوہم وقال الدارقطنی ضعیف (انتہے) دوم یہ حدیث مرسل ہے صحابی کا اس میں ذکر نہیں ہے سیوم اس میں راوی ابو السائب او حفص ہے اُن کی توثیق ذمہ مدعی کے ہے۔ آٹھویں روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا دوم یہ روایت بھی مرسل ہے۔ نویں روایت میں بھی دو کلام ہیں اوّل وہ جو روایت اولیٰ میں مذکور ہوا۔ دوم یہ کہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے بخاری جزء القرأۃ میں لکھتے ہیں حدثنا لنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن ابی الحسناء حدثنا ابو العالیۃ فسألت ابن عمر بمکۃ اقرأ

ابو العالیہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا ابن عمر کو کہ میں

فی الصلوٰت قال انی لاستحیی من رب ہذہ البنیۃ ان اصلی صلوٰۃ لا اقرأ

کیا پڑھوں میں نماز میں کہا عبد اللہ بن عمر نے تحقیق کہ میں البتہ شرماتا ہوں رب اس مکان کے سے یہ کہ

فیہا ولو بام الکتاب وقال عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سعد الرازی انا ابی

نماز پڑھوں میں کوئی نماز کہ نہ پڑھوں میں اُسمیں قرآن اگرچہ ام القرآن ہو۔

جعفر بن یحیی البکاء سئل ابن عمر عن القراءۃ خلف الامام فقال ما کانوا یرون

سوال کی گئی عبد اللہ بن عمر پڑھنے قرآن سے پیچھے امام کے پس کہا عبد اللہ نے

باساً ان یقرأ بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ (انتہے) } اور امام الکلام میں ہے۔ ابن عمر روی عنہ ترک

نہیں دیکھا اصحاب رسول اللہ صلعم کوئی طرح سورہ فاتحہ پڑہنے سے اپنے نفس میں

القراءۃ عند محمد ومالک والاجازۃ فی السریۃ فی روایۃ الطحاوی وعبد الرزاق (انتہے) یہاں سے کالشمس فی نصف النہار واضح ہوا کہ جسقدر روایات اس باب میں وارد ہوئی ہیں کہ آیت فاذا

قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قراۃ خلف الامام فی الصلوٰۃ میں نازل ہوئی ہے سب بے اصل محض ہیں کوئی اِن میں سے درجہ صحت یا حسن کو نہیں پہونچی یہی وجہ ہے کہ محققین حنفیہ نے آیت فاذا قرئ القرآن کو ناسخ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ من القرآن کا نہیں ٹھرایا جیسا کہ عبارت تلویح و فتح القدیر سے ظاہر ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ قول بالنسخ باطل ہے بچند وجوہ **اول** یہ کہ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ دلیل قطعی ہے اب اِسکے نسخ یعنی رفع کے لئے بھی نص قطعی چاہئے علم اصول میں ثابت ہوا ہے لا ینسخ المتواتر بالاحاد وینسخ بالمشهور والنسخ هو ان یرد دلیل شرعی متراخیا عن دلیل شرعی مقتضیا خلاف حکمه والمتواتر یوجب علم الیقین والمشهور یوجب علم طمانیة وهو علم تطمئن به النفس وتظنه یقینا لکن لو تامل حق التامل علم انه لیس بیقین اور آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له اگرچہ متواتر و قطعی ہے مگر ناسخ ہونا اِسکا موقوف دو امر پر ہے ایک متراخی ہونا اِس آیت کا آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے دوسرا مقتضی ہونا اِسکا اُسکے حکم کے خلاف کو یعنی متعارض ہونا اور دونوں کا ثبوت یعنے آیت سے غیر مسلم ہے اما عدم تسلیم ثبوت تراخی نفس آیت سے پس ظاہر ہے واما عدم تسلیم ثبوت تعارض آیتین نفس آیت سے پس اِس لئے ہے کہ ثبوت تعارض متوقف اِس پر ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ میں خطاب مومن کی طرف ہو اور نفس آیت سے یہ امر بطور قطع ثابت نہیں ہوتا ہے محتمل ہے کہ مخاطب کفار ہوں۔ کما قال الفخر الرازی۔ ہاں روایات منقولہ سے البتہ ثابت ہوتا ہے اور وہ نہ متواتر ہیں نہ مشہور بلکہ اُن کا تو صحیح یا حسن ہونا بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا کما تقدم۔ دوم ناسخ نفس آیت ہے باعتبار عموم لفظ کے یا اُن روایات کو بھی نسخ میں دخل ہے یعنی اِن روایات نے آیت کو مقید بنا دیا ہے بتقدیر ثانی چند محذور لازم آتے ہیں اوّل یہ کہ قاعدہ مقررہ اصول کے خلاف ہے کہ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ دوم یہ روایات خبر احاد ظنّی ہیں اور تقیید قطعی کی ظنّی کے ساتھ موافق مذہب حنفیہ کے جایز نہیں ہے کیونکہ یہ زیادت علی الکتاب ہے اور زیادۃ علی الکتاب نسخ ہے اور نسخ قطعی کا ساتھ ظنی کے درست نہیں ہے سیوم اِس تقدیر پر مجموعہ آیت و روایات ناسخ ہوا اور آیت قطعی ہے اور روایات ظنّی پس ناسخ مرکب ہوا قطعی و ظنّی سے والمرکب من القطعی والظنی ظنّی کما ثبت فی مقرہ اور بر تقدیر اوّل بھی چند محذور لازم آتے ہیں کیونکہ آیت میں قید نہیں ہے کہ یہ قراۃ قرآن اور یہ استماع اور یہ انصات نماز میں ہو یا خارج نماز سے اور قاری امام ہو یا غیر امام اور مستمع مقتدی ہو یا غیر مقتدی اور یہ قرارۃ جہر سے ہو یا سر سے اوّل محذور یہ ہے کہ ایک شخص خارج نماز سے سراً قرآن پڑھ رہا ہے اور دیگر اشخاص قریب اُس کے بیٹھے [illegible] استماع اس قرآن کے جس کو خارج نماز سے ایک شخص

سرا پڑھ رہا ہے واجب ہو کیونکہ آیت میں قید نماز و جہر و امام و مقتدی کی نہیں ہے دوم یہ کہ ایک شخص خارج نماز سے سراً قرآن پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے قریب منفرد نماز پڑھتا ہے تو چاہیئے کہ اس منفرد پر استماع و انصات واجب ہو۔ سیوم یہ کہ ایک شخص خارج نماز سے سراً قرآن پڑھ رہا ہے۔ اور اُسکے قریب ایک با جماعت نماز ہو رہی ہے تو چاہیئے کہ اس ساری جماعت پر یعنے امام و سب مقتدیوں پر استماع و انصات واجب ہو اور حال آنکہ یہ وجوب بالاجماع باطل ہے اگر کہا جاوے کہ اجماع اس عام کا مخصص ہے پس صور مذکورہ اُس سے مخصوص ہو گئیں تو جواب یہ ہے کہ اسوقت یہ آیت عام مخصوص منه البعض ہوئی اور عام مخصوص منه البعض ظنی ہوتا ہے اور آیۃ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ من القرآن قطعی۔ ہے اور ظنی قطعی کا ناسخ ہو نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ آیت فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن بھی ظنی ہے کیونکہ مدرک رکوع بالاجماع اُس میں سے خاص کیا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ مدرک رکوع کا بالاجماع مخصوص ہونا غیر ثابت ہے جیسا کہ جزء القراءۃ و فتح الباری وغیرہما سے واضح ہے علاوہ اسکے اسوقت موافق اصول حنفیہ کے تخصیص اسکی خبر احاد سے ہو سکتی ہے تو حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور وہ احادیث جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیئے مخصص اس آیت کی ہو جاویگی جب یہ احادیث مخصص آیۃ و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا کی ہوئیں تو یہ آیت معارض نہ ہوئی آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی اور جب تعارض ہی نہیں تو نسخ کیسا وجہ سیوم وجوہ ابطال نسخ میں سے یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے آیت و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا کے متاخر ہونے پر آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے یہ دلیل لکھی ہے کہ حسب تحریر سیوطی کے اتقان میں اول سورۂ اقرا ثانیاً سورۂ نون ثالثاً ابتدا۔ سورۂ مزمل کا نزول ہے پھر بعد ایک سال کے حسب روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے مکہ میں ہی آخر سورۂ مزمل کا نازل ہوا جسمیں فاقرؤا ما تیسر من القرآن ہے پس ایک مدت کے بعد سورۂ اعراف نازل ہوئی اور اُس میں آیت و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا الخ نازل ہوئی تو اس سے قراءۃ مقتدی کی بالکل منسوخ ہو گئی اس میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اس کی سند میں عمر بن ہارون کذاب و متروک ہے میزان میں ہے قال ابن مهدی و احمد و النسائی متروک الحدیث و قال یحیی کذاب خبیث و قال علی و الدارقطنی ضعیف جدا و قال صالح جزرۃ کذاب انتہی ملخصاً تقریب میں ہے متروک انتہی اگر کہا جاوے کہ راوی اس میں عمرو بن ہارون بفتح العین ہے جیسا کہ نسخہ مطبوعہ مصر میں ہے نہ عمر بن ہارون بضم العین اور عمرو بن ہارون ثقہ ہے تو جواب یہ ہے کہ چند نسخوں مطبوعہ ہند میں عمر بن ہارون موجود ہے علاوہ اسکے دلیل روشن عمر بن ہارون

ہونے پر دو امر ہیں اوّل یہ کہ عمر بن ہارون خُراسانی ہے صرح بہ الذہبی فی التذکرۃ جیساکہ اِس کے اُوپر کے دو راوی بھی خُراسانی ہیں پس یہ روایت خُراسانی کی خُراسانیوں سے ہوئی بخلاف عمرو بن ہارون کے کہ وہ بصری ہے دوم عمر بن ہارون طبقہ تاسعہ سے ہے اور عمرو بن ہارون طبقہ عاشرہ سے اور اِسکے اُوپر کا راوی یعنی عثمان بن عطاء بن ابی مسلم طبقہ سابعہ سے اور اخذ تاسعہ کا سابعہ سے اقرب ہے بہ نسبت اخذ عاشرہ کے سابعہ سے سوائے اِسکے تعیین عمرو بن ہارون کی اور اثبات اُس کی توثیق کا ذمہ مدعی کے ہے وکفینا المنع اور قطع نظر اس سے اگر اِس مقام پر عمرو بن ہارون کا ہونا بھی تسلیم کر لیا جاوے تو بھی ضعف اِس اثر کا نہیں جاتا بسبب الوجوہ التی تذکر بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوم اِس کی سند میں عثمان بن عطاء خُراسانی ہے تقریب میں ہے ضعیف کاشف میں ہے ضعفوہ میزان میں ہے ضعفہ مسلم ویحییٰ بن قطان والدارقطنی وقال ابن خزیمۃ لا احتج بہ سیوم اس کی سند میں عطاء بن ابی مسلم ابوعثمان خراسانی واقع ہے وہ مدلس ومرسل وضعیف ہے تقریب میں ہے یہم کثیرا ویرسل ویدلس انتہی میزان میں ہے ذکرہ العقیلی والبخاری وابن حبان فی الضعفاء چہارم روایت اُس کی بالخصوص ابن عباس سے مرسل ہے میزان میں ہے قال ابوداؤد ولم یدرک ابن عباس وقال الدارقطنی ثقۃ فی نفسہ الا انہ لم یلق ابن عباس فاما روایتہ عن ابن عباس وابن عمر وعبد اللہ بن السعدی وھذا الضرب فمرسلۃ فان الرجل کثیر الارسال انتہی ملخصا پنجم ایک سورۃ کا متاخر ہونا نزول میں دوسری سورۃ سے مستلزم اِس کو نہیں ہے کہ متاخر کی ہر آیت متقدم کی ہر آیت سے متاخر ہو کیونکہ ابن عباس سے اتقان میں روایت ہے قال کانت اذا نزلت فاتحۃ سورۃ بمکۃ کتبت بمکۃ ثم یزید اللہ فیھا ما یشاء اور نیز اتقان میں ہے لانہ لا یلزم من نزول آیۃ او آیات بمکۃ من سورۃ طویلۃ نزل معظمھا بالمدینۃ ان تکون مکیۃ اور نیز اتقان میں ہے قال البیھقی فی الدلائل فی بعض السور التی نزلت بمکۃ آیات نزلت بالمدینۃ فالحقت بھا وکذا قال ابن الحصار کل نوع من المکی والمدنی منہ آیات مستثناۃ قال الا ان من الناس من اعتمد فی الاستثناء علی الاجتھاد دون النقل وقال ابن حجر فی شرح البخاری قد اعتنیٰ بعض الائمۃ ببیان ما نزل من الآیات بالمدینۃ فی السور المکیۃ قال واما عکس ذلک وھو نزول شئ من سورۃ بمکۃ تأخر نزول تلک السورۃ الی المدینۃ فلم ارہ الا نادرا انتہی پس بموجب اِن عبارات کے ہوسکتا ہے کہ سورۂ مزمل باوجود اسکے کہ متقدم ہو سورۂ اعراف سے آیۃ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ جو سورۂ

مزمّل میں ہے بعد نزول آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا کے نازل ہوئی ہو اور موئد اسکی
ہے یہ بات کہ اتقان میں لکھا ہے المزمل استثنے منہا قولہ ان ربک یعلم الی آخر السورۃ
حکاہ ابن الغرس انتہی اور تفسیر درمنثور میں ہے واخرج النحاس عن ابن عباس قال نزلت
سورۃ المزمل بمکۃ الا آیتین ان ربک یعلم انک تقوم ادنی اور اتقان میں بعد ذکر روایت
نحاس کے لکھا ہے ھکذا اخرجہ بطولہ واسنادہ جید رجالہ کلہم ثقات انتہی
اور تفسیر درمنثور میں ہے واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن سعید بن
جبیر قال لما نزلت یاایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا مکث النبی صلعم علی ھذہ
الحال عشر سنین وفیہ فانزل اللہ بعد عشر سنین ان ربک یعلم انک تقوم الی
قولہ فاقیموا الصلوۃ فخفف اللہ عنہم بعد عشر سنین (انتہی) اور حافظ ابن کثیر نے
بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم اس روایت کو نقل کیا ہے اور کچھ اس میں کلام نہیں کیا۔ اگر
کہا جاوے کہ اتقان میں حکاہ ابن الغرس کے بعد مرقوم ہے ویردہ ما اخرجہ الحاکم
عن عائشہ انہ نزل بعد نزول صدر السورۃ بسنۃ وذلک حین فرض قیام
اللیل فی اوّل الاسلام قبل فرض الصلوات الخمس (انتہی) کہو نگا میں کہ حاکم کی
کیا تخصیص ہے امام احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی ومحمد بن نصر وغیرہ نے بھی حدیث عائشہ رض کا
اخراج کیا ہے تفسیر درمنثور میں موجود ہے واخرج احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی ومحمد بن نصر
فی کتاب الصلوۃ والبیہقی فی سننہ عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشۃ انبئینی عن قیام رسول اللہ صلعم
قالت الست تقرأ ہذہ السورۃ یاایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول
ہذہ السورۃ فقام رسول اللہ صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسک اللہ خاتمتہا
فی السماء اثنا عشر شہرا ثم انزل اللہ التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا من بعد
فریضۃ (انتہی) مگر اس میں کلام ہے بدو وجہ اوّل یہ کہ حدیث المسیٔ فی صلاتہ کی جس کو ابوہریرہ رض
سے ائمہ ستہ نے روایت کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس میں یہ لفظ ہے۔ ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن
کہ ہم معنی ہے آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا مخالف ہے حدیث عائشہ کے کیونکہ واقعہ مسی فی صلاتہ
بالاتفاق مدنیہ کا واقعہ ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اس واقعہ تک حکم آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن
کا باقی تھا اور سورہ اعراف جس میں آیۃ واذا قرئ القرآن ہے بالاجماع مکی ہے پس معلوم
ہوا کہ آیت واذا قرئ القرآن ناسخ آیت فاقرؤا ما تیسر کی نہیں ہوئی۔ دوم یہ کہ اس سے صرف

مؤید کا رد ہوا اور مؤید کے رد سے وہ احتمال جو وجہ پنجم میں پیدا کیا گیا ہے باطل نہیں ہوتا۔ واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تنبیہ۔ بعض علماء حنفیہ نے جب دیکھا کہ آیت واذا قری القرآن کے مکی کہنے سے مطلب بالکلیہ فوت ہوتا ہے تو خلاف اجماع کافہ اہل علم کے یہ امر اختیار کیا کہ آیت واذا قری القرآن مدنی ہے اور اس امر کے اثبات کے لئے وہی روایات اسباب نزول جن کا ضعف اوپر ثابت کیا گیا ہے پیش کیں اور اس ذریعہ سے اپنی دیانت و علم کا پورا ثبوت دیدیا میں کہتا ہوں کہ یہ محض ہی اہل علم و تقویٰ کی شان سے نہایت مستبعد ہے۔ بچند وجوہ اول یہ کہ جب وہ روایات ہی ضعیف و بے اصل ہیں تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ محققین حنفیہ قائل نسخ کے نہیں ہوئے کیونکہ اس کے اثبات کے لئے توجیہات باردہ رکیکہ کا ارتکاب والتزام لازم آتا ہے۔ دوم یہ سب اخبار احاد ہیں و اخبار احاد مفید قطع و یقین کو نہیں ہوتے ہیں جس کی نسخ میں ضرورت ہے۔ سیوم بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ آیت واذا قری القرآن مدنی ہے نیز مدعی کہ نسخ ہے حاصل نہیں ہوتا ہے کیونکہ حدیث المسی فی صلاتہ کہ حدیث مشہور ہے دلالت کرتی ہے۔ اس پر کہ مدینہ میں بھی اس واقعہ تک حکم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا باقی تھا بلکہ مدنیت کے ثبوت کے ساتھ یہ بھی ثابت کرنا ضرور ہے کہ واقعہ مسی فی صلاتہ کے بعد آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له نازل ہوئی۔ واتی لهم ذلک ششم اثبات نسخ کے لئے صرف اثبات تقدم و تاخر کافی نہیں ہے بلکہ تعارض بھی ثابت کرنا چاہئے اور ما نحن فیہ میں تعارض غیر مسلم ہے کیونکہ توفیق بین الآیتین اسطرح ہو سکتی ہے کہ آیت فاقرؤا میں تو مخاطب مومنین ہوں اور آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ میں مخاطب کفار ہوں۔ کما صرح بہ الرازی والنیسابوری وغیرہما اور نیز اس طرح کہ آیت فاقرؤا میں مراد قراءۃ فی الصلوۃ ہو اور اذا قری القرآن میں قراءۃ فی غیر الصلوۃ۔ وجہ چہارم وجوہ ابطال نسخ میں سے یہ ہے کہ خود صاحب مذہب یعنے امام اعظم رح اور اُن کے اصحاب رح سے منقول ہے کہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا اس باب میں نازل ہوئی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم امام کے پیچھے جہر کے ساتھ قراءۃ کرتے تھے پس اگر اس آیت کا ناسخ ہونا تسلیم کیا جاوے تو اس سے نسخ جہر بالقراءۃ کا مقتدی کے حق میں ثابت ہوگا نہ نسخ مطلق قراءۃ کا۔ تفسیر کبیر میں ہے القول الثالث ان الاٰیۃ نزلت فی ترک الجہر بالقراءۃ وراء الامام قال ابن عباس قرء رسول اللہ صلعم فی الصلوۃ المکتوبۃ و قرء اصحابہ وراءہ رافعین اصواتہم فخلطوا علیہ فنزلت ہذہ الاٰیۃ وہو قول ابی حنیفۃ و اصحابہ (انتہے) وہکذا نقل شیخ زادہ فی حاشیۃ علی البیضاوی عن الامام الواحدی اور

تفسیر نیساپوری میں ہے۔ وقیل نزلت فی ترک الجہر بالقراءۃ وراء الامام لما روی عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم قرأ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ وقرأ اصحابہ رافعین اصواتہم فخلطوا علیہ صلعم فنزلت (انتہے) اور تفسیر ابن جریر میں ہے حدثنی المثنی قال ثنا سوید قال اخبرنا ابن المبارک عن ابن لہیعۃ عن ابن ہبیرۃ عن ابن عباس انہ کان یقول فی ہذہ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ہذا فی المکتوبۃ واما ما کان من قصص او قراءۃ بعد ذلک فانما ہی نافلۃ ان نبی اللہ صلعم قرأ فی صلوٰۃ مکتوبۃ وقرأ اصحابہ وراءہ فخلطوا علیہ قال فنزل القرآن واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون فہذا فی المکتوبۃ (انتہے) تفسیر در منثور میں ہے واخرج ابن مردویہ والبیہقی عن ابن عباس قال صلی النبی صلعم فقرأ قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فہذا فی المکتوبۃ واخرج ابن مردویۃ عن ابن عباس فی قولہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال نزلت فی رفع الاصوات خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوٰۃ وفی الخطبۃ لانہا صلاۃ (انتہے) واخرج البخاری فی جزء القراءۃ عن عبد اللہ قال قال النبی صلعم لقوم کانوا یقرؤن القرآن فیجہرون بہ خلطتم علی القراءۃ وکنا نسلم فی الصلوٰۃ فقیل لنا ان فی الصلوٰۃ لشغلا (انتہے) واخرج الطحاوی عن ابن مسعود قال کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ صلعم فقال خلطتم علی القرآن (انتہے) اور تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی ہریرۃ فی قولہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف رسول اللہ صلعم فی الصلوٰۃ (انتہے) اگر کہا جاوے کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب پس عموم لفظ سے نسخ مطلق قراءۃ کا مقتدی کے حق میں ثابت ہوگا۔ پس اس کے جواب میں تحقیق وجہ دوم کی جاری کیجاوے گی۔ فتذکر وجہ پنجم کتب اصول حنفیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں آیتیں ناسخ ومنسوخ نہیں ہیں وقد مر عبارۃ التلویح فتذکر اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک آیۃ واذا قری القرآن ناسخ آیت فاقرؤا ما تیسر کی نہیں ہے ورنہ رجوع الی السنۃ کی کیا حاجت تھی

تنبیہ اس مقام پر علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے دو خطائیں ہوئی ہیں اول یہ کہ اس مقام پر سنت ضعیفہ کی طرف تو رجوع کی اور سُنن صحیحہ کثیرہ کو چھوڑ دیا جیسے حدیث عبادہ وانس وابو ہریرہ وعمرو بن العاصی رضی اللہ عنہم وغیرہا جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے کما سیأتی ذکرہا انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ سنت متواترہ یعنی لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن کو چھوڑ دیا قال البخاری فی جزء القراءۃ وتواتر الخبر

نہیں نماز مگر ساتھ پڑھنے ام القرآن کے

عن رسول اللہ صلعم لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران اگر کہا جاوے کہ ہم نے سنت متواترہ کو چھوڑا نہیں بلکہ حدیث من کان لہ امام کو مخصص قرار دیا ہے (نہیں نماز صحیح مگر ساتھ پڑھنے ام القران کی) حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران کا تو جواب بچند وجوہ ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث من کان لہ امام صلاحیت معارضہ کی نہیں رکھتی ہے کیونکہ نہایت ضعیف ہے ائمہ حدیث نے اس کے ضعف کی تصریح کی ہے اور کسی امام نے (اہل حدیث) اس کی صحت یا حسن کی تصریح نہیں کی بخلاف حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران کے کہ اعلےٰ درجہ کی صحیح ہے اخرجہ الائمۃ فی کتبہم بلکہ مشہور بلکہ متواتر ہے۔ دوسری یہ کہ جب حنفیہ نے من کان لہ امام کو باوجود شدت ضعف کے اعلےٰ درجہ کی صحیح حدیث یعنی لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن کا مخصص قرار دیا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں یہ خبر ثنیہ مصرح ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے اور اُن کی بعض ائمہ نے تصحیح و تحسین بھی کی ہے اگر اُن کو ہم من کان لہ امام کا مخصص قرار دیں تو اصول حنفیہ کی بنا پر کیا محذور لازم آتا ہے اور جب حدیث من کان لہ امام عام مخصوص منہ البعض ہوئی تو اُس وقت اس میں اور حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن میں کچھ تعارض و تنافی نہ ہوئی پس من کان لہ امام کے مخصص بنانے کی کچھ ضرورت نہ رہی۔ تیسری یہ کہ یہ دونوں حدیثیں من وجہ خاص و من وجہ عام ہیں پس جیسا کہ حدیث من کان لہ امام مخصص ہو سکتی ہے اس کا عکس بھی ہو سکتا ہے یعنی حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران مخصص بالکسر ہو اور حدیث من کان لہ امام مخصص بالفتح فما وجہ الترجیح بلکہ یہ اولیٰ ہے کیونکہ اس تقدیر پر توفیق و جمع درمیان سب احادیث کے ہو جاتی ہے اور بر تقدیر مخصص کہنے من کان لہ امام کے اہمال اُن احادیث کثیرہ کا لازم آتا ہے جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔ اگر کہا جاوے کہ اہمال اُن احادیث کا اُس وقت لازم آئے گا کہ اُن احادیث کو مخصص من کان لہ امام کا نہیں ہم ان احادیث کو مخصص کہتے ہیں من کان لہ امام کا اور من کان لہ امام کو مخصص کہتے ہیں حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران کا تو جواب یہ ہے کہ اس وقت علماء حنفیہ کا مدعی بالکلیہ فوت ہو جائے گا اور مطلوب اہل حدیث ثابت اور تخصیص مرتین محض بیفائیدہ لازم آئیگی الحاصل حدیث من کان لہ امام کو مخصص حدیث لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القران کا کہنا باطل محض ہے کیونکہ اس تقدیر پر ان احادیث کو جنمیں تصریح ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے مخصص من کان لہ امام کا کہوگے یا نہیں بر تقدیر ثانی اہمال

احادیث کثیرہ صحیحہ یا حسنہ کا لازم آتا ہے اور بر تقدیر اول تخصیص مرتین بلا فائدہ ہوئی اور مدعی بھی
حاصل نہوا بلکہ مدعی خصم بخوبی ثابت ہوگیا پس اب یہاں چار صورتیں باقی رہیں یا تو بوجہ اصح الصحیح
ہونے حدیث لاصلوۃ الابقراءۃ ام القرآن اور ضعیف ہونے حدیث من کان لہ امام کے اول کو
ثانی پر ترجیح دیجئے یا اول کو مخصص ثانی کا کہئے یا اُن احادیث کو جن میں تصریح ہے کہ مقتدی کو امام کے
پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے ثانی کا مخصص بنائیے یا حدیث لاصلوۃ وحدیث من کان لہ امام دونوں
کو متعارض سمجھ کر مانند آیتین کے ساقط کیجئے اور رجوع اُن احادیث کی طرف کیجئے جنمیں تصریح
مقتدی کے مسئلہ کی ہے اِن چاروں صورتوں میں مدعی اہل حدیث کلیۃً ثابت ہوتا ہے اور دعوی
علماء حنفیہ کا غیر ثابت اِس اشکال کا جواب علماء حنفیہ کے پاس مطلق نہیں ہے اور یہی تقریر بعینہٖ
حدیث واذا قرأ الامام فانصتوا میں جاری ہو سکتی ہے دوسری خطاء علماء حنفیہ کی یہ ہے
کہ اُنہوں نے خود وقت تعارض سنتین یہ قاعدہ لکھا ہے کہ قیاس کی طرف رجوع کرنا چاہئے
تلویح میں ہے ومثال المصیر الی القیاس عند تعارض السنتین ما روی النعمان
بن بشیر- اَنَّ النبی صلعم صلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ کَمَا تُصَلُّوْنَ رَکْعَۃً وَسَجْدَتَیْنِ
وَمَا رَوَتْ عَائِشَۃ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلّٰاھَا رَکْعَتَیْنِ بِاَرْبَعِ رُکُوْعَاتٍ وَاَرْبَعِ
سَجْدَاتٍ- تعارضا فصرنا الی القیاس علی سائر الصلوات (انتہی) مانحن فیہ میں
تعارض سنتین پایا جاتا ہے پس چاہئے کہ قیاس کی طرف رجوع کریں یعنی باقی ارکان تحریمہ رکوع
سجود وقیام جلوس اخیر پر قراءۃ کو قیاس کرلیں جس طرح کہ یہ سب ارکان مقتدی سے ساقط نہیں
ہوتے اِسی طرح قراءۃ بھی ساقط نہیں ہوتی ہے یا قراءۃ مقتدی کو قیاس کیا جاوے قراءۃ امام
ومنفرد پر یعنی جیسا کہ امام ومنفرد سے قراءۃ ساقط نہیں ہوتی ہے ایسا ہی مقتدی سے بھی ساقط
نہوگی وجہ ششم ابن الہمام نے فتح القدیر میں آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کو عام مخصوص
منہ البعض اور حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کو اُس کا مخصص قرار دیا ہے اور
چونکہ اُسپر موافق اصول حنفیہ کے یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ حدیث ظنی ہے اور آیت قطعی اور
ظنی قطعی کا مخصص نہیں ہو سکتا ہے اس لئے یہ جواب دیا کہ پہلے اِس کی تخصیص اجماع کے ساتھ
ہو چکی ہے کہ وہ قطعی ہے اور عام مخصوص البعض ظنی ہوجاتا ہے تو اب تخصیص اُس کی حدیث
کے ساتھ درست ہوئی وقد ذکرت عبارتہ فیما تقدم عبارت منقولہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت
فاقرؤا ما تیسر من القرآن منسوخ نہیں ہوئی ورنہ حدیث من کان لہ امام کو اُس کا مخصص ٹھیرائے

کی کیا ضرورت تھی اس مقام پر ایک بڑا اشکال حنفیہ پر وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب آیت فاقرؤا
ماتیسر من القرآن ظنی ہوئی تو فرضیت قرأۃ کس طرح اس سے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ فرضیت
ظنی سے ثابت نہیں ہوتی ہے اس اشکال کا جواب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے غیث الغمام
صفحہ ۱ میں بایں عبارت دیا ہے " ویدفع بان الظنی انما ہو العام المخصوص بالمخصص الاصطلاحی
وہو ان یکون کلاما مستقلا متصلا بالمخصوص منہ لا مطلق العام الذی خص منہ البعض لاسیما
اذا کان بدلیل منفصل (انتہی) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب غیر صحیح ہے اس لئے کہ آیت فاقرؤا
ماتیسر بعد تخصیص بالاجماع کے قطعی رہی یا نہیں اگر قطعی رہی تو تخصیص قطعی کی ساتھ حدیث
من کان لہ امام کے کہ خبر واحد ہے کس طرح جایز ہوگی اور اگر ظنی ہوگئی تو فرضیت قرارۃ اس
آیت سے ثابت نہیں ہو سکتی بالجملہ حنفیہ کو احد الامرین سے چارہ نہیں یا تو یہ کہیں کہ قرأۃ نماز
میں فرض نہیں یا یہ کہیں کہ مقتدی پر بھی قرأۃ فرض ہے وہما باطلان عندہم ہفتم آیت واذا
قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا عام مخصوص منہ البعض ہے والا محذورات ثلثہ جنکا اوپر ذکر ہوا
لازم آئینگے اور عام مخصوص منہ البعض ظنی ہوتا ہے پس آیت مذکورہ ظنی ہوئی اور آیت فاقرؤا ماتیسر
من القرآن قطعی ہے اور ظنی قطعی کا ناسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہشتم آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا
جب ظنی ہوئی تو حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اس کی مخصص ہو سکتی ہے اور آیت مذکورہ
بعد تخصیص بالحدیث کے معارض آیۃ فاقرؤا ماتیسر من القرآن کی باقی نہیں رہتی ہے کیونکہ مدلول
فاقرؤا ماتیسر من القرآن کا مقتدی کے حق میں وجوب مطلق قرارۃ ہے اور مدلول واذا قرئ القرآن
کا مقتدی کے حق میں اس تقدیر پر حرمت قرأۃ غیر فاتحۃ الکتاب ہے اور ان دونوں میں تنافی نہیں
ہے فکیف النسخ علاوہ اس کے آیۃ واذا قرئ القرآن اگر اس وقت ناسخ فاقرؤا ماتیسر کی ہوگی تو
بھی اس سے کوئی امر مخالف اہل حدیث کے ثابت نہوگا۔ وہذان الوجہان الاخیران قد ذکرا ضمنا
فیما تقدم وہا جریان بالاستقلال فلاجل ذلک ذکرناہما ہہنا یہ دلیل اول ہوئی فرضیت مطلق قرأۃ
کی اور یہ مبنی ہے اصول حنفیہ پر کما تقدم اس دلیل میں دو شبہہ ہیں اول یہ کہ دعوی مقید ہے
یعنی فرضیت قرأۃ نماز میں اور آیت سے فرضیت مطلق قرأۃ ثابت ہوتی ہے فاتم التقریب جواب
اس کا چند وجوہ سے ہے اول وہ جو علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے یعنی یہ کہ فرضیت قرأۃ
خارج نماز سے تو ثابت نہیں ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ افتراض فی الصلوۃ مراد لیا جائے۔ وفیہ
نظر دوم یہ کہ آیت جس حکم کی ناسخ ہے وہ قرأۃ طویلہ تھی جو قیام لیل میں بحالت قیام کیا تی تھی پس

پس یہ قرینہ قویہ ہے اس امر پر کہ مراد یہاں قرأۃ فی الصلوۃ ہے نہ مطلق قرأۃ۔ سیوم احادیث صحیحہ کثیرہ قولیہ مانند حدیث ابوہریرہ رضؓ ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن اخرجہ الائمۃ الستۃ قال الزیلعی وحدیث عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ
اور حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بے شک فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز صحیح
لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اخرجہ الائمۃ الستۃ ذکرہ الزیلعی وحدیث
اُس شخص کی کہ نہ پڑھے سورہ فاتحۃ الکتاب روایت کیا اس حدیث کو ائمہ ستہ نے۔ اور حدیث ابوہریرہؓ
ابی ھریرہ رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ الا بقراءۃ اخرجہ مسلم
رضی اللہ عنہ کی تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز صحیح نہیں بے پڑھے قرآن کے روایت کیا
وابن الجارود وغیرھا من الاحادیث القولیۃ واحادیث صحیحہ کثیرہ
مسلم نے وابن جارود وغیرہ نے فعلیہ جن میں آنحضرت صلعم کے قرآن پڑھنے کا نماز میں عموماً
اور سورہ فاتحہ پڑھنے کا خصوصاً ذکر ہے یہ سب احادیث کہ جن میں بعض حد تواتر اور بعض حد
شہرت کو پہونچ گئی ہیں اور بعض احاد صحیحہ ہیں بقاعدہ اصول فقہ المطلق یحمل علی المقید آیت
فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی مقید واقع ہوئی ہیں۔ چہارم یہ کہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن
مجمل ہے کیونکہ اس میں یہ بیان نہیں ہے کہ یہ قرأۃ نماز میں ہے یا خارج نماز سے اور احادیث
صحیحہ قولیہ وفعلیہ مذکورہ اس مجمل کا بیان واقع ہوئی ہیں وکل من ثلث الاجوبۃ الثلثۃ
عن مقال شبہ دوم یہ کہ یہ آیت تو دربارہ نسخ فرضیت قیام لیل نازل ہوئی ہے پھر اس کو
فرضیت قراءۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ سے کیا علاقہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ تفسیر درمنثور میں
ہے واخرج احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ والبیہقی فی سننہ
عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشۃ انبئنی عن قیام رسول اللہ صلعم قالت الست تقرأ ہذہ السورۃ
یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام رسول اللہ
صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسک اللہ خاتمتہا فی السماء اثنی عشر شہرا ثم انزل اللہ
التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن
حمید وابن ابی حاتم ومحمد بن نصر والطبرانی والحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس قال
لما نزلت اول المزمل کانوا یقومون نحوا من قیامہم فی شہر رمضان حتی نزل آخرہا وکان بین
اولہا وآخرہا نحو من سنۃ (انتہی) اور نیز تفسیر درمنثور میں ہے واخرج عبد بن حمید وابن نصر

عن قتادة قال فرض قيام الليل في اول هذه السورة فقام اصحاب النبي صلعم حتى انتفخت اقدامهم و
امسك الله خاتمتها حولا ثم انزل التخفيف في آخرها فقال علم ان سيكون منكم مرضى الى قوله فاقرؤا
ما تيسر منه فنسخ ما كان قبلها فقال واقيموا الصلوة واتوا الزكوة فريضتان واجبتان ليس فيهما رخصة
واخرج عبد بن حميد عن الحسن قال لما نزلت على النبي صلعم يا ايها المزمل قم الليل الا قليلا قام رسول الله
صلعم وقام المسلمون معه حولا كاملا حتى تورمت اقدامهم فانزل الله بعد الحول ان ربك يعلم الى
قوله ما تيسر منه قال الحسن فالحمد لله الذي جعله تطوعا بعد فريضة ولا بد من قيام الليل واخرج ابن
ابي حاتم والطبراني وابن مردويه عن ابن عباس عن النبي صلعم فاقرؤا ما تيسر منه قال مائة آية
(انتهى) اور تفسیر ابن کثیر میں ہے علم ان لن تحصوه اي الفرض الذي اوجبه عليكم فاقرؤا ما تيسر
من القرآن اي من غير تحديد بوقت اي ولكن قوموا من الليل ما تيسر وعبر عن الصلوة بالقراءة۔
(انتهى) اور تفسیر فتح البیان میں ہے۔ فاقرؤا ما تيسر من القرآن بيان للبدل الذي وقع النسخ
اليه اي فنسخ التقدير بالاجزاء الثلثة الى جزء مطلق من الليل وسياتي ان هذا الجزء نسخ ايضا
بوجوب الصلوات الخمس والمعنى فاقرؤا في الصلوة بالليل ما خف عليكم وتيسر لكم منه من غير ان
ترقبوا وقتا قاله القرطبي درجه وقيل المعنى فصلوا ما تيسر لكم من صلاة الليل والصلوة تسمى قرانا كقوله
وقران الفجر (انتهى) اور تفسیر نیسابوری میں ہے فاقرؤا ما تيسر من القرآن الاكثرون على ان القراءة
ههنا عبارة عن الصلوة كما يعبر عنها بالقيام والركوع والسجود والمعنى فصلوا ما تيسر عليكم بالليل
فيكون هذا ناسخا للاول ثم انهما نسخا جميعا بالصلوة الخمس او نسخ هذا وحده بهن وعن بعضهم
انها القراءة حقيقة (انتهى) اور تفسیر بیضاوی اور شیخزادہ میں ہے فاقرؤا ما تيسر من القرآن فصلوا
ما تيسر عليكم من صلاة الليل عبر عن الصلوة بالقراءة كما عبر عنها بسائر اركانها قيل كان التهجد
واجبا على التخيير المذكور فعسر عليهم القيام به فنسخ ثم نسخ هذا بالصلوات الخمس او فاقرؤا القرآن بعينه كيفما تيسر
عليكم وقيل قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر ايجاب للقراءة في صلوة الليل لا ايجاب نفس الصلوة في الليل
وقيل انه لايجاب القراءة في كل صلاة (انتهى) میں کہتا ہوں کہ باوجود ان احتمالات کثیرہ کے آیت
کس طرح دلیل قطعی فرضیت قراءۃ کی ہو سکتی ہے پس حق یہ ہے کہ فرضیت قراءۃ آیت سے
ثابت نہیں ہے بلکہ اُن احادیث سے جن کا ذکر ابھی آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ دلیل دوم فرضیت
مطلق قراءۃ کی نماز میں حدیث ابوہریرہ رضی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلعم دَخَلَ الْمَسْجِدَ
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں

فدخل رجل فصلی فسلم علی النبی صلعم فرد فقال ارجع فصل فانک لم تصل

تشریف لائے پھر داخل ہوا ایک آدمی پس نماز پڑھی پھر سلام کیا اوپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس سلام کا جواب دیا

فرجع فصلی کما صلی ثم جاء فسلم علی النبی صلعم فقال ارجع فصل فانک لم

پس فرمایا آپ نے پلٹ جا تو پھر نماز پڑھ تو پھر جا کے دوبارہ نماز پڑھی جیسے نماز پہلے پڑھی تھی پھر آیا سلام کیا نبی صلعم پر فرمایا آپ نے

تصل ثلاثا فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت

پلٹ تو پھر نماز پڑھ تو پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی - کہا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ بھیجا آپکو ساتھ حق کے اسکے سوا مجھے اور

الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم

کچھ اچھی طرح نہیں آتا فرمایا جب تو کھڑا ہو نماز کیلئے پھر تکبیر کہہ پھر پڑھ تو جو آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے پھر رکوع کر تو یہاں تک

ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا

کہ خوب اطمینان ہو رکوع میں پھر کھڑا ہو تو اچھی طرح پھر سجدہ کر تو تسکین سے پھر اٹھ تو سجدہ سے تسکین سے بیٹھ تو اور

وافعل ذالک فی صلاتک کلہا (انتہی) } اخرجہ الائمۃ الستۃ وذکرہ الزیلعی بلفظ اذا قمت الی الصلوۃ

کر تو اسکو اپنی نماز سب میں - } فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن عام ہم منفرد

و امام و مقتدی سب کو شامل علما حنفیہ کے پاس اس کے مقابلہ میں کوئی دلیل نہیں ہے یعنی کوئی

حدیث صحیح جسکو آئمہ ستہ نے روایت کیا ہو اور دال ہو اس پر کہ مقتدی قراۃ نکرے اس حدیث

کی ناسخ آیت واذا قری القرآن نہیں ہو سکتی - ہے کیونکہ سورۂ اعراف بالاتفاق مکی ہے اور واقعہ

حدیث ابو ہریرۃ رضی واقعہ مدینہ کا ہے کیونکہ یہ شخص آنیوالا خلاد بن رافع رضی ہے فتح الباری میں ہے و ہذا

الرجل ہو خلاد بن رافع جد علی بن یحیی راوی الخبر بینہ ابن ابی شیبۃ عن عباد بن العوام عن

محمد بن عمرو عن علی بن یحیی عن رفاعۃ ان خلادا دخل المسجد (انتہی) اور خلاد بن رافع انصاری ہے

علاوہ اس کے راوی حدیث - ابو ہریرہ کا اسلام و قدوم نبی صلعم پر لیالی فتح خیبر میں واقع ہوا

ہے ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں قدم ابو ہریرۃ مہاجرا لیالی فتح خیبر مرقاۃ میں ہے اسلم عام

خیبر و شہد ما مع النبی صلعم اور دوسرے راوی اس کے رفاعۃ بن رافع ہیں وہ بدری

ہیں اور یہ واقعہ مسجد نبوی کا ہے اگر کہا جاوے کہ اس سے فرضیت قراۃ کیونکر ثابت ہو سکتی

ہے کیونکہ فرض کے لئے دلیل قطعی چاہئے اور یہ خبر احاد ہے اور خبر احاد ظنی ہوتی تو جواب یہ

ہے کہ فرض کے لئے دلیل قطعی کا ضرور ہونا باطل محض ہے کوئی دلیل اسپر ادلہ شرع سے قایم

نہیں ہے فتح القدیر میں ہے واعلم ان ما ثبت فیہ شافعون کرینہ افاتم علی معنی الوجوب عندنا فانہم

لا یقولون بوجوبها قطعا بل ظنا غیر انہم لا یخصون الفرضیۃ والرکنیۃ بالقطعی فلہم ان یقولوا بموجب الوجہ المذکور انا وان جوزنا الزیادۃ بخبر الواحد لکنہا لیست بلازمۃ ہٰہنا فانا قلنا برکنیتہا وافتراضہا بالمعنی الذی سیعتقدہ وجوبا فلا زیادۃ وانما محل الخلاف فی التحقیق ان ما ترکہ مفسد وہو الرکن لا یکون الا بقاطع فقالوا لا لان الصلوۃ مجمل مشکل فکل خبر بین فیہا امرا ولم یقم دلیل علی ان مقتضاہ لیس من نفس الحقیقۃ یوجب الرکنیۃ وقلنا بل یلزم فی کل ما اصلہ قطعی وذلک لان العبادۃ لیست سوی جملۃ الارکان فاذا کانت قطعیۃ یلزم فی کل الارکان قطعیتہا لانہا لیست الا ایاہا مع الآخر بخلاف ما اصلہ ظنی فان ثبوت ارکانہ التی ہو ہو یکون بظنی بلا اشکال (انتہی) یہاں سے معلوم ہوا کہ دلیل علماء حنفیہ کی اس باب میں یہی ہے کہ عبادت کی اصل قطعی ہے پس اُس کے سب ارکان کا قطعی ہونا چاہئیے اس لئے کہ عبادت نہیں ہے مگر مجموعہ ارکان کا پس اگر بعض اجزاء اُس کے ظنی ہوں یعنی دلیل ظنی سے ثابت ہوں تو اصل عبادت کا ظنی ہونا لازم آئے گا لان ظنیۃ الجزء تستلزم ظنیۃ الکل میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل اوہن من نسج العنکبوت ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ اصل عبادت قطعی ہے اس سے کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ اصل عبادت اجمالا قطعی ہے تو مسلم ہے لیکن اس کے لئے سب اجزاء وارکان کا قطعی ہونا ضرور نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ اصل عبادۃ تفصیلا قطعی ہے تو یہ غیر مسلم ہے دوم خود علماء حنفیہ نے بعض ارکان عبادت کو دلیل ظنی سے ثابت کیا ہے اُن میں سے مسح ربع راس وضو میں کہ اس کو حدیث ناصیہ سے ثابت کیا ہے حالانکہ مسح ربع راس علماء حنفیہ کے نزدیک وضو کا رکن و فرض ہے اور چونکہ دلیل اس کی ظنی ہے اسی لئے شافعیہ و مالکیہ جو اس کے منکر ہیں کافر نہیں کہا جاتا ہے اور ایسا ہی غسل رجلین وضو میں اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک فرض ہے مگر بسبب ظنی ہونے دلیل کے اس کے منکر کی تکفیر نہیں کیجاتی ہے اور وضو میں غسل یدین و رجلین کے ساتھ مرفقین و کعبین کا ہونا جمہور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک فرض ہے مگر بسبب ظنی ہونے دلیل کے اس کے منکر کی تکفیر نہیں کیجاتی ہے اور قاعدہ اخیرہ نماز میں حنفیہ کے نزدیک فرض ہے اور دلیل اس کی ظنی ہے بلکہ اس کا تو مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا ہے فضلا عن ان یکون قطعیا اور ایسا ہی خروج بصنعہ صلوۃ وتر وغیرہا کو علماء حنفیہ فرض کہتے ہیں کما ہو مصرح فی الدر المختار وحواشیہ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ سوم سب احادیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور اُن صحابہ رض کی نسبت جنھوں نے وہ احادیث آنحضرت

صلعم سے بلا واسطہ سُنیں قطعی تھیں اور دوسرے اہل اسلام کی نسبت وہ احادیث بسبب اخبار
احاد ہونے کے ظنی ہوگئیں اب ہم پوچھتے ہیں کہ ان احادیث سے اگر ایک چیز کی فرضیت ورکنیت
ثابت ہوجاوے تو وہ چیز ضرور آنحضرت صلعم وصحابہ مذکورین رضہ کی نسبت فرض ورکن ہوگی
اب دوسروں کی نسبت فرض ورکن ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ ایک حکم
شرعی بغیر آنے ناسخ کے منسوخ ہوجاوے اور بر تقدیر اول یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ فرض و
رکن دلیل ظنی سے ثابت ہو وہو خلاف ما قلتم جہارم فرض دو قسم ہے ایک فرض قطعی اور اسی کا
نام فرض علمی و فرض اعتقادی بھی ہے اور دوسرا فرض عملی اور اسی کا نام فرض غیر قطعی او ظنی
بھی ہے اور قسم دوم واسطہ ہے درمیان فرض قطعی اور اوس واجب کے جو عمل میں فرض
عملی سے دون ہے اور سنت سے فوق اور اس قسم کو کبھی فرض کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور
کبھی واجب کے ساتھ اور عملی قسم کا منکر کافر ہے نہ دوسری قسم کا ان دونوں قسموں کے ثبوت
کے لئے عبارت رد المختار کافی ہے باب الوتر میں ہے واعلم ان الفرض نوعان فرض علما
وعملا و فرض عملا فقط فالاول کالصلوت الخمس فانہا فرض من جہۃ العمل لا یحل ترکہا و یفوت الجواز
بفوتہا بمعنی انہ لو ترک واحدۃ منہا لا یصح فعل ما بعدہا قبل قضاء المتروکۃ و فرض من جہۃ العلم
والاعتقاد بمعنی انہ یفترض علیہ اعتقادہا حتی یکفر بانکارہا والثانی کالوتر فانہ فرض عملا کما ذکرناہ
ولیس بفرض علما ای لا یفترض اعتقادہ حتی انہ لا یکفر منکرہ لظنیۃ دلیلہ و شبہۃ الاختلاف فیہ
ولذا یسمی واجبا و نظیرہ مسح الراس فان الدلیل القطعی افاد اصل المسح وما کونہ قدر الربع فانہ ظنی
لکنہ قام عند المجتہد ما رجح دلیلہ الظنی حتی صار قریبا من القطعی فسماہ فرضا ای عملیا بمعنی انہ
یلزم عملہ حتی لو ترکہ و مسح شعرۃ مثلا یفوت الجواز و لیس فرضا علما حتی انہ لو انکرہ لا یکفر بخلاف مالو
انکر اصل المسح (انتہی) اور جو علماء کہ اخبار احاد سے فرضیت مطلق قراءۃ اور ایسا ہی فرضیت
فاتحہ ثابت کرتے ہیں مراد اُن کی فرض سے فرض عملی ہے فتح القدیر میں ہے واعلم ان الشافعیۃ
یثبتون رکنیۃ الفاتحۃ علی معنی الوجوب عندنا فانہم لا یقولون بوجوبہا قطعا بل ظنا دلیل سیوم
فرضیت مطلق قراءۃ کی حدیث ابوہریرہ رضہ ان رسول اللہ صلعم قال لا صلوۃ الا بقراءۃ اخرجہ
مسلم و ابن ماجہ رو د یہاں لفظ صلاۃ نکرہ ہے تحت میں نفی کے واقع ہوا ہے اس لئے فائدہ
عموم کا دے گا یعنی کوئی نماز خواہ منفرد کی ہو یا امام کی یا مقتدی کی بغیر قراءۃ کے نہیں ہوتی ہے
پس اس حدیث سے فرضیت مطلق قراءۃ کی ثابت ہوئی دلیل چہارم حدیث رفاعہ بن رافع رضہ

ہے قال کنت جالساً عند النبی صلعم بہذا وقال کبر ثم اقرأ ماتیسر من القرآن ثم کبر ثم ارکع اخرجہ البخاری فی جزء القرأۃ وابوداؤد والنسائی والترمذی والدارمی وابن الجارود اس حدیث کے بعض طرق میں یہ لفظ ہے ابدأ فکبر وتحمد اللہ وتقرء ام القرآن ثم ترکع اور بعض میں ثم اقرأ ہے بدون ماتیسر من القرآن کے اور بعض طرق میں یہ لفظ ہے ویقرأ بما شاء من القرآن اور بعض میں یہ لفظ ثم یقرأ من القرآن ما اذن لہ فیہ وتیسر اور بعض میں ہے ثم اقرأ بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرأ اور بعض میں ہے ثم اقرأ ماتیسر علیک من القرآن اور بعض میں ہے فان کان معک قرآن فاقرأ بہ والا فاحمد اللہ عزوجل وکبرہ وہللہ اور بعض میں یہ لفظ ہے انہ لاتتم صلاۃ لاحد من الناس اور یہ لفظ منفرد وامام ومقتدی سب کو شامل ہے۔ دلیل پنجم حدیث ابوالدرداء رض ہے یقول سئل رسول اللہ صلعم افی کل صلاۃ قرأۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت ہذہ اخرجہ النسائی وابن ماجہ والدارقطنی والبخاری فی جزء القرأۃ دلیل ششم احادیث ذیل ہیں عن ابی حمید الساعدی رض قال فی عشرۃ من اصحاب النبی صلعم انا اعلمکم بصلاۃ رسول اللہ صلعم قالوا فاعرض قال کان النبی صلعم اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بہما منکبیہ ثم یکبر ثم یقرأ الحدیث وفیہ ثم یصنع فی الاخری مثل ذلک وایضاً فیہ ثم یصنع ذلک فی بقیۃ صلاتہ اخرجہ ابوداؤد والدارمی والترمذی وابن ماجہ وعن جابر بن سمرۃ قال شکا اہل الکوفۃ سعدا الی عمر رض فعزلہ واستعمل علیہم عمارا فشکوا حتی ذکروا انہ لایحسن یصلی فارسل الیہ فقال یا ابا اسحق ان ہولاء یزعمون انک لاتحسن تصلی قال اما انا واللہ فانی کنت اصلی صلاۃ رسول اللہ صلعم ما اخرم عنہا اصلی صلاۃ العشاء فارکد فی الاولیین واخفف فی الاخریین الحدیث فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں ہے قال ابن بطال وجہ دخول حدیث سعد فی ہذا الباب انہ لما قال ارکد واخف اعلم انہ لایترک القراءۃ فی شئ من صلاتہ وقد قال انہا مثل صلوۃ رسول اللہ صلعم (انتہی) وفی روایۃ اخری قال قال سعد کنت اصلی بہم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاتی العشی لا اخرم عنہا کنت ارکد فی الاولیین واحذف فی الاخریین (انتہی) وعن ابی معمر قال سالنا خبابا اکان النبی صلعم یقرأ فی الظہر والعصر قال نعم قلنا بای شئ کنتم تعرفون ذلک کان باضطراب لحیتہ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال ان ام الفضل سمعتہ وہو یقرأ والمرسلات عرفا فقالت واللہ یا بنی لقد ذکرتنی بقرأتک ہذہ السورۃ انہا لآخر ما سمعت من رسول اللہ صلعم یقرأ بہا فی المغرب وعن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلعم قرأ فی المغرب بالطور وعن البراء قال سمعت النبی صلعم یقرأ والتین والزیتون فی العشاء وعن ابی برزۃ

... كان النبي صلعم يصلي الصبح ويعرف الرجل فيعرف جليسه وكان يقرأ في الركعتين او احدهما
ما بين الستين الى المائة وعن ابي قتادة ان النبي صلعم كان يقرأ في الظهر في الاوليين بام الكتاب
وسورتين وفي الركعتين الاخريين بام الكتاب ويسمعنا الآية ويطول في الركعة الاولى ما لا يطيل في
الركعة الثانية وهكذا في العصر وهكذا في الصبح اخرج تلك الاحاديث الشيخان اور جزء القراءة میں
ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاري قال ثنا ابان بن يزيد وهمام بن يحيى وجرير بن حازم عن يحيى بن ابي
كثير عن عبد الله بن ابي قتادة عن ابيه قال كان رسول الله صلعم يقرأ في الظهر والعصر في الركعتين
الاوليين بفاتحة الكتاب وسورة وفي الاخريين بام الكتاب وكان يسمعنا الآية حدثنا محمود قال ثنا البخاري
قال ثنا موسى قال حدثنا همام بهذا (انتهى) اور جزء القراءة میں ہے وقال ابو قتادة كان النبي صلعم
يقرأ في الاربع كلها ان سب روایات سے آنحضرت صلعم کی مواظبت قراۃ پر ثابت ہوتی ہے علاوہ اسکے
اس مدعی کے اثبات پر اور بھی احادیث دلالت کرتی ہیں ترکتہا خوفا للاطناب وقال النبي صلعم صلوا
كما رأيتموني اصلي پس بمقتضائے اس حدیث کے احادیث مذکورہ اقیموا الصلوۃ کا بیان واقع ہوئی
ہیں اور کوئی دلیل عدم فرضیت قراۃ پر قایم نہیں ہے پس قراۃ فرض ہوئی اگر کہا جاوے کہ اس
دلیل سے توضم سورۃ بھی غیر اخریین میں فرض ہوا جاتا ہے کیونکہ غیر اخریین میں مواظبت ضم
سورۃ کی ثابت ہے تو جواب یہ ہے کہ یہاں دلیل عدم فرضیت پر قایم ہے کیونکہ عبادۃ بن الصامت
سے روایت ہے ان النبي صلعم قال ام القرآن عوض عن غيرها وليس غيرها منها بعوض اخرجه
الدارقطني تلخیص میں ہے رواه الحاكم قال وله شواهد فساقها اور نیز حدیث عبادہ میں ہے لا تفعلوا
الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرء بها اور مؤید اس کا ہے قول ابو ہریرہ رض کا وان لم
تزد على ام القرآن اجزأت وان زدت فهو خير اخرجه البخاري ومسلم اور جزء القراءة میں ہے
عن ابي هريرة قال يجزي بفاتحة الكتاب وان زاد فهو خير یہاں تمام ہوئے ادلہ فرضیت مطلق
قراءۃ کے اب یہاں سے شروع کئے جاتے ہیں ادلہ فرضیت فاتحہ کے بالخصوص ۔ دلیل اول
صحیح البخاری میں ہے حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان قال حدثنا الزهري عن محمود
بن الربيع عن عبادة بن الصامت ان رسول الله صلعم قال لا صلوة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب
اس حدیث پر چار اعتراض حنفیہ کی جانب سے ہیں دو اعتراض تو وہ ہیں جو سلف حنفیہ نے
کئے ہیں اور دو وہ ہیں جو ہمارے زمانہ کے بعض حنفیہ کا اختراع و احداث ہے ہم ان ہی دو کو
اول ذکر کرتے ہیں کیونکہ شغل جدید لذیذ مشہور ہے اس لئے حنفیہ زمانہ کو ان پر بڑا فخر ہے اول

اعتراض پہلا راوی علی بن مدینی ہے وہ خلق قرآن کا قائل تھا پس وہ معتزلی وجہمی ہوا اس لئے
اس کی روایت معتبر نہیں **جواب** اس عقیدہ سے علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ تائب ہو گئے
تھے والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں عابوا علیہ اجابتہ
فی المحنۃ لکنہ تنصل وتاب واعتذر بانہ کان خاف علی نفسہ (انتہے) میزان میں ہے بدت
منہ ھفوۃ ثم تاب منہا وقال محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ سمعت علی بن المدینی یقول قبل موتہ
بشہرین من قال القرآن مخلوق فہو کافر وقال عثمان الدارمی سمعت ابن المدینی یقول ہو کفر
یعنی من قال القرآن مخلوق قال ابن عدی سمعت مسدد بن ابی یوسف القلوسی یقول
سمعت ابی یقول قلت لابن المدینی مثلک فی علمک وتجیبہم فقال ما اہون علیک السیف و
قال محمد بن عبد اللہ بن عمار قال ابن المدینی خفت القتل ولو انی ضربت سوطا لمت (انتہے)
تذکرۃ الحفاظ میں ہے قلت مناقب ہذا الامام جمۃ لو ما کدرہا بتعلقہ بشیٔ من مسئلہ القرآن وتردد
الی احمد بن ابی داود الا انہ تنصل وندم وکفر من یقول بخلق القرآن فاللہ یرحمہ ویغفر لہ (انتہے)
خلاصہ میں ہے وقال ابو داود ابن المدینی خیر من عشرۃ آلاف مثل الشاذکونی اجاب
ابن المدینی فتکلم فیہ احمد والعقیلی لکنہ تاب قال عثمان عنہ من قال ان القرآن مخلوق فہو
کافر (انتہے) اب اُن کی توثیق کے اقوال ملاحظہ فرمائیے حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں
ثقۃ ثبت امام اعلم اہل عصرہ بالحدیث وعللہ حتی قال البخاری ما استصغرت نفسی الا عندہ وقال
فیہ شیخہ ابن عیینۃ کنت اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی وقال النسائی کان اللہ خلقہ للحدیث (انتہی)
میزان میں ہے الحافظ احد الاعلام الاثبات وحافظ العصر ذکرہ العقیلی فی کتاب الضعفاء فبئس
ما صنع فقال جنح الی ابن ابی داود والجہمیۃ وحدیثہ مستقیم قال لی عبد اللہ بن احمد کان ابی حدثنا
عنہ ثم امسک عن اسمہ وکان یقول ثنا رجل ثم ترک حدیثہ بعد ذلک قلت بل حدیثہ عنہ
فی مسندہ وقال عبد الرحمن بن ابی حاتم کان ابو زرعۃ ترک الروایۃ عن علی من اجل
ما کان منہ فی المحنۃ والذی کان یروی عنہ لا یوجب ترکہ لنزوعہ عما کان منہ قال ابو حاتم
کان ابن المدینی علما فی الناس فی معرفۃ الحدیث والعلل وکان احمد لا یسمیہ انما یکنیہ تبجیلا لہ
ابن ناجیۃ وغیرہ قال سفیان یلوموننی علی حب علی واللہ کنت اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی قال
عباس العنبری کان ابن عیینۃ یسمی ابن المدینی حیۃ الوادی وکان روح بن عبد المؤمن
یقول سمعت ابن مہدی یقول ابن المدینی اعلم الناس بالحدیث وقال عبید اللہ القواریری سمعت

یحیی القطان یقول یلومونني فی حب، علی بن المدینی وانا اتعلم منه وقال ابو العباس السراج سمعت ابا یحیی یقول کان ابن المدینی اذا قدم بغداد تصدر وجا یحیی واحمد بن حنبل والمعیطی والناس یتناظرون فاذا اختلفوا فی شئ تکلم فیہ علی وروی ابو عبید عن ابی داؤد وقال ابن المدینی اعلم من احمد باختلاف الحدیث وقال صالح جزرة اعلم من ادرکت بالحدیث وعلله علی بن المدینی وہذا ابو عبد اللہ البخاری وناہیک بہ قد شحن صحیحہ بحدیث علی بن المدینی وقال ما استصغرت نفسی بین یدی احد الا بین یدی علی بن المدینی ولو ترک حدیث علی وصاحبہ محمد وشیخہ عبد الرزاق وعثمان بن ابی شیبۃ وابراہیم بن سعد وعفان وابان العطار واسرائیل وازہر السمان وبہز بن اسد وثابت البنانی وجریر بن عبد الحمید لغلقنا الباب وانقطع الخطاب ولماتت الآثار واستولت الزنادقۃ ولخرج الدجال انما لک عقل یا عقیلی اتدری فیمن تکلم وانما تبعناک فی ذکر ہذا النمط لنذب عنہم ولنزیف ما قیل فیہم واما علی بن المدینی فالیہ المنتہی فی معرفۃ علل الحدیث النبوی مع کمال المعرفۃ بنقلالرجال وسعۃ الحفظ والتبحر فی ہذا الشان بل لعلہ فرد زمانہ فی معناہ (انتہی) ملخصا تذکرۃ الحفاظ میں ہے حافظ العصر وقدوۃ ارباب ہذا الشان سمع اباہ وحماد بن زید وہشیما وابن عیینۃ وطبقتہم وعنہ الذہلی والبخاری وابوداؤد واسمعیل القاضی وابویعلی والبغوی وامم قال ابو حاتم کان ابن المدینی علما فی الناس فی معرفۃ الحدیث والعلل وما سمعت احمد بن حنبل سماہ قط انما کان یکنیہ تبجیلا لہ وعن ابن عیینۃ قال یلومونني علی حب علی بن المدینی واللہ لما اتعلم منہ اکثر مما یتعلم منی وقال احمد بن سیار کان ابن عیینۃ یسمی علیا حیۃ الوادی قال روح بن عبد المؤمن سمعت عبد الرحمن بن مہدی یقول علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول اللہ صلعم و قال القواریری سمعت یحیی القطان یقول انا اتعلم من علی اکثر مما یتعلم منی قال النسائی کان علی بن المدینی خلق لہذا الشان وقال ابراہیم بن معقل سمعت البخاری یقول ما استصغرت نفسی عند احد الا عند علی بن المدینی وقال ابو داؤد ابن المدینی اعلم من احمد باختلاف الحدیث - (انتہی) کاشف میں ہے قال شیخہ ابن مہدی علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاصۃ بحدیث ابن عیینۃ وقال ابن عیینۃ یلومونني علی حب علی بن المدینی واللہ اتعلم منہ اکثر مما تعلم منی وکذا قال القطان فیہ وقال من کان اللہ خلقہ لہذا الشان (انتہی) خلاصہ میں ہے الحافظ امام اہل الحدیث کان ابن عیینۃ یسمیہ حیۃ الوادی وقال القطان کنا نستفید منہ اکثر مما یستفید منا وقال النسائی کان اللہ خلق علیا لہذا الشان

(انتہی) اعتراض دوسرا- دوسرا راوی اِس کا سفیان بن عیینہ ہے اِس نے بیس سے زیادہ احادیث میں خطا کی ہے میزان میں ہے قال احمد کنت انا و ابن المدینی فذکرنا اثبت من یروی عن الزہری فقال علی سفیان بن عیینہ وقلت انا مالک فان مالکا اقل خطاء و ابن عیینہ یخطی فی نحو من عشرین حدیثا عن الزہری ثم ذکرت ثمانیۃ عشر منہا وقلت ہات ما اخطاء فیہ مالک فجاء بحدیث او ثلاثۃ فرجعت فاذا ما اخطاء فیہ سفیان بن عیینہ اکثر من عشرین حدیثا (انتہی) آخر عمر میں اِس کے حافظہ میں تغیر آگیا تھا کما فی التقریب وغیرہ جواب اِس کا یہ ہے کہ یہ حدیث اُن احادیث میں سے نہیں ہے جن میں سُفیان نے خطا کی ہے بیان اِس کا یہ ہے کہ ائمہ ستہ امہات ستہ میں اور امام احمد مسند میں اِس حدیث کو سفیان بن عیینہ کے طریق سے لائے ہیں اور سب نے اس کے ساتھ احتجاج کیا ہے تفسیر درمنثور میں ہے واخرج الشافعی فی الام وابن ابی شیبۃ فی المصنف واحمد فی مسندہ والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والبیہقی فی السنن عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلعم قال لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (انتہی) میزان میں ہے سفیان بن عیینۃ الہلالی احد الثقات الاعلام اجمعت الامۃ علی الاحتجاج بہ وکان یدلس لکن المعہود منہ انہ لایدلس الاعن ثقۃ وکان قوی الحفظ وما فی اصحاب الزہری اصغر سنا منہ ومع ہذا فھو من اثبتہم قال احمد بن حنبل ہو اثبت الناس فی عمرو بن دینار وقال احمد کنت انا و ابن المدینی فذکرنا اثبت من یروی عن الزہری فقال علی سفیان بن عیینۃ وقلت انا مالک فان مالکا اقل خطاء و ابن عیینۃ یخطی فی نحو من عشرین حدیثا عن الزہری ثم ذکرت ثمانیۃ عشر منہا وقلت ہات ما اخطاء فیہ مالک فجاء بحدیثین او ثلثۃ فراجعت فاذا ما اخطاء فیہ سفیان بن عیینۃ اکثر من عشرین حدیثا وروی محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی عن یحیی بن سعید القطان قال اشہد ان سفیان بن عیینۃ اختلط سنۃ سبع وتسعین ومائۃ فمن سمع منہ فیہا فسماعہ لاشیء قلت سمع منہ فیہا محمد بن عاصم صاحب ذاک الجزء العالی ویغلب علی ظنی ان سائر شیوخ الائمۃ الستۃ سمعوا منہ قبل سنۃ سبع واما سنۃ ثمان وتسعین ففیہا مات ولم یلقہ احد فیہا لانہ توفی قبل قدوم الحاج باربعۃ اشہر وانا استبعد ہذا الکلام من القطان واعدہ غلطا من ابن عمار فان القطان مات فی صفر من سنۃ ثمان وتسعین وقت قدوم الحاج ووقت تحدثہم عن اخبار الحجاز فمتی تمکن یحیی بن سعید من ان یسمع اختلاط سفیان ثم یشہد علیہ بذلک والموت قد نزل بہ فلعلہ بلغہ ذلک فی اثناء سنۃ سبع مع ان یحیی متعنت جدا فی الرجال وسفیان ثقۃ مطلقا واللہ اعلم (انتہی)

بقدر المقصود - تذکرۃ الحفاظ میں ہے سفیان بن عیینۃ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام ابو محمد الہلالی الکوفی محدث الحرم مولی محمد بن مزاحم فقد کان خلق یحجون والباعث لہم لقی ابن عیینۃ فیزدحمون علیہ فی ایام الحج وکان اماما حجۃ حافظا واسع العلم کبیر القدر قال عبد الرحمن بن مہدی کان ابن عیینۃ احفظ من حماد بن زید وقال احمد ما رایت اعلم بالسنن منہ وقال ابن المدینی ما فی اصحاب الزہری اتقن من ابن عیینۃ قال العجلی کان ابن عیینۃ ثبتا فی الحدیث وقال بہز بن اسد ما رایت مثلہ ولا شعبۃ قال یحیی بن معین ہو اثبت الناس فی عمرو بن دینار اتفقت الائمۃ علی الاحتجاج بابن عیینۃ لحفظہ وامانتہ وقد حج سبعین سنۃ وکان مدلسا لکن علی الثقات (انتہی) بقدر المقصود کاشف میں ہے احد الاعلام ثقۃ ثبت امام (انتہی) خلاصہ میں ہے احد ائمۃ الاسلام قال العجلی ہو اثبتہم فی الزہری (انتہی) تقریب میں ہے ثقۃ حافظ فقیہ امام حجۃ الا انہ تغیر حفظہ باخرہ وکان ربما دلس لکن عن الثقات (انتہی) میں کہتا ہوں کہ تغیر حفظ کا جواب میزان ذہبی سے معلوم ہوا بیان بالا سے چند وجوہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث اُن احادیث میں سے نہیں ہے جن میں سفیان نے خطا کی ہے اوّل یہ کہ امام بخاری و امام مسلم اِسکو اپنے صحیح میں لائے ہیں یہ برہان جلی ہے اِس امر پر کہ شیخین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کوئی علت قادحہ صحت اِس میں پائی نہیں جاتی ہے پس اب یہاں چند احتمالات ہیں ایک یہ کہ شیخین نے اِس حدیث کو اُن میں سے نہیں سمجھا جن میں سفیان سے خطا ہوئی ہے اور اِسی احتمال پر مدعی ہمارا ثابت ہے دوسرا یہ کہ امام احمد کے اِس قول کو شیخین نے غیر معتبر سمجھا اس تقدیر تو مادہ اعتراض ہی باقی نرہا وہو عین المطلوب تیسرا یہ کہ شیخین نے اِس خطا کو قادح صحت نہیں سمجھا چوتھا یہ کہ شیخین نے مجرد اِس احتمال کو کہ حدیث ما بہ النزاع اون احادیث میں سے ہو جن میں سفیان سے خطا ہوئی ہے قادح صحت نہیں تصور کیا ..

احتمالین اخیرین کی بنا پر بھی کوئی وجہ اعتراض کی نہیں ہے .. دوم یہ کہ امام ترمذی نے اِس حدیث کے تحت میں لکھا ہے حدیث عبادہ حدیث حسن صحیح اور علاوہ اسکے غیر واحد نقاد کی جو طریق سفیان بن عیینۃ عن الزہری سے مروی ہے امام ترمذی نے تصحیح کی ہے اور یہ امر دلیل روشن ہے اِس بات کی کہ اس حدیث میں کوئی ... نہیں پائی جاتی ہے جو قادح صحت ہو اور حافظ دار قطنی سفیان بن عیینۃ کی اِس حدیث کے نسبت ... لکھتے ہیں ہذا اسناد صحیح - سیوم سفیان بن عیینۃ کے ساتھ احتجاج پر ائمہ امت نے اتفاق کیا ہے پھر کسی

حدیث میں کیا کلام ہو سکتا ہے چہارم یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حدیث متفق علیہ کی امت نے
تلقی بالقبول کی ہے پنجم سب ائمہ فقہاء نے اس کو تسلیم کیا ہے خصوصاً علماء حنفیہ نے سلفاً و خلفاً
اس کی صحت کا اقرار کیا ہے اسی بنا پر وجوب فاتحہ ثابت کیا ہے ششم امام بخاری نے جزء
القراءۃ میں اسکو متواتر لکھا ہے ہفتم یہ حدیث ان احادیث میں سے نہیں ہے جن میں حافظ ابو الحسن دار
قطنی وغیرہ نقاد نے کلام کیا ہے پھر اگر کوئی مدعی علم خلاف سلف و خلف اس حدیث کی صحت
میں اس زمانہ میں کلام کرے تو کیا یہ سخت بے ادبی و اعلیٰ درجہ کی گستاخی نہ سمجھی جائے گی
اب علی سبیل التنزل یہ گزارش کیا جاتا ہے کہ اس حدیث عبادہ کے وہ طریق صحیحہ بھی موجود
ہیں جن میں علی بن المدینی و سفیان بن عیینہ واقع نہیں ہیں صحیح مسلم میں ہے حدثنی ابو الطاہر
قال نا ابن وهب عن يونس ح و حدثني حرملة بن يحيى قال انا ابن وهب قال اخبرني يونس عن
ابن شهاب قال اخبرني محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت قال قال
کہا زہری نے مجھ کو خبر دیا محمود بن ربیع نے عبادہ بن صامت سے عبادہ نے کہا فرمایا رسول اللہ
رسول الله صلعم لا صلوة لمن لم يقترئ بام القرآن حدثنا الحسن بن علي قال نا
صلعم نے نہیں نماز صحیح اس شخص کی کہ نہیں پڑھا ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ کو يعقوب بن ابراهيم بن
سعد قال نا ابي عن صالح عن ابن شهاب ان محمود بن الربيع الذي مج رسول الله صلعم
في وجهه من بئرهم اخبره ان عبادة بن الصامت اخبره ان رسول الله صلعم قال لا صلوة
لمن لم يقرء بام القرآن (انتهى) مسند احمد میں ہے حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا يعقوب بن
ابراهيم ثنا ابي عن صالح حدث ابن شهاب ان محمود بن الربيع الذي مج رسول الله صلعم
في وجهه من بئرهم حين اخبره ان عبادة بن الصامت اخبره ان رسول الله صلعم قال لا صلوة
لمن لم يقرأ بام القرآن (انتهى) جزء القراءة میں ہے قال محمود حدثنا البخاري ثنا اسحق قال ثنا
يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي عن صالح عن الزهري ان محمود بن الربيع وكان مج رسول الله
في وجهه من بئرهم اخبره ان عبادة بن الصامت اخبره ان رسول الله صلعم قال لا صلوة لمن
لم يقرأ بفاتحة الكتاب حدثنا محمود قال حدثنا البخاري قال حدثنا عبد الله قال حدثني الليث
قال حدثني يونس عن ابن شهاب قال حدثني محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت قال
قال رسول الله صلعم لا صلوة لمن لم يقرأ بام القرآن (انتهى) سنن الدار قطنی میں ہے حدثنا
ابو محمد بن صاعد ثنا الربيع بن سليمان ثنا ابن وهب اخبرنا يونس بن يزيد عن ابن شهاب ثنا

محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بام القرآن
ہذا صحیح ایضاً وکذالک رواہ صالح بن کیسان ومعمر والاوزاعی وعبد الرحمن بن اسحق وغیرہم
عن الزہری لیجیئے یہ طریق تو علی بن المدینی وسفیان بن عیینہ سے خالی ہیں اب سوائے
تسلیم کے کیا چارہ ہے یہ سب بحث اُن دو اعتراضوں کی تھی جن کو بعض حضرات نے فی
زماننا احداث کیا ہے اب اُن دو اعتراضوں کی بحث شروع کیجاتی ہے جو قدیم سے علماء
حنفیہ کرتے چلے آئے ہیں اوّل یہ ہے کہ لا حدیث مذکور میں واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے
نفی جنس کے پس اِس سے یہ ثابت ہوا کہ ترک فاتحہ سے نماز ناقص ہوتی ہے نہ یہ کہ باطل ہوتی
ہے جیسا کہ حکم ہے رکن و فرض کا جواب لانفی جنس جسوقت کہ اُس کی خبر محذوف ہوتی ہے
اصل اُس میں نفی وجود کی ہے کتب نحو میں مرقوم ہے یحذف خبر لا ہذہ کثیرا اذا کان الخبر عاما
کموجود وحاصل وغیر ذلک لدلالۃ النفی علیہ نحو لا الہ الا اللہ ای لا الہ موجود الا اللہ چلپی حاشیہ ہدایہ
میں لکھتے ہیں فان قلت نفی الجواز اصل فیکون ہو المراد قلت یجوز ترک الاصل بدلیل یقتضی
الترک (انتہے) اور مولوی عبد الحی مرحوم غیث الغمام میں لکھتے ہیں یمکن الجواب عنہ بان
سلمنا ان الاصل ہو عدم الوجود شرعا لکن لا شبہۃ فی ان قیام الدلیل علی الصحۃ یوجب کون
المراد کونا خاصا (انتہے) اور فتح القدیر میں ہے فی الصحیحین لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب
وہو مشترک الدلالۃ لان النفی لا یرد الا علی النسب لا نفس المفرد والخبر الذی ہو متعلق الجار محذوف
فیمکن تقدیرہ صحیحۃ فیوافق رائے الشافعی او کاملۃ فیخالفہ وفیہ نظر لان متعلق المجرور الواقع خبرا
استقرار عام فالحاصل لا صلوٰۃ کائنۃ وعدم الوجود شرعا ہو عدم الصحۃ ہذا ہو الاصل بخلاف
لا صلوٰۃ لجار المسجد ولا صلوٰۃ للعبد الآبق فان قیام الدلیل علی الصحۃ اوجب کون المراد کونا
خاصا ای کاملۃ فلذا عدل المصنف الی الظنیۃ فی الثبوت (انتہے) امام ابو الحسن محمد بن عبد الہادی
الحنفی المعروف بالسندی حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ثم قد قرروا ان النفی لا یعقل الا مع
نسبۃ بین امرین فیقتضی نفی الجنس امرا مستندا الی الجنس لیستقل النفی مع نسبۃ فان کان ذلک
الامر مذکورا فی الکلام فذاک والا یقدر من الامور العامۃ کالکون والوجود واما الکمال فقد
حقق المحقق الکمال ضعفہ لانہ مخالف لا یصار الیہ الا بدلیل والوجود فی کلام الشارع یحمل علی الوجود
الشرعی دون الحسی فمؤدی الحدیث نفی الوجود الشرعی للصلوٰۃ التی لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب
فتعین انتفاء الصحۃ واما قالہ اصحابنا انہ من حدیث الآحاد وہو ظنی لا یفید العلم وانما یوجبہ القول

فلا یلزم منہ الافتراض ففیہ انہ یکفی فی المطلوب انہ یوجب العمل بمدلولہ لا بشئی آخر و مدلولہ عدم صحۃ صلاۃ لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب فوجوب العمل بہ یوجب القول بفساد تلک الصلاۃ و ہو المطلوب فالحق ان الحدیث مفید بطلان الصلوۃ اذا لم یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب نعم یمکن ان یقال قرأۃ الامام قرأۃ المقتدی اذا ترک الفاتحۃ و قرأہا الامام (انتہے) پس حاصل یہ ہوا کہ معنی حقیقی لا نفی جنس کے نفی وجود جنس کے ہیں اور اگر کوئی صارف موجود ہو تو نفی کمال پر محمول کیا جاتا ہے یہاں سے واضح ہوا کہ بعض علماء حنفیہ جو تکثیر امثلہ نفی کمال میں سعی موفور کرتے ہیں اور ایسا ہی اُن کے مقابلہ میں بعض علماء حدیث بکثرت امثلہ نفی وجود پیش کرتے ہیں محض اضاعت وقت ہے کیونکہ اہل حدیث نفی کمال کے منکر نہیں ہیں اور حنفیہ نفی وجود کا انکار نہیں کرتے ہیں پس یہ بحث محض عبث ہے ہاں یہ دیکھنا چاہیے کہ فیما نحن فیہ میں صارف عن الحقیقۃ پایا جاتا ہے یا نہیں اگر پایا جاتا ہے تو قول حنفیہ حق ہے ورنہ قول اہل حدیث مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے صارف کا بیان اس عبارت سے کیا ہے وہہنا الدلیل قائم علی ان الصلوۃ تصح بدون الفاتحۃ وہو حدیث قرأۃ الامام قرأۃ لہ وغیرہ و بعض الآثار الموقوفۃ فیوجب ذلک ان یکون المراد من لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب و امثالہ نفی الکون الخاص فلا یلزم الا نفی الکمال لا نفی الصحۃ المطلقۃ و بالجملۃ وجود الدلیل مشترک فما لہم یجوزون حمل تلک الاحادیث علی نفی الکمال ولا یجوزون حمل ہذہ الاحادیث علیہ (انتہے) اور اسی کے قریب ہے۔ قول علامہ سندی حنفی کا وعبارتہ قد نقلت آنفا مگر ان دونوں منصف حنفیوں نے لفظ یمکن سے ضعف جواب کی طرف اشارہ کر دیا ہے جزاہما اللہ خیرا اور وجہ ضعف یہ ہے کہ حدیث قراءۃ الامام قراءۃ لہ باجماع اہل حدیث ضعیف ہے کسی ایک محدث نے بھی اس کی تصحیح نہیں کی ہے اور دیگر احادیث بھی اس باب میں عند المحققین ضعیف ہیں اور آثار موقوفہ حجت نہیں ہیں وسیاتی کل ذلک بعد انشاء اللہ تعالی محقق کمال نے بھی اس نظر کو لاجواب سمجھا اس لئے بلاجواب چھوڑ گیا مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کا انصاف اس مقام پر لایق تحسین ہے مگر جملہ آئندہ لایق افسوس اور وہ یہ ہے و بہذا ظہر بطلان قول غیر ملتزم الصحۃ من افاضل عصرنا فی تفسیرہ المسمی بفتح البیان تقلیدا بالشوکانی لا محید عن تحتم المصیر الی الفرضیۃ بل القول بالشرطیۃ (انتہے) خاکسار کہتا ہے کہ جب محقق کمال اس نظر کو لاجواب جانتا ہے اور علامہ سندی اور مولوی عبد الحی دونوں ضعف جواب

کی طرف اشارہ کر رہے ہیں پس بعض افاضل عصر کے کلام کی حقیقت میں کیا کلام ہے۔ پس
یہ قول مولوی عبدالحی مرحوم کا و بہذا ظہر بطلان سخت تعصب پر دال ہے عفا اللہ عنہ و عناد
عن جمیع المسلمین علاوہ اس کے اگر حدیث متنازعہ فیہ میں لانفی کمال کے لئے کہا جاوے تو
خود احناف کے مخالف ہے کیونکہ احناف فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اور اسی حدیث سے وجوب
پر استدلال کرتے ہیں اور اس تقدیر پر احتمال سنیت و استحباب باقی رہے گا و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال پس اس حدیث سے وجوب فاتحہ ثابت نہوگا بلکہ بر تقدیر نفی کمال کے
عدم وجوب فاتحہ ثابت ہوگا و فرق بین عدم ثبوت الوجوب و ثبوت عدم الوجوب اور عجب ہے
علماء حنفیہ سے کہ فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اور فرض نہیں کہتے اور وجہ عجب یہ ہے کہ مدلول
حدیث بر تقدیر قطعیت و ظنیت متحد ہے اور وہ عدم صحت ہے اُس صلاۃ کی جس میں فاتحۃ الکتاب
نہ پڑھی جاوے اور یہ مدلول قطعی و ظنی ہونے سے بدلتا نہیں صرف اسقدر فرق ہے کہ قطعی
میں عدم صحت یقینی ہے منکر اُس کا کافر اور ظنی میں غیر یقینی ہے اور منکر اُسکا کافر نہیں
ہے اور ما نحن فیہ میں یہ فرق بھی منتفی ہے کیونکہ شافعیہ و اہلحدیث وغیرہم جو فاتحہ کو فرض کہتے
ہیں تو فرض قطعی نہیں کہتے بلکہ فرض عملی فتح القدیر میں ہے و اعلم ان الشافعیۃ یثبتون رکنیۃ الفاتحۃ
علی معنی الوجوب عندنا فانہم لا یقولون بوجوبہا قطعا بل ظنا غیر انہم لا یخصون الفرضیۃ و الرکنیۃ
بالقطعی فلہم ان یقولوا بموجب الوجہ المذکور انا و ان جوزنا الزیادۃ بخبر الواحد لکنہا لیست
بلازمۃ ہنا فانا قلنا برکنیتہا و افتراضہا بالمعنی الذی سمیتموہ وجوبا فلا زیادۃ (انتہی) میں
کہتا ہوں کہ یہ قول محقق کمال کا غیر انہم لا یخصون الفرضیۃ و الرکنیۃ بالقطعی باطل
محض ہے کیونکہ علماء حنفیہ بھی فرضیت و رکنیۃ کو قطعی کے ساتھ خاص نہیں کرتے ہیں اور
ایسے فرض کو جو غیر قطعی سے ثابت ہو اُس کو فرض عملی کہتے ہیں جیسے مسح ربع راس کا وضو
میں [illegible] بعض نماز میں اس مقام پر مولوی رشید احمد صاحب مرحوم
[illegible] تقریر طویل بیہودہ رسالہ ہدایۃ المعتدی میں کی ہے خلاصہ
[illegible] سے قبل ترمذی و ابوداؤد و نسائی و جزء القراءت
[illegible] عن عبادۃ بن الصامت رض قال صلے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم [illegible] علیہ القراءۃ فلما انصرف قال اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا
رسول اللہ [illegible] تعالی لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا کذا فی الترمذی

پس اس حدیث کے اوّل سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ صلعم نے بسبب منازعت ماذاد علی الفاتحہ کو مقتدی پر حرام کر دیا اور دوسرا یہ کہ فاتحہ کو مباح فرمایا اسواسطے کہ استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے نہ مفید وجوب و استحباب پس اس جزء سے اباحت فاتحہ کی مقتدی پر اور حرمت ماذاد علی الفاتحہ کی ثابت ہوئی اور آخر اس حدیث کا یعنی لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بحذف کلمہ فانہ جس سے وہ حدیث مستقل معلوم ہوتی ہے اور در حقیقت وہ اسی حدیث کا جزء ہے پس ظاہر بینان کے نزدیک یہ قرار پایا کہ یہ دلیل وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور اُس کے یہ معنی ہوئے کہ ماذاد علی الفاتحہ کو مت پڑھو مگر فاتحہ پڑھو کہ بدون فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ مسلم نے معمر سے اس روایت میں لفظ فصاعدا کا بھی روایت کیا ہے اس زیادۃ کی صحت میں کوئی کلام نہیں پس معنی اس جزء کے یہ ہوئے کہ کوئی نماز بدون فاتحہ اور ماذاد علی الفاتحہ درست نہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس عموم صلوٰۃ میں صلوۃ مقتدی داخل ہے تو معنی حدیث کے کس طرح دُرست ہوں گے کیونکہ اول حدیث میں ماذاد علی الفاتحہ کی تحریم مقتدی پر کی گئی ہے اور یہاں ایجاب ماذاد علی الفاتحہ کا لا صلوٰۃ دلیل اباحت فاتحہ علی المقتدی کی ہے نہ اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور چونکہ درصورت فصاعدا اس جملہ لا صلوۃ لمن لم یقرا الخ کا ربط اول حدیث سے خوب ذہن نشین اکثر طلبہ کے نہیں ہوتا اور پریشانی ہوتی ہے لہذا بندہ اس کی شرح کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ قراۃ مقتدی کی مکہ میں آیۃ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا سے منسوخ ہو چکی تو صحابہ کرام جنکو اسکے نسخ کی خبر پہونچ چکی تھی وہ تو ترک قراۃ فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے مگر جب آپ ہجرت فرماکر مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کل یا بعض صحابہ اقتدا میں قرآن پڑھتے مگر یہ پڑھنا اُن کا یا تو بوجہ عموم فاقرؤا اور عدم اطلاع نسخ کے تھا یا بوجہ کسی رائے اجتہادی کے لیکن رسول اللہ صلعم کے امر سے ہرگز نہ تھا چنانچہ خود حدیث عبادہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کہ کیا تم میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہو تو اگر آپ کے ارشاد اور امر سے پڑھتے تو اس کو ذکر کرتے جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ پڑھتے ہیں تو اس وقت ارشاد فرمایا کہ تمہارے پڑھنے کے سبب سے مجھے قرآن کے ساتھ منازعت ہوئی اور یہ ہی وجہ ممانعت کی تھی لقولہ تعالیٰ واذا قری القرآن الخ پس اوّل آپ نے علت نہی قراۃ مقتدی کی

ارشاد فرمائی بعد اس کے فرمایا کہ لا تفعلوا کہ جس سے ممانعت قراءۃ مقتدی کی ثابت ہو گئی اور
علت بھی اُس کی معلوم ہو گئی پھر اس سے فاتحہ کو استثنا فرمایا بقولہ الا بفاتحۃ الکتاب چونکہ
استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر مقتدی فاتحہ پڑھے تو مباح ہے۔
اس میں شبہہ ہوتا ہے کہ فاتحہ بھی قرآن ہے اور اُس کے پڑھنے میں بھی منازعت ہوگی
پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کے پڑھنے کی اجازت واباحت ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے دلیل اباحت
بیان فرمائی بقولہ لا صلوٰۃ الخ یعنی کوئی نماز سوائے نماز مقتدی دنیا میں ایسی نہیں ہے
کہ جس میں فاتحہ اور ما زاد نہو لہذا چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعت خالی نہیں تو اُس
کی کثرت تکرار سے مشق و مزاولت اسدرجہ کو پہونچ جاتی ہے کہ اُس میں گنجایش منازعت
کی بہت کم ہوتی ہے بلکہ نہیں ہوتی اس میں علت منازعت کی گویا مرتفع ہے لہذا یہ مباح
ہے اور ما زاد علی الفاتحہ کی ہزارہا صورتیں ہیں کہ جن کا حصر و تعداد شمار سے باہر ہے پس
ان کی مشق و مزاولت بہت درجہ کم مزاولت فاتحہ سے ہے اور ان میں منازعت موجود
ہے لہذا حکم اباحت فاتحہ کا دیا گیا پس چونکہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے تو بوجہ مزاولت
کے منازعت اس میں مرتفع ہے اس لئے وہ مباح ہوئی اور ما زاد چونکہ متعین نہیں ہے
اور اُسکی مزاولت بہت کم ہے بہ نسبت مزاولۃ فاتحہ کے تو اُس میں منازعت زیادہ ہے
اس لئے وہ ممنوع رہی پس یہ دلیل اباحت قراءۃ فاتحہ برائے مقتدی ہے اور اس عموم لا صلوٰۃ
میں نماز مقتدی داخل نہیں ہے۔ الحمد للہ کے معنی حدیث کے باحسن وجوہ محقق ہو گئے اور
دعویٰ مدعیان وجوب قراءۃ مقتدی اس حدیث سے اصلاً ثابت نہوا اور حضرت صلعم نے یہ
اباحت اپنے اجتہاد سے فرمائی تھی بایں وجہ کہ حکم نہی قراءۃ مقتدی معلل بعلت منازعت
ہے اور چونکہ آپ کو باجتہاد خود یہ معلوم ہوا تھا کہ قراءۃ فاتحہ باعث منازعت نہیں ہوتی
لہذا آپ نے اُس کو بوجہ نپائے جانے علت منازعت کے مستثنے جانا تھا مگر بالاخر بعد تجربہ
روشن ہو گیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے اگرچہ قلیل ہی سہی تو سد الباب الفتنہ
اس اباحت کا اُٹھانا ضروری ہوا چنانچہ روایت عمران بن حصین سے یہ امر واضح ہے کہ بعد
ممانعت رسول اللہ صلعم کے قراءۃ مقتدی کو پھر آپ کے پیچھے کسی شخص نے ظہر میں سبح اسم
پڑھی تو یہ پڑھنا بجز اسکے نہیں کہ جب بعض صحابہ کو اُنہوں نے سورہ فاتحہ پڑھتے دیکھا تو
اُنہوں نے سمجھا کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا سری نماز میں درست ہے سو اباحت قراءۃ فاتحہ

موجب اس فہم کا ہوئی لہذا رسول اللہ صلعم نے علت حرمت قراءۃ مقتدی کو پھر ذکر فرمایا سو اس ارشاد
سے سریہ میں بھی قراءۃ مقتدی کی ممنوع و منہی ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ منازعت نماز سریہ میں پڑھنے
سے بھی حاصل ہوتی ہے لہذا آخر میں آپ نے اس اباحت کو بھی اُٹھا دیا بقولہ واذا قرء فانصتوا
کہ جس کو سلیمان تیمی نے قتادہ سے ابوموسی اشعری کی حدیث میں روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ سے
مروی ہے اور ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رض عام خیبر میں حاضر ہوئے ہیں اس سے ظاہر
ہے کہ یہ نہی بعد اس اباحت کے ہوئی لہذا قراءۃ فاتحہ بھی مقتدیوں کو مباح نرہی اور نیز
غور کرنا چاہیے کہ ہرچند امام کو حالت قراءۃ فاتحہ میں قراءۃ مقتدی کی موجب منازعت نہو
بسبب کثرت مزاولۃ فاتحہ کے مگر کیا ضرور ہے کہ قراءۃ فاتحہ مقتدیوں کی ہمیشہ حالت قراءۃ
فاتحہ امام میں ہی واقع ہوا کرے بلکہ ہرگاہ کہ سب مقتدیوں کے لئے فاتحہ کی اجازت ہوگئی تو
اکثر مقتدیوں کی فاتحہ بعد قراءۃ فاتحہ امام کے بھی واقع ہوجاوے گی خصوصًا ان مقتدیوں کی
جو بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں یا جو بعد میں آکر شریک ہوئے تو پھر وہی منازعت قایم ہوجائے
گی لہذا سدالباب الفتنہ اس اباحت کا رفع بھی ضرور ہوا چنانچہ حدیث ابوہریرہ جس کو ابن اکیمۃ
لیثی نے روایت کیا ہے اس حدیث میں بیہقی نے اپنی سنن کبریٰ میں اوزاعی سے بروایت زہری
یہ زیادت روایت کی ہے قال فقرء ناس مع رسول اللہ صلعم فی صلاۃ یجہر فیھا بام القرآن اور بیہقی نے
اس زیادت میں کوئی کلام نہیں کی اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے بھی رسول اللہ
صلعم کو منازعت ہوئی پس جب آپ نے سورہ فاتحہ کو بھی موجب منازعت قرار دیا تو اس کی
بھی ممانعت ثابت ہوگئی انتہی ملخصًا عبد ضعیف کہتا ہے کہ یہ کلام فاسد ہے بچند وجوہ اس لئے
قولاً قولاً اس کا رد مناسب ہے **قولہ** مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ مسلم نے معمر سے اس
روایت میں لفظ فصاعدا بھی روایت کیا ہے اس زیادت کی صحت میں کوئی کلام نہیں **اقول**
اس زیادۃ کا شاذ ہونا انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگا اور قطع نظر اس کی صحت و عدم صحت سے
روایت ترمذی و ابوداؤد و نسائی و جزء قراءۃ وغیرہا میں یہ زیادت ہرگز مستقیم نہیں ہوتی ہے اسلئے
کہ موافق تقریر مولوی صاحب کے حدیث میں دعوی ہے اباحت فاتحہ کا واسطے مقتدی کے اس
دعوے کے اثبات کے لئے صرف فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب کافی ہے زیادہ فصاعدا
محض بےمعنی ہوئی ایسا کلام کوئی عامی بھی نہیں کرتا ہے چہ جائے انکہ افصح العرب صلعم سے ایسا
کلام بےمعنی صادر ہو علاوہ اسکے شارع نے جو علت ا ...... اباحت فاتحہ ارشاد فرمائی ہے قطع نظر ان

اختراعات کے جو مولویصاحب نے کئے ہیں اُس میں بناء علی الزیادہ مازاد کو بھی شامل کرلیا ہے
پس اس تقدیر پر تعارض اوّل کلام اور آخر کلام میں لازم آتا ہے کیونکہ اوّل حدیث سے تو حرمت
مازاد کی مقتدی کے لئے ثابت ہوتی ہے اور آخر سے اباحت بالجملہ بر تقدیر تسلیم صحت حدیث ترمذی
وغیرہ زیادۃ فصاعدا ہرگز مستقیم نہیں ہو سکتی ہے قولہ ہرگاہ قراۃ مقتدی کی کہ بس آیۃ واذا قرئ
القرآن فاستمعوا لہ وانصتو سے منسوخ ہو چکی تھی اقول یہ محل نظر ہے کیونکہ بالاثبات ہوا کہ آیت
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا کا ناسخ ہونا پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتا ہے خصوصًا علماء حنفیہ
کے نزدیک کیونکہ انہوں نے غیر ناسخ ہونے کی تصریح کردی ہے۔ قولہ تو صحابہ کرام جنکو اسکے
نسخ کی خبر پہونچ چکی تھی وہ تو ترک قراۃ فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے۔ اقول یہ محض بناء فاسد
علی الفاسد ہے جب نسخ ہی ثابت نہیں تو صحابہ کرام کو نسخ کی خبر پہونچنا اور اُن کا سورۂ فاتحہ
کو ترک کرنا چہ معنی دارد ثبت العرش فانقش یہ محض مولویصاحب کی تخمین بلا دلیل ہے قولہ لیکن
رسول اللہ صلعم کے امر سے ہرگز نہ تھا اقول جب آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا نسخ آیت
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ سے ثابت نہوا پس یہ پڑھنا اُن کا حق تعالیٰ کے امر سے تھا جوا کہ
ہے امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بلکہ امر نبوی بھی یہاں متحقق ہے یعنی حدیث ابوہریرہ رضہ متفق
علیہ جس میں یہ لفظ ہے ثم اقرء ما تیسر معک من القرآن اور یہ قول کہ اگر آپ کے ارشاد و امر
سے پڑھتے ہوتے تو اُس کو ذکر کرتے۔ اس کا ملازمہ غیر مسلم ہے قولہ تو رسول اللہ صلعم نے دلیل
اباحت بیان فرمائی بقولہ لا صلوۃ الخ یعنی کوئی نماز.......... سوائے نماز مقتدی دنیا میں
ایسی نہیں کہ جس میں فاتحہ و مازاد نہو اقول اس میں کلام ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ حدیث میں
جو علت بیان کی گئی ہے اُس سے تفرقہ ما بین الفاتحہ و مازاد جو مطلوب ہے حاصل نہیں ہوتا
ہے فلا تتم التقریب اور مولوی صاحب نے جو بڑھایا ہے وہ حدیث سے ثابت نہیں دوم اس
تقدیر پر لفظ مازاد محض بےمعنی ہوتا ہے کیونکہ اثبات اباحت فاتحہ کے لئے صرف اسیقدر اس تقدیر
پر کافی ہے فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا بلکہ مضر مدعی ہوتا ہے۔ سیوم مولوی صاحب نے
حدیث کے معنی میں لفظ سوائے نماز مقتدی اپنی طرف سے اضافہ فرمایا ہے اسپر کیا دلیل ہے
اگر وہی احادیث اذا قرأ فانصتوا من کان لہ امام وغیرہا ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب
آئندہ آتا ہے اور اگر وہ دلیل ہے جو مولویصاحب نے بیان فرمائی ہے یعنی بقولہ اگر اس عموم صلاۃ
میں صلاۃ مقتدی داخل ہے تو جواب اس کا ابھی گزر گیا چہارم دلیل اباحت بیان کرنا تو اُس

وقت چاہئے کہ حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہو اور اُس کا مدار اسپر ہے کہ استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے اور یہ امر اول تو مخالف ہے امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کے کیونکہ توضیح وتلویح وغیرہما سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مستثنےٰ میں کوئی حکم نہیں ہوتا ہے جو کچھ ثابت ہوگا دوسری دلیل سے ثابت ہوگا اور دوسری دلیل سے ما نحن فیہ میں وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جزء القراءۃ وغیرہ میں صیغہ امر وارد ہوا ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے اور اگر امام صاحب کا مذہب چھوڑکر دوسری طرف فرار کیا جاوے تو کہا جاوے گا کہ یہ اسوقت ہے کہ جب کوئی دلیل موجود نہو اور جب حدیث میں صیغہ امر ولفظ امر آچکا ہے تو یہ استثنا ما نحن فیہ میں ہرگز مفید اباحت نہیں ہوسکتا ہے **قولہ** چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعت خالی نہیں ہے تو اُس کی تکرار مشق اور مزاولت اِسدرجہ کو پہونچ جاتی ہے کہ اِس میں گنجایش منازعت کی بہت کم ہوتی ہے بلکہ نہیں ہوتی ہے الی قولہ-پس چونکہ فاتحہ ہرنماز میں پڑھی جاتی ہے تو بوجہ مزاولت کے منازعت اِس میں مرتفع ہے اِس لئے وہ مباح ہوئی اور ما زاد چونکہ متعین نہیں ہے اور اُس کی مزاولت بہت کم ہے بہ نسبت مزاولت فاتحہ کے تو اس میں منازعت زیادہ ہے اِس لئے ممنوع رہی **اقول** مولوی صاحب نے یہ شرح حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا کی بیان فرمائی ہے حالانکہ اِس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو اِس معنی پر دلالت کرتا ہو اور نہ کسی اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی صحابی وتابعی ومجتہد ومحدث سے یہ معنی منقول ہیں یہ معنی شاید الہام سے معلوم ہوئے ہونگے یا حالت جذب میں تحریر کئے گئے ہوں گے ورنہ یہ تحریر مولوی صاحب کی اہل علم وعقل کی سمجھ سے وراء الورا ہے بلکہ دیانت وتقویٰ وعلم وعقل سے ازبس بعید ہے ولنعم ما قال الشاعر ؎ ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + **قولہ** مگر بالآخر بعد تجربہ یہ روشن ہوگیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے **اقول** یہ کلام دال ہے اِسپر کہ حدیث عبادہ پہلے ہے پھر حدیث عمران پھر حدیث واذا قرأ فانصتوا وحدیث ابوہریرہ جس کو ابن اکیمہ لیثی نے روایت کیا ہے مگر مجرد دعوےٰ کافی نہیں ہے اِس تقدم وتاخر کو بدلیل ثابت کرنا چاہئے مولوی صاحب اپنے کلام میں ایسے مقدمات لاتے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں ہوتی ہے گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت صدور ان احادیث کے نبی صلعم سے مولوی صاحب حاضر تھے یا وقت تحریر الہام ہو رہا ہے الحاصل حاصل اِس تقریر پریشان کا یہ ہے کہ قرارۃ مقتدی علی العموم

خواہ فاتحہ کی قراءۃ ہو یا دوسری سورت کی سراً ہو یا جہراً مطلقاً بعلت منازعت منسوخ ہوگئی مگر صحیح یہ ہے کہ نسخ ثابت ہرگز نہیں ہوتا نہ قراءۃ سورۃ کا اور نہ قراءۃ فاتحہ کا ہاں ایسی قراءۃ جو امام کو تشویش میں ڈالے اور منازعت و مخالطت و مخالطت پیدا کرے وہ البتہ منہی عنہا ہے اور نہی قراءۃ سے جہاں آئی ہے وہ محمول ہے ایسی ہی قراءۃ پر اور بحث حدیث عمران بن حصین و اذا قرء فانصتوا و حدیث ابوہریرہ رضہ بروایت ابن اکیمہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ دوسری حدیث جو فرضیت فاتحہ پر دلالت کرتی ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج ہی خداج ثلث مرات غیر تمام قال ابو السائب فقلت یا ابا ہریرۃ انی احیانا اکون وراء الامام فغمز ذراعی وقال اقرء بہا یا فارسی فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ عز وجل قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین فنصفہا لی و نصفہا لعبدی و لعبدی ما سال الحدیث اخرجہ مالک فی الموطا و سفیان بن عیینہ فی تفسیرہ و ابو عبید فی فضائلہ و ابن ابی شیبۃ و احمد فی مسندہ و البخاری فی جزء القراءۃ و مسلم فی صحیحہ و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن الانباری فی المصاحف و ابن حبان و الدارقطنی و البیہقی فی السنن کذا فی الدر المنثور اس دلیل پر علماء حنفیہ کے تین اعتراض ہیں اوّل یہ کہ اس کی سند میں علاء بن عبد الرحمٰن ہیں اون میں کلام ہے جواب اس کا یہ ہے کہ خود علماء حنفیہ نے اس جرح کو دفع کر دیا ہے چنانچہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم حنفی امام الکلام میں لکھتے ہیں وفیہ نظر اما اولا فبان حدیث العلاء المذکور فی قسمۃ الفاتحۃ قد تلقاہ الائمۃ واستدل بہ الحنفیۃ والمالکیۃ علی ان البسملۃ لیس جزءا من الفاتحۃ وردوا بہ علی الشافعیۃ القائلین بالجزئیۃ واجابوا عن خدش بعضہم فی العلاء باسلامتہم کما بسطتہ فی رسالتی احکام القنطرہ فی احکام البسملۃ .... الا تری الی قول ابن عبد البر فی الاستذکار عند شرح الحدیث المذکور ہذا الحدیث ابین ما یروی عن النبی صلعم فی سقوط بسم اللہ الرحمن الرحیم من فاتحۃ الکتاب وہو قاطع لموضع الخلاف (انتہے) وقال العینی فی البنایۃ شرح الہدایۃ فی بحث البسملۃ بعد ذکر ہذا الحدیث وذکر ایراد البعض الشافعیۃ علیہ بان حدیثہ لیس بحجۃ ہذا جہل وفرط تعصب منہ لکون الحدیث الصحیح لکونہ غیر موافق لمذہبہم وقد رواہ عن العلاء الائمۃ الاثبات کمالک وسفیان وابن جریج وعبد العزیز والولید بن کثیر ومحمد بن اسحٰق وغیرہم وہو ثقۃ صدوق (انتہے) فاذا ثبت ان الحنفیۃ والمالکیۃ قد قبلوا ہذا الحدیث فی بحث البسملۃ وجعلوہ اوضح

جحۃ فی الخلافیۃ فکیف یکن منہم ابدا رضعفہ وکون العلاء متکلما فیہ فی بحث الفاتحۃ واما ثانیا فہان
جماعۃ من نقاد الفن قد وثقوا العلاء وبسطوا السنتہم فی حقہ بالثناء فان عبداللہ بن احمد قال عن ابیہ
انہ ثقۃ لم اسمع احدا ذکرہ بسوء وقال ابو حاتم صالح روی عنہ الثقات وقال النسائی لیس بہ باس
وقال ابن عدی للعلاء نسخ یرویہا عنہ الثقات وما اری بہ باسا وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال
ابن سعد قال محمد بن عمر صحیفۃ العلاء بالمدینۃ مشہورۃ وکان ثقۃ کثیر الحدیث وقال عثمان الدارمی سالت
ابن معین عن العلاء وابنہ کیف حدیثہما فقال لیس بہ باس قلت ہو احب الیک او سعید المقبری
قال سعید اوثق والعلاء ضعیف یعنی بالنسبۃ الیہ وقال الترمذی ہو ثقۃ عند اہل الحدیث کذا ذکرہ
ابن حجر فی تہذیب التہذیب (انتہے) امام الکلام میں دوسرے مقام پر ہے الکلام فیہ وعدم قبول
حدیثہ لا یخلو عن تعصب واضح وتعسف لائح- میزان الاعتدال میں ہے صدوق مشہور کاشف
میں ہے احد الائمۃ تقریب میں ہے صدوق ربما وہم خلاصہ میں ہے احد الاعلام (انتہے) امام مسلم
کا اپنے صحیح میں اس حدیث کا لانا اول دلیل ہے اس حدیث کی صحت پر دوسرا اعتراض
صلوۃ کا خداج ہونا فرضیت کو نہیں چاہتا ہے کیونکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز
ناقص ہے پس جائز ہے کہ یہ نقصان فی الوصف ہو نہ فی الذات جواب اس کا یہ ہے کہ خداج
بمعنی نقصان کے ہے ماخوذ ہے خدجت الناقۃ سے نہایہ میں الخداج النقصان وخدجت الناقۃ
اذا القت ولدہا قبل اوانہ وان کان تام الخلق واخدجتہ اذا ولدتہ ناقص الخلق وان کان
لتمام الحمل (انتہے) قاموس میں ہے الخداج ککتاب القاء الناقۃ ولدہا قبل تمام الایام والناقۃ
جارت بولد ناقص وان کانت ایامہ تامہ (انتہے) مصباح المنیر میں ہے قال ابو زید خدجت الناقۃ
وکل ذات خف وظلف وحافر اذا القت ولدہا بغیر تمام الحمل وزاد ابن القوطیۃ وان تم خلقہ
واخدجتہ بالالف القتہ ناقص الخلق وقیل ہما لغتان اذا القتہ وقد استبان حملہا فالخداج من
اول الخلق الولد الی قبیل التمام فاذا القت دون خلق الولد فہو رجاع والرجاع فی الابل خاصۃ
وقال ابن قتیبۃ اذا القت الناقۃ ولدہا بغیر تمام المدۃ فقد خدجت وان القتہ لتمام المدۃ وہو
ناقص الخلق فقد اخدجت اخداجا والولد مخدج وقال ابن القطاع ایضا خدجت الناقۃ اذا القتہ
قبل تمام الحمل وان تم خلقہ واخدجتہ بالالف القتہ ناقص الخلق وان تم حملہا (انتہے) ابن عبدالبر
استذکار میں لکھتے ہیں والخداج النقصان والفساد من ذلک قولہم اخدجت الناقۃ اذا ولدت
قبل تمام وقتہا وقبل تمام الخلقۃ وذلک نتاج فاسد وقال الاخفش خدجت الناقۃ اذا القت ولدہا

بغیر تمام واخدجت اذا قذفت بہ قبل الولادة وان کان تام الخلق (انتہے) نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں فالخداج بکسر الخاء المعجمة قال الخلیل بن احمد والاصمعی وابوحاتم السجستانی والہروی رحمہم اللہ تعالی وآخرون الخداج النقصان یقال خدجت الناقة اذا القت ولدہا قبل اوان النتاج وان کان تام الخلق واخدجتہ اذا ولدتہ ناقصا وان کان لتمام الولادة ومنہ قیل لذی الیدیة مخدج الیدای ناقصا قالوا فقولہ صلعم خداج ای ذات خداج وقال جماعة من اہل اللغة خدجت واخدجت اذا ولدت بغیر تمام (انتہے) مجمع البحار میں ہے فہی خداج ای نقصان وصف بالمصدر مبالغة خدجت الناقة اذا القت ولدہا قبل اوانہ وان کان تام الخلقة واخدجتہ اذا ولدتہ ناقصة وان کان لتمام الحمل (انتہے) ان عبارات سے واضح ہوا کہ خداج کی دو صورتیں ہیں ایک وہ بچہ کہ پیدا ہو مدت حمل کے تمام ہونے سے پہلے دوسرا وہ بچہ کہ پیدا ہو اپنی خلقت کے تمام ہونے سے پہلے اور یہ نتاج دونوں صورتوں میں نتاج فاسد ہوتا ہے یعنی بچہ مُردہ پیدا ہوتا ہے اسی کو سقط بھی کہتے ہیں قاموس میں ہے والسقط مثلثة الولد بغیر تمام نہایہ میں ہے السقط بالضم والفتح والکسر اکثر الولد الذی یسقط من بطن امہ مصباح المنیر میں ہے والسقط الولد ذکرا کان او انثی یسقط قبل تمامہ وہو مستبین الخلق یقال سقط الولد من بطن امہ سقوطا فہو سقط بالکسر والتثلیث لغة (انتہے) آنحضرت صلعم کا لفظ غیر تمام دونوں صورتوں کو شامل ہے اور ظاہر ہے کہ شئے مردہ کوئی شئی موجود نہیں ہے اور وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑہی جاوے آنحضرت صلعم نے اُس کو خداج وسقط یعنی مردہ فرمایا تو وہ کوئی شئے موجود نہوئی پس معلوم ہوا کہ یہ نماز باعتبار ذات کے ناقص ہوئی نہ باعتبار وصف کے یہاں سے ظاہر ہو گیا فساد مولوی عبد الحی صاحب کے اِس قول کا جو غیث الغمام کے صفحہ ۱۸۶ میں واقع ہے واما قول غیر ملتزم الصحة من افاضل عصرنا فی تفسیرہ المسمی بفتح البیان مقلدا للشوکانی الاصل ان الصلوٰة الناقصة لا تسمی صلاة حقیقة (انتہے) فمغالطة واضحة فان الذی لا یسمی صلاة حقیقة ہو ناقص الذات وناقص الوصف یسمی صلاة حقیقة لغة وشرعا وعرفا ولا بد لمن یستدل بہذا الحدیث علی رکنیة الفاتحة ان یثبت اولا ان الخداج ہہنا بمعنے ناقص الذات فحسب دون ناقص الوصف وانی لہ ذلک انتہی وجہ فساد کی یہ ہے کہ عبارات منقولہ سے معلوم ہوا کہ معنے حقیقی خداج کے فساد فی الذات کے ہیں اور فساد فی الوصف میں بھی استعمال ہوتا ہے مجازا جب کہ معنی حقیقی سے کوئی صارف پایا جاوے اور یہی مطلب سمجھے حضرت ابوہریرہ رضہ جب تو ابو السائب کو امر کیا اقرء بہا یا فارسی

والسقط میت لا ینتفع بہ انتہے)

فی نفسک بلکہ خود آنحضرت صلعم کا امر کرنا حضرت ابوہریرہ کو اس ہی حدیث میں وارد ہوا ہے اخرجہ ابن خزیمۃ و ابن حبان کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور اُس میں لفظ تجزی کا بھی ہے جو دال ہے فرضیت فاتحہ پر علاوہ اُس کے حدیث رفاعہ بن رافع میں ہے ثم اقرء بام القرآن اور حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب نقصان فی الذات کی تعیین کر رہی ہے اور مصدر کے ساتھ وصف کرنا اور تین بار لفظ خداج کہنا دال ہے اسپر کہ نقصان کا فرد کامل مراد ہے۔

تیسرا اعتراض یہ حدیث محمول ہے غیر مقتدی پر جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ من الفاظ عموم میں سے ہے امام منفرد مقتدی سب کو شامل ہے اور تخصیص عام کی بغیر دلیل مخصص کے جائز نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ مخصص حدیث جابر ہے ان النبی صلعم قال کل صلوٰۃ لا یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام اخرجہ الدارقطنی تو کہا جائیگا کہ اس کی سند میں یحیی بن سلام واقع ہے وہ ضعیف ہے میزان میں ہے ضعفہ الدارقطنی اور طحاوی وغیرہ نے حدیث من کان لہ امام کو مخصص ٹھیرایا ہے لیکن یہ حدیث باجماع اہل حدیث ضعیف ہے چنانچہ اس کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ آئے گی علاوہ اس کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث ابوہریرۃ مخصص ہے حدیث من کان لہ امام کی فما وجہ الترجیح تیسری حدیث فرضیت فاتحۃ الکتاب کی حدیث عائشہ رضہ ہے قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل صلاۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج اخرجہ ابن ماجۃ فی سننہ و سندہ ہکذا حدثنا الفضل بن یعقوب الجزری ثنا عبد الاعلی عن محمد بن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ و اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال ثنا محمد بن عبد اللہ الرقاشی قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا محمد بن اسحٰق قال ثنا یحیی بن عباد عن ابیہ عن عائشہ رضہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل صلاۃ لا یقرأ فیہا فہی خداج قال البخاری وزاد یزید بن ہارون بفاتحۃ الکتاب اور نیز جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عبد اللہ بن منیر سمع یزید بن ہارون ثنا محمد بن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ رضہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج ثم ہی خداج و اخرجہ احمد فی المسند و لفظہ ہکذا حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید قال انا محمد بن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلے صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج (انتہے) اس حدیث کے سب رواۃ ثقات ہیں کوئی علت اس میں نہیں سوائے

تدلیس محمد بن اسحٰق کے سو وہ بھی رفع ہو گئی بسبب اسکے کہ جزء القراءہ میں یحییٰ قال ثنا یحییٰ بن عباد
موجود ہے اور محمد بن اسحٰق کے ثقہ وغیر ثقہ ہونے کی بحث انشاء اللہ آگے کیجاویگی چوتھی حدیث فرضیت
فاتحہ کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے ان رسول اللہ صلعم قال کل صلاۃ لایقرء
فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج فہی خداج اخرجہ ابن ماجہ وسندہ ہکذا حدثنا ابو الولید بن عمرو
بن سکین ثنا یوسف بن یعقوب السلمی ثنا حسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ امام
بخاری اس حدیث کو جزء القراءۃ میں دو سند سے لائے ہیں۔ اوّل یہ ہے حدثنا محمود
قال ثنا البخاری قال ثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال ثنا ابان قال ثنا عامر الاحول عن عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال کل صلاۃ لم یقرء فیہا بام الکتاب فہی مخدجۃ دوم یہ ہے
حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا ہلال بن بشر قال ثنا یوسف بن یعقوب السلمی قال
ثنا حسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم کل صلاۃ لایقرء
فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج انتہے مجمع الزوائد میں ہے اسنادہ حسن انتہے پانچویں حدیث
فرضیت فاتحہ کی حدیث جابر بن عبد اللہ ہے یقول یقرء فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب
وسورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب وکنا نتحدث انہ لایجزی صلاۃ الابفاتحۃ الکتاب
اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ وسندہ ہکذا حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا ابو نعیم قال حدثنا
مسعر عن یزید الفقیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول اہ واخرجہ ابن ماجہ وہذا نصہ حدثنا
محمد بن یحییٰ ثنا سعید بن عامر ثنا شعبۃ عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبد اللہ قال کنا
نقرء فی الظہر والعصر خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین
بفاتحۃ الکتاب انتہے سندی اپنی تعلیق میں لکھتے ہیں قولہ کنا نقرء فی الزوائد قال المزی
موقوف ثم قال ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات وقد یقال الموقوف فی ہذا الباب حکمہ الرفع
الا ان یقال یمکن انہم اخذوا ذلک من العمومات الواردۃ فی الباب فلا یدل قراتہم علی الرفع
بقی انہ یعارض حدیث جابر من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ویقدم علیہ لضعف ذلک
ولا اقل ان ہذا اقوی من ذلک قطعا انتہے) میں کہتا ہوں کہ جس طرح کنا نقرء حکما مرفوع
ایسا ہی روایت بخاری میں کنا نتحدث بھی حکما مرفوع ہے۔ چھٹی حدیث فرضیت فاتحہ کی
نیز حدیث جابر بن عبد اللہ ہے قال قال رسول صلعم الامام ضامن فما صنع فاصنعوا اخرجہ
الدارقطنی فی سننہ وقال قال ابو حاتم حاتم ہذا التصحیح لمن قال بالقراءۃ خلف الامام اسس

حدیث کا حق اگرچہ یہ تھا کہ اس کا ذکر اُن احادیث میں کیا جاوے کہ جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے لیکن چونکہ اس میں نام فاتحہ کا نہیں ہے اس لئے یہیں اس کا ذکر کیا گیا۔ ساتویں حدیث فرضیۃ فاتحہ کی عبادہ بن الصامت رضی کی ہے ان النبی صلعم قال ام القرآن عوض من غیرہا ولیس غیرہا منہا بعوض اخرجہ الدار قطنی وقال تفرد بہ محمد بن خلاد عن اشہب عن ابن عیینۃ تلخیص الجبیر میں ہے روی الحاکم من طریق اشہب عن ابن عیینۃ عن الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ مرفوعا ام القرآن عوض عن غیرہا ولیس غیرہا عوضا منہا قال ولہ شواہد فاقہا انتہی) آٹھویں دلیل فرضیۃ فاتحہ کی وہ احادیث ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی رکعت میں فاتحہ ترک نہیں فرمائی اور دوسری سورۃ کو کبھی ترک کر دیا ہے اُن میں سے ہے حدیث ابو قتادہ رضی صحیح بخاری میں ہے عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلعم کان یقرء فی الظہر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب فتح الباری میں ہے فیہ ما ترجم لہ وفیہ التنصیص علے قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ (انتہی) اور نیز فتح الباری میں ہے ولابن خزیمۃ من حدیث ابن عباس ان النبی صلعم قام فصلے رکعتین لم یقرء فیہما الا بفاتحۃ الکتاب اور نیز فتح میں ہے وادعی ابن حبان والقرطبی الاجماع علی عدم وجوب قدر زائد علیہا وفیہ نظر لثبوتہ عن بعض الصحابۃ ومن بعدہم فیما رواہ ابن المنذر وغیرہ ولعلہم ارادوا ان الامر استقر علے ذلک وسیاتی بعد ثمانیۃ ابواب حدیث ابی ہریرۃ وان لم یزد علے ام القرآن اجزأت (انتہی) اور تلخیص الجبیر میں ہے وعند البخاری من حدیث ابی قتادہ ان النبی صلعم کان یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وہذا مع قولہ صلوا کما رایتمونی اصلی دلیل علی وجوب التکریر (انتہی) پس ان احادیث کو حدیث صلوا کما رایتمونی اصلی کے ساتھ ضم کرنے سے فرضیت فاتحہ کی ثابت ہوتی ہے اب اُن احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں تصریح اس امر کی ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اوّل حدیث عبادہ بن الصامت یہ حدیث بہت طرق سے روایت کی گئی ہے چند طرق اس کے یہاں بیان کئے جاتے ہیں سنن ابو داؤد میں ہے حدثنا عبد اللہ بن محمد النفیلی عن محمد بن سلمۃ عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال کنا خلف رسول اللہ صلعم فی صلوۃ الفجر فقرء رسول اللہ صلعم فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرؤن خلف امامکم قلنا نعم ہذا یا رسول اللہ صلعم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب

فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا حدثنا الربیع بن سلیمان الازدی نا عبداللہ بن یوسف نا الہیثم بن حمید اخبرنی زید بن واقد عن مکحول عن نافع بن محمود بن الربیع الانصاری قال نافع ابطأ عبادۃ عن صلاۃ الصبح فاقام ابونعیم المؤذن الصلوۃ فصلی ابونعیم بالناس واقبل عبادۃ وانا معہ حتی صففنا خلف ابی نعیم وابونعیم یجہر بالقراءۃ فجعل عبادۃ یقرء بام القرآن فلما انصرف قلت لعبادۃ سمعتک تقرأ بام القرآن وابونعیم یجہر قال اجل صلی بنا رسول اللہ صلعم بعض الصلوٰت التی یجہر فیہا القراءۃ قال فالتبست علیہ القراءۃ فلما انصرف اقبل علینا بوجہہ فقال ہل تقرؤن اذا جہرت بالقراءۃ فقال بعضنا انا نصنع ذلک قال فلا وانا اقول مالی ینازعنی القرآن فلا تقرؤا بشئ من القرآن اذا جہرت الا بام القرآن حدثنا علی بن سہل الرملی نا الولید عن ابن جابر وسعید بن عبدالعزیز وعبداللہ بن العلاء عن مکحول عن عبادۃ نحو حدیث الربیع بن سلیمان قالوا فکان مکحول یقرء فی المغرب والعشاء والصبح بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃ سرا قال مکحول اقرء فیما جہر بہ الامام اذا قرء بفاتحۃ الکتاب وسکت سرا فان لم یسکت اقرأ بہا قبلہ ومعہ وبعدہ لاتترکہا علی حال (انتہی) جامع ترمذی میں ہے حدثنا ہناد نا عبدۃ بن سلیمان عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال صلے رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا قال ابوعیسے حدیث عبادۃ حدیث حسن (انتہی) سنن نسائی میں ہے اخبرنا ہشام بن عمار عن صدقۃ عن زید بن واقد عن حرام بن حکیم عن نافع بن محمود بن ربیعۃ عن عبادۃ بن الصامت قال

روایت ہے عبادہ بن صامت سے کہا

صلے بنا رسول اللہ صلعم بعض الصلوۃ التی یجہر فیہا بالقراءۃ فقال لا یقرءن

نماز پڑھائی ہم لوگوں کو رسول اللہ صلعم نے بعض نمازیں جن میں بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے فرمایا آپ نے

احد منکم اذا جہرت بالقراءۃ الا بام القران (انتہی) جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری

ہرگز نہ پڑھے کوئی تم سے جب میں بلند آواز سے قراۃ کروں مگر ام القرآن۔

قال ثنا احمد بن خالد قال ثنا محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت رض قال صلے النبی صلعم صلاۃ جہر فیہا فقرء رجل خلفہ فقال لایقرأ احدکم والامام یقرأ الا بام القرآن حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا صدقۃ بن خالد ثنا زید بن واقد عن حرام بن حکیم ومکحول عن

ربیعۃ الانصاری عن عبادۃ بن الصامت رضؓ وکان علی ایلیاء فابطاء عبادۃ عن صلوۃ الصبح فاقام ابو نعیم الصلوۃ وکان اوّل من اذن ببیت المقدس فجئت مع عبادۃؓ حتے صف الناس وابو نعیم یجہر بالقراءۃ فقرء عبادۃ بام القران حتے فہمنا منہ فلما انصرف قلت سمعتک تقراء بام القران فقال نعم صلے بنا النبی صلعم بعض الصلوات التی یجہر فیہا بالقرآن فقال لا یقرئن احدکم اذا جہر بالقراءۃ الا بام القرآن حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عتبۃ بن سعید عن اسمعیل عن الاوزاعی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبادۃ بن الصامت قال قال النبی صلعم لاصحابہ تقرؤن القرآن اذا کنتم معی فی الصلوۃ قالو نعم یارسول اللہ لنہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن انتہے اور نیز جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا قتیبۃ قال ثنا محمد بن ابی عدی عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلعم صلاۃ الغداۃ قال فثقلت علیہ القراءۃ فقال انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم قال قلنا اجل یارسول اللہ قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا اسحق قال ثنا عبدۃ قال ثنا محمد عن مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادۃ بن الصامت قال صلے رسول اللہ صلعم صلوۃ الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال اراکم تقرؤن وراء امامکم قلنا ای واللہ یارسول اللہ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ الا بہا انتہے سنن الدارقطنی میں ہے حدثنا ابو بکر عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث حدثنا المؤمل بن ہشام وحدثنا اسمعیل ہو ابن علیۃ عن محمد بن اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری وکان یسکن ایلیا عن عبادۃ بن الصامت قال صلی رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی لاراکم تقرؤن من وراء امامکم قال قلنا اجل واللہ یارسول اللہ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا ہذا اسناد حسن حدثنا یوسف ابن یعقوب بن اسحق بن بہلول ثنا احمد بن علی العمی ثنا عمر بن حبیب القاضی ثنا محمد بن اسحق بہذا الاسناد نحوہ وقال کانکم تقرؤن خلفی قلنا اجل ہذا یارسول اللہ قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ الا بہا حدثنا ابن صاعد ثنا یعقوب الدورقی وزیاد بن ایوب وابراہیم بن یعقوب الجوزجانی واحمد بن منصور قالوا حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا محمد بن اسحق بہذا اخبرنا ابن صاعد حدثنا عبید اللہ بن سعد ثنا عمی ثنا ابی عن ابن اسحق حدثنی مکحول بہذا وقال فیہ انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم اذا جہر قلنا اجل واللہ یارسول اللہ ہذا قال لا تفعلوا الا بام القران فانہ لا صلوۃ لمن لم

يقرء بها حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد ثنا محمد بن اسحق ثنا عبد الله بن يوسف التنيسي ثنا الهيثم بن حميد
قال اخبرني زيد بن واقد عن مكحول عن نافع بن محمود بن الربيع الانصاري قال نافع ابطأ عبادة
عن صلاة الصبح فاقام ابو نعيم المؤذن الصلاة وكان ابو نعيم اول من اذن في بيت المقدس
فصلى بالناس ابو نعيم واقبل عبادة وانا معه حتى صففنا خلف ابي نعيم وابو نعيم يجهر بالقراءة فجعل عبادة
يقرء بام القرآن فلما انصرف قلت لعبادة قد صنعت شيا فلا ادري اسنة هي ام سهو كانت
منك قال وماذاك قال سمعتك تقرء بام القرآن وابو نعيم يجهر قال اجل صلى بنا رسول الله صلعم
بعض الصلوات التي يجهر فيها بالقراءة فالتبست عليه القراءة فلما انصرف اقبل علينا بوجهه
فقال هل تقرؤن اذا جهرت بالقراءة فقال بعضنا انا لنصنع ذلك قال فلا تفعلوا وانا اقول مالي
انازع القرآن فلا تقرؤا بشيء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن كلهم ثقات حدثنا ابو محمد بن صاعد
ثنا ابو زرعة عبد الرحمن بن عمرو بدمشق ثنا الوليد بن عتبة ثنا الوليد بن مسلم حدثني غير واحد
منهم سعيد بن عبد العزيز عن مكحول عن محمود عن ابي نعيم انه سمع عبادة بن الصامت عن النبي
صلعم قال هل تقرؤن في الصلوة معي قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب وقال ابن صاعد
قوله عن ابي نعيم انما كان ابو نعيم المؤذن وليس هو كما قال الوليد عن ابي نعيم عن عبادة حدثنا
ابو محمد بن صاعد ثنا احمد بن الفرج الحمصي ثنا بقية ثنا الزبيدي عن مكحول عن عبادة بن الصامت
قال سألنا رسول الله صلعم هل تقرؤن معي وانا اصلي قلنا انا نقرء بهذه هذًّا وندرسه درسا قال فلا
تقرؤا الا بام القرآن سرا في انفسكم هذا مرسل حدثنا ابو محمد بن صاعد ثنا محمد بن زنجويه وابو زرعة
عبد الرحمن بن عمرو الدمشقي واللفظ له قالا ثنا محمد بن المبارك الصوري ثنا صدقة بن خالد ثنا زيد
بن واقد عن حرام بن حكيم ومكحول عن نافع بن محمود بن الربيع كذا قال انه سمع عبادة بن الصامت
يقرء بام القرآن وابو نعيم يجهر بالقراءة فقلت رأيتك صنعت في صلاتك شيا قال وماذاك
قال سمعتك تقرء بام القرآن وابو نعيم يجهر بالقراءة قال نعم صلى بنا رسول الله صلعم بعض الصلوات
التي يجهر فيها بالقراءة فلما انصرف قال منكم من احد يقرء شيا من القرآن اذا جهرت بالقراءة
قلنا نعم يا رسول الله فقال رسول الله صلعم وانا اقول مالي انازع القرآن فلا يقرءن احد
منكم شيا من القرآن اذا جهرت بالقراءة الا بام القرآن هذا اسناد حسن ورجاله ثقات
كلهم ورواه يحيى البابلي عن صدقة عن زيد بن واقد عن عثمان بن ابي سودة عن نافع بن محمود
حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد ثنا سليمان بن سيف الحراني ثنا يحيى بن عبد الله بن الضحاك ثنا صدقة

عن زید بن واقد عن عثمان بن ابی سودة عن نافع بن محمود قال اتیت عبادة بن الصامت فذکر عن النبی صلعم نحوه وقال فیہ فلا یقرأن احد منکم الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرا بہا (انتہیٰ) مسند احمد بن حنبل حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی نا محمد بن سلمۃ عن ابی اسحٰق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادہ بن الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلعم فقرأ فثقلت علیہ القراءة فلما فرغ قال تقرؤن قلنا نعم یا رسول اللہ قال لا علیکم ان لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ الا بہا حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید قال انا محمد بن اسحٰق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادہ بن الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلعم صلاة الغداة فثقلت علیہ القراءة فلما انصرف قال انی لاراکم تقرؤن وراء امامکم قلنا نعم واللہ یا رسول اللہ انا نستعمل ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یعقوب ثنا ابی عن ابن اسحٰق حدثنی مکحول عن محمود بن الربیع الانصاری عن عبادة بن الصامت قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ فیہا القراءة فلما انصرف رسول اللہ صلعم من صلاتہ اقبل علینا بوجہہ فقال انی لاراکم تقرؤن خلف امامکم اذا جہر قال قلنا اجل واللہ اذا یا رسول اللہ انہ لہذا فقال رسول اللہ صلعم لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بہا (انتہیٰ) ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں علی بن بکار کے ترجمہ میں لائے ہیں لفظ اُن کا یہ ہے نا محمد نا علی بکار نا ابو اسحٰق الفزاری عن الاوزاعی عن عمرو بن سعد عن رجاء ابن حیوة عن عبادة قال قال رسول اللہ صلعم اتقرؤن القرآن اذا کنتم معی فی الصلوۃ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بام القرآن (انتہیٰ) اس پر علماء حنفیہ کی جانب سے چند اعتراض ہیں اوّل یہ کہ اس میں ایک راوی محمد بن اسحٰق ہے اور وہ متکلم فیہ ہے اور اُس کی روایت غیر معتبر ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ محمد بن اسحٰق مختلف فیہ ہے مگر جمہور محدثین نے اُن کی توثیق اختیار کی ہے۔ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں محمد بن اسحٰق بن یسار ابو بکر المخزمی مولاہم المدنی احد الائمۃ الاعلام وثقہ غیر واحد ووہاہ آخرون کالدارقطنی وہو صالح الحدیث مالہ عندی ذنب الا ما قد حشا فی السیرة من الاشیاء المنکرة المنقطعۃ والاشعار المکذوبۃ وقال احمد بن حنبل ہو حسن الحدیث وقال ابن معین ثقۃ ولیس بحجۃ وقال علی بن المدینی حدیثہ عندی صحیح وقال یحیٰی بن کثیر وغیرہ سمعنا شعبۃ یقول ابن اسحٰق امیر المومنین فی الحدیث وقال شعبۃ ایضا ہو صدوق وقال محمد بن عبد اللہ بن نمیر رمی بالقدر وکان ابعد الناس منہ

وقال ابن المدینی لم اجد له سوے حدیثین منکرین قلت لم یذکر ابن اسحق ابو عبد اللہ البخاری فی کتاب الضعفاء له وقال ابو زرعۃ سالت یحیی بن معین عن ابن اسحق ہو حجۃ قال ہو صدوق الحجۃ جبید اللہ بن عمر والاوزاعی وسعید بن عبد العزیز قال الزہری لایزال بہذه الحرة علم مادام بہا ذلک الاحول یرید محمد بن اسحق وقال یعقوب بن شیبۃ سالت یحیی بن معین کیف ابن اسحق قال لیس بذاک قلت ففی نفسک من صدقہ شی قال کان صدوقا قال ابن عدی قد فتشت احادیث ابن اسحق الکثیر فلم اجد فی احادیثہ شیئا ان یقطع علیہ بالضعف وربما اخطاء او وہم کما یخطی غیرہ ولم یتخلف فی الروایۃ عنہ الثقات والائمۃ وہو لاباس بہ وقال احمد بن عبد اللہ العجلی ابن اسحق ثقۃ فالذی یظہر لی ان ابن اسحق حسن الحدیث صالح الحال صدوق وما انفرد ففیہ نکارۃ فان فی حفظہ شیئا وقد احتج بہ آئمۃ فاللہ اعلم وقد استشہد بہ مسلم بخمسۃ احادیث لابن اسحق ذکرہا فی صحیحہ (انتہے) ملخصا تذکرۃ الحفاظ میں ہے محمد بن اسحق بن یسار الامام الحافظ ابو بکر المطلبی المدنی مصنف المغازی مولی قیس عن مخرمۃ بن المطلب بن عبد مناف رای انس بن مالک وحدث عن ابیہ وعمہ وفاطمۃ بنت المنذر والقسم وعطاء والاعرج ومحمد بن ابراہیم وعمرو بن شعیب ونافع وابی جعفر الباقر وخلق کثیر حدث عنہ جریر بن حازم والحمادان وابراہیم بن سعد وزیاد بن عبد اللہ البکاری وسلمۃ بن الابرش وعبد الاعلی الشامی ومحمد بن سلیمان الحرانی ویونس بن بکیر ویزید بن ہارون واحمد بن خالد الوہبی ویعلی بن عبید وعدۃ وکان احد اوعیۃ العلم حبرا فی معرفۃ المغازی والسیر ولیس بذاک المتقن فانحط حدیثہ عن رتبۃ الصحۃ وہو صدوق فی مرضی قال یحیی بن معین قد سمع من ابی سلمۃ بن عبد الرحمن وابان بن عثمان وقال ہو ثقۃ ولیس بحجۃ وقال احمد بن حنبل حسن الحدیث وقال علی بن المدینی حدیثہ عندی صحیح وقال شعبۃ ہو امیر المومنین فی الحدیث وقال یزید بن ہرون لو کان لی سلطان لامرت ابن اسحق علی المحدثین وقد قال ابن عیینۃ ما رایت احدا یتہم ابن اسحق والذی تقرر علیہ العمل ان ابن اسحق الیہ یرجع فی المغازی والایام النبویۃ مع انہ یشذ باشیاء رواتہ لیس بحجۃ فی الحلال والحرام نعم ولا بالواہی بل یستشہد بہ (انتہے) ملخصا ذہبی کاشف میں لکھتے ہیں محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر ویقال ابو عبد اللہ المطلبی المدنی الامام صاحب المغازی رائی انسا وروی عن عطاء وطبقتہ وعنہ شعبۃ والحمادان والسفیانان ویونس بن بکیر وخلق وکان من بحور العلم صدوق ولہ غرائب فی سعۃ ما روی واختلف فی الاحتجاج

بہ وحدیثہ فوق الحسن وقد صححہ جماعۃ (انتہے) تقریب میں ہے۔ (خت م ٤) محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر المطلبی مولاہم المدنی نزیل العراق امام المغازی صدوق یدلس ورمی بالتشیع والقدر من صغار الخامسۃ (انتہے) خلاصہ میں ہے (خت م عم) محمد بن اسحق بن یسار المطلبی مولی قیس ابن مخرمۃ ابو عبد اللہ المدنی احد الائمۃ الاعلام رائے انسا عن ابن شہاب لایزال بالمدینۃ علم جم ما کان فیہا ابن اسحق وقال احمد حسن الحدیث وقال البخاری رایت علی بن عبد اللہ یحتج بہ وثقہ العجلی وابن سعد قرنہ (م) باٰخر انتہے ملخصا حافظ عبد العظیم منذری ترغیب وترہیب میں لکھتے ہیں محمد بن اسحق بن یسار احد الائمۃ الاعلام حدیثہ حسن وکذبہ ہشام بن عراق وسلیمان التیمی وقال الدار قطنی لا یحتج وقال وہیب سالت مالکا عنہ فاتہمہ وقال عبد الرحمن بن مہدی کان یحیی بن سعید الانصاری ومالک یجرحان ابن اسحق وقال ابن معین قد سمع من ابی سلمہ بن عبد الرحمن وثقہ غیر واحد ووہاہ آخرون وہو صالح الحدیث مالہ عندی ذنب الا ماقد حشاہ فی السیرۃ من الاشیاء المنکرۃ المنقطعہ والاشعار المکذوبۃ قال الفلاس وسمعت یحیی القطان یقول لعبد اللہ القواریری الی این تذہب قال الی وہب بن جریر اکتب السیرۃ قال تکتب کذبا کثیرا وقال یعقوب بن شیبۃ سالت ابن معین کیف ابن اسحق قال لیس بذاک قلت ففی نفسی من صدقہ شی قال لا کان صدوقا وقال احمد بن حنبل ہو حسن الحدیث وقال احمد العجلی ثقہ وقال علی بن المدینی حدیثہ عندی صحیح وقال شعبۃ ابن اسحق امیر المومنین فی الحدیث وقد استشہد مسلم فی صحیحہ بجملۃ من حدیث ابن اسحق وصحح لہ الترمذی حدیث سہل بن حنیف فی المذی واحتج بہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وبالجملۃ فہو ممن اختلف فیہ وہو حسن الحدیث کما تقدم واللہ اعلم انتہے بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں قال البخاری رایت علی بن عبد اللہ یحتج بحدیث ابن اسحق وقال علی عن ابن عیینۃ ما رایت احدا یتہم ابن اسحق حدثنا محمود وقال حدثنا البخاری قال قال لی ابراہیم بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان ان الزہری کان یتلقف المغازی من ابن اسحق المدنی فیما یحدثہ عن عاصم بن عمر بن قتادہ والذی یذکر عن مالک فی ابن اسحق لا یکاد یبین وکان اسمعیل بن ابی اویس من اتبع من راینا مالکا اخرج لی کتب ابن اسحق عن ابیہ من المغازی وغیرہا فانتخبت منہا کثیرا وقال لی ابراہیم بن حمزۃ کان عند ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحق نحو من سبعۃ عشر الف حدیث فی الاحکام سوی المغازی وابراہیم بن سعد من اکثر اہل المدینۃ حدیثا فی زمانہ ولو صح عن مالک تناولہ من

ابن اسحق فلربما تکلم الانسان فیرمی صاحبہ بشئے واحد ولا یتہمہ فی الامور کلہا وقال ابراہیم بن المنذر
عن محمد بن فلیح نہانی مالک عن شیخین من قریش وقد اکثر عنہما فی الموطا وہما ممایحتج بحدیثہما
ولم ینج کثیر من الناس من کلام بعض الناس فیہم نحو ما یذکر عن ابراہیم من کلامہ فی الشعبی وفی
عکرمۃ وفیمن کان قبلہم وتاویل بعضہم فی الارض والنفس ولم یلتفت اہل العلم فی ہذا النحو
الا ببیان وحجۃ ولم یسقط عدالتہم الا ببرہان ثابت وحجۃ والکلام فی ہذا کثیر وقال عبید بن یعیش
حدثنا یونس بن بکیر قال سمعت شعبۃ یقول محمد بن اسحق امیر المحدثین لحفظہ وروی عنہ
الثوری وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیۃ وعبد الوارث وابن
المبارک وکذلک احتملہ احمد ویحیی بن معین وعامۃ اہل العلم وقال لی علی بن عبد اللہ نظرت
فی کتاب ابن اسحق فما وجدت علیہ الا فی حدیثین ویمکن ان یکونا صحیحین وقال بعض اہل المدینۃ
ان الذی یذکر عن ہشام بن عروۃ قال کیف یدخل ابن اسحق علی امرأتی لو صح عن ہشام جاز
ان تکتب الیہ فان اہل المدینۃ یرون الکتاب جائزا لان النبی صلعم کتب لامیر السریۃ کتابا وقال
لا تقرأہ حتے تبلغ مکان کذا وکذا فلما بلغ فتح الکتاب واخبرہم بما قال النبی صلعم وحکم بذلک
وکذلک الخلفاء والائمۃ یقضون بکتاب بعضہم الی بعض وجائز ان یکون سمع منہا وبینہما حجاب
وہشام لم یشہد (انتہے) حافظ ابن حجر رح القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں لکھتے
ہیں ان الائمۃ قبلوا احادیث محمد بن اسحق واکثر ما عیب بہ التدلیس والروایۃ عن المجہولین و
اما ہو فی نفسہ فصدوق وہو حجۃ فی المغازی عند الجمہور (انتہے) علماء حنفیہ نے محمد بن اسحق
کی بڑے شد و مد سے توثیق کی ہے اور ان کی احادیث کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ علامہ
ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں وہذا انما یلزم من استدل بالحدیث علی کراہۃ تاخیرہا ویسیر
بلازم فی کلام المصنف لجواز کونہ فیہ دلیلا علی قولہ ویستحب تعجیل المغرب وہذا ان صح الحدیث
بتوثیق ابن اسحق وہو الحق الابلج وما نقل عن کلام مالک فیہ لا یثبت ولو صح
اور ثقہ ہونا محمد بن اسحاق کا حق واضح ہے اور جو کچھ کلام نقل کیا گیا امام مالک سے شان میں محمد بن اسحاق
لم یقبلہ اہل العلم کیف وقد قال شعبۃ فیہ ہو امیر المومنین فی الحدیث
کے صحیح نہیں اور اگر کہا بھی تو کسی اہل علم نے قبول نہیں کیا جرح کو کیونکر ایسی بات ہو گی حالانکہ شعبہ نے
وروی عنہ مثل الثوری وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیہ
کہا محمد بن اسحاق امیر المومنین حدیث کی روایت میں ہیں اسی کے مانند ثوری نے کہا اور ابن ادریس

وعبدالوارث وابن المبارك واحتملہ احمد وابن معین وعامة اهل الحدیث
اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبدالوارث اور عبداللہ بن مبارک اور اُن سے حدیث
غفراللہ لهم وقد اطال البخاری فی توثیقه فی کتاب القراءة خلف الامام
لیا ہے احمد اور یحییٰ بن معین نے اور تمام اہل حدیث نے اور بڑی لمبی تقریر کی ہے بخاریؒ نے توثیق بیان کرنے میں
وذکره ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحق
محمد بن اسحاق کے اپنی کتاب قراءۃ خلف الامام میں اور ذکر کیا ابن حبان نے اُنکو ثقات میں اور بے شک
واصطلح معه وبعث الیه هدیة ذکرها (انتهی) فائدہ مراد حدیث سے اس عبارت
امام مالک نے اپنی کلام سے رجوع کیا ہے اور صلح کیا محمد بن اسحاق کے ساتھ اور اُن کے لئے ہدیہ بھیجا کہ میں حدیث لاتزال
امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخروا المغرب الی ان تشتبک النجوم ہے اسکے ساتھ استدلال
کیا ہے علماء حنفیہ نے استحباب تعجیل مغرب پر اور اس کی سند میں محمد بن اسحق موجود
ہیں اور نیز فتح القدیر باب الوتر میں ہے واعله ابن الجوزی بابن اسحق وبعبداللہ بن راشد
ونقل تضعیف ابن راشد عن الدارقطنی اما ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عندنا
لیکن محمد بن اسحاق بڑا معتبر ہے ثقہ ہے کوئی شبہ نہیں ہمارے
فی ذلک ولا عند محققی المحدثین (انتهی) تنبیہ اس عبارت میں مراد اُس حدیث
نزدیک اس میں اور نہیں شک شبہ نزدیک محققین محدثین کے سے جس کو ابن الجوزی نے ابن
اسحق کے ساتھ معلول کیا ہے حدیث ان اللہ تعالیٰ زادکم صلاة الا وهی الوتر فصلوها ما بین
العشاء الی طلوع الفجر ہے اس کے ساتھ استدلال کیا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ و دیگر اُن کے
مقلدین نے زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ومحمد بن اسحق اخرج عنه مسلم وابوداؤد
والنسائی وعاصم بن المنذر واستشهد به البخاری فی مواضع وقال شعبة محمد بن اسحق
امیر المومنین فی الحدیث وقال عبداللہ بن المبارک محمد بن اسحق ثقة ثقة ثقة (انتهی) اور
دیگر بہت احادیث ہیں جن میں محمد بن اسحق ہیں اور علماء حنفیہ نے اُن کے ساتھ استدلال
کیا ہے مانند حدیث رافع بن خدیج اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر وحدیث زید بن خالد لولا ان
اشق علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل صلاة ولاخرت صلاة العشاء الی ثلث اللیل وحدیث
عبداللہ بن زید بن عبد ربہ فی الاذان وغیرہا لکھنا کل ایسی احادیث کا یفضی الی الاطناب
ہے اس لئے اُس سے اعراض کیا گیا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم جو اس زمانہ

میں بڑے محقق حنفی گذرے ہیں امام الکلام میں لکھتے ہیں والجواب عنہ انہ ان کان متکلما فیہ من جانب کثیر من الائمۃ لکن جروحہم لہا محامل صحیحۃ وقد عارضہا تعدیل جمع من ثقات الائمۃ ولذا صرح جمع من النقاد بان حدیثہ لا ینحط عن درجۃ الحسن بل صححہ بعض اہل الاستناد انتہی اور نیز امام الکلام میں ہے وذکر الحافظ فتح الدین محمد الشہیر بابن سید الناس فی کتابہ عیون الاثر فی تلخیص المغازی والسیر فی ترجمتہ کلاما طویلا واجاب عن جروح الائمۃ تفصلا فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ ونذکر منہ کلاما ملخصا لقدر الحاجۃ لیعلم ان عدم قبول حدیثہ الذی نحن فیہ فی باب القراۃ یعنی حدیث عبادۃ وکذا عدم قبول حدیثہ فی القلتین المخرج فی سنن ابی داؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم کما صدر عن الحنفیۃ والمالکیۃ مما لا یخلو عن خدشۃ (انتہی) بعد اس کے ملخص عیون الاثر کا چار ورق میں لکھ کر تحریر فرماتے ہیں ولعلک لفطنت من ہہنا ما فی قول العینی فی البنایۃ فی حدیث عبادۃ محمد بن اسحٰق بن یسار ہو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس والمدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشئ (انتہی) وذلک لما عرفت ان الجروح الواقعۃ فیہ کثیر منہا غیر مفسرۃ وبعضہا ان کانت مفسرۃ تعارضہا تعدیلات متواردۃ وللجروح المفسرۃ محامل ومناشی تشہد بانہا لیست بطلقۃ ولذلک حکموا بکون حدیثہ حسنا وان لم یکن صحیحا والطعن بالتدلیس یندفع بالمتابعۃ وہو موجود ہہنا علی ما وضح من العبارات السابقۃ فمع ذلک کلہ الاکتفاء علی طعنہ بعید عن مثلہ (انتہی) غیث الغمام میں ہے قولہ حکموا الخ قد صرح ابن الہمام وہو من ائمۃ الحنفیۃ الاعلام ایضا بکون ابن اسحٰق حسن الحدیث وانہ محتج بروایتہ (انتہی) اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم وغیرہ نے بھی ابن اسحٰق کی توثیق کو تسلیم کر لیا ہے پھر کسی حنفی واعظ کا ان میں کلام کرنا جیسا کہ فی زماننا بعض مدعیان علم سے صادر ہوا ہے خالی گستاخی و سوء ادب سے نہیں ہے اُن پر واجب ہے کہ اپنے سلف محققین کے کلام کو ملاحظہ فرما کر فوراً اس سے رجوع فرما دیں اور توبہ کریں ورنہ تحقیق درکنار تقلید کی بھی خیر نہیں ہے جب یہ حضرات نہ محققین میں داخل ہیں نہ مقلدین میں پس ان کو چاہیے کہ اپنا مذہب و اصول مذہب مقرر کریں تاکہ اُن کے اصول پر ان سے بحث و خطاب کیا جاوے۔

دوسرا اعتراض علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے

اور یہاں عن کے ساتھ اس نے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہے۔ جواب
اس کا بسہ وجوہ ہے اول یہ کہ بعض روایات دارقطنی واحمد وبیہقی میں لفظ حدثنی وارد ہوا ہے
اما روایت دارقطنی واحمد پس بالا مذکور ہوئیں و اما روایت بیہقی پس زیلعی تخریج ہدایہ میں
لکھتے ہیں قال البیہقی ورواہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحٰق فذکر فیہ سماع ابن اسحٰق من
مکحول فصار الحدیث موصولا صحیحا (انتہیٰ) حافظ تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں حدیث عبادۃ بن
الصامت کنا خلف رسول اللہ صلعم فی صلاۃ الفجر فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم
تقرؤن خلفی قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا احمد والبخاری
فی جزء القراءۃ وصححہ ابوداؤد والترمذی والدارقطنی وابن حبان والحاکم والبیہقی من طریق ابن
اسحاق حدثنی مکحول عن محمود بن ربیعہ عن عبادۃ وتابعہ زید بن واقد عن مکحول (انتہیٰ) حافظ
ابن حجر نتائج الافکار لتخریج احادیث الاذکار میں لکھتے ہیں وبہ الی احمد ثنا یعقوب بن ابراہیم
بن سعد ثنا ابی ثنا ابن اسحٰق قال حدثنی مکحول عن محمود بن ربیعۃ الانصاری عن عبادۃ بن الصامت
قال صلے بنا النبی صلعم الحدیث۔ دوم یہ کہ محمد بن اسحٰق کی متابعت زید بن واقد وسعید بن
عبدالعزیز وزبیدی وابن جابر وعبداللہ بن العلاء نے کی ہے چنانچہ یہ سب متابعت سنن
دارقطنی وغیرہا میں موجود ہیں۔ سیوم یہ کہ حدیث عبادہ دوسری اور سندوں سے بھی آئی ہے۔
اُن میں سے ایک وہ سند ہے جس کو بخاری جزء القراءۃ میں لائے ہیں جس میں عن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبادۃ بن الصامت وقد تقدم فتذکر دوسری وہ سند ہے
جس کو ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں لائے ہیں جس میں عن عمرو بن سعد عن رجاء بن حیوۃ
عن عبادہ ہے وقد ذکر فیما تقدم ایضاً تیسرا اعتراض علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کی سند
میں مکحول واقع ہے وہ بھی مدلس ہے اور اُس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے
اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہے۔ میزان میں ہے ہو صاحب تدلیس تذکرۃ الحفاظ میں
ہے یرسل کثیرا ویدلس عن ابی بن کعب وعبادۃ بن الصامت وعائشہ والکبار (انتہیٰ)
جواب یہ ہے کہ مکحول کی متابعت حرام بن حکیم وعثمان بن ابی سودہ نے کی ہے چنانچہ
یہ دو متابعین سنن دارقطنی میں موجود ہیں۔ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس کے بعض
طرق میں نافع بن محمود ہے وہ مستور ہے کما فی التقریب میزان میں ہے نافع بن محمود
المقدسی عن عبادۃ فی القراءۃ خلف الامام وعنہ حرام بن حکیم لایعرف بغیر ہذا الحدیث

الا هو فی کتاب البخاری وابن ابی حاتم ثم ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال حدیثہ معلل وردی عنہ مکحول ایضاً (انتہے) تہذیب التہذیب میں ہے نافع بن محمود بن الربیع الانصاری ہو مجہول قالہ ابن عبد البر (انتہے) جواب اس کا یہ ہے کہ مجہول کی دو قسمیں ہیں مجہول العین ومجہول الحال اور یہاں دونوں نہیں ہوسکتی ہیں اول کا نہوسکنا تو اس لئے ہے کہ مجہول العین اُسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کے سوا کسی نے اُس سے روایت نہ کی ہو اور اس نافع سے حرام بن حکیم ومکحول وعثمان بن ابی سودہ نے روایت کی ہے پس یہ مجہول العین ہرگز نہیں ہوسکتا ہے اور مجہول الحال اس لیے نہیں ہوسکتا کہ بہت آئمہ نے اُس کی توثیق کی ہے اُن میں سے ہیں ابن حبان کما ظہر من عبارۃ المیزان اور خلاصہ میں ہے وثقہ ابن حبان ابو الحجاج مزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں ذکرہ ابن حبان فی الثقات (انتہے) عبارت ابن حبان کی کتاب الثقات میں یہ ہے نافع بن محمود ابن ربیعہ من اہل ایلیا یروی عن عبادۃ وعنہ حرام بن حکیم ومتن خبرہ فی القراءۃ خلف الامام یخالف متن خبر محمود بن الربیع عن عبادۃ کانہما حدیثان احدہما اتم من الاٰخر وعند مکحول الخبران جمیعا عن محمود بن الربیع ونافع بن محمود بن ربیعۃ وعند الزہری الخبر عن محمود بن الربیع مختصر غیر مستقصی (انتہے) کاشف میں ہے نافع بن محمود المقدسی عن عبادۃ وعنہ مکحول وحرام بن حکیم ثقۃ (انتہے) اور اُن میں سے ہیں دارقطنی نافع ابن محمود کی حدیث کا اپنے سنن میں ذکر کرکے ہذا حدیث حسن ورجالہ ثقات کلہم لکھتے ہیں اور اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بھی کیا ہے اور اُن میں سے ہیں ابو داؤد کہ اُنہوں نے اپنے سنن میں اُس کی حدیث کا ذکر کرکے اُس پر سکوت کیا ہے اور اُن میں سے ہیں منذری کہ اُنہوں نے اُسپر سکوت کیا ہے پس یہ سات آئمہ توثیق نافع کی کررہے ہیں۔ اول ابن حبان دویم دارقطنی سویم ابو داود چہارم منذری پنجم ذہبی ششم ابو الحجاج مزی ہفتم حافظ ابن حجر پس یہ شخص مجہول الحال کس طرح ہوسکتا ہے۔ علاوہ اس کے نافع بن محمود کی متابعت محمود بن الربیع وشعیب ورجاء ابن حیوۃ نے کی ہے کما ظہر فیما تقدم یہ سب اعتراضات سند کے متعلق ہیں مولوی عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی نے اس حدیث پر دس اعتراضات امام الکلام میں بیان کئے ہیں اور سب کا کما ینبغی رد کیا ہے مگر اعتراض سادس اور سابع کی تائید کی ہے اس لئے ہم یہاں پر اُن کی عبارت نقل کرکے بحول اللہ وقوتہ جواب دیتے ہیں اعتراض سادس کے متعلق عبارت

امام الکلام کی یہ ہے الوجہ السابع وہو اقوی الوجوہ الملزمۃ لمن تمسک بحدیث عبادۃ لفرضیۃ
الفاتحہ خلف الائمۃ ان المستدل علی کون قراءۃ الفاتحہ رکنا لکل مصل حتی لکل موتم بہذا الحدیث
لایخلو اما ان یستدل بقولہ صلعم لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب او بقولہ فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا
وکل منہما لایخلو عن شے اما الثانی فلان قولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا نظیر قولہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ
الکتاب وقولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن وغیر ذلک من الاخبار التی استند بہا الشافعیۃ
علی رکنیۃ الفاتحہ وستطلع علی انہ لایصح بہا اثبات ما ادعوہ بل غایۃ ما ثبت بہا الوجوب بالمعنی
المصطلح لا الرکنیۃ واما الاول فلانہ قد تقرر فی کتب الاصول ان الاستثناء عن حکم یدل علی
نقیضہ فحسب ولا دلالۃ لہ علی زیادۃ حکم فقولہ صلعم لاتفعلوا نہی عن القراءۃ خلف الائمۃ
فی الجہریۃ واستثناءہ قراءۃ الفاتحۃ یدل علی عدم النہی عن قراءۃ الفاتحۃ بمعنے عدم کراہتہا
وحرمتہا ولا دلالۃ لہ بوجہ من الوجوہ علی رکنیۃ الفاتحہ او وجوبہا فان ثبت بدلیل آخر فذلک
امر آخر فلا دلالۃ لہذا الحدیث علی ما راموا منہ من اثبات الرکنیۃ فان قال قائل تعلیلہ
بقولہ فانہ لاصلوۃ الخ یدل علی ذلک قلنا لہ فیہ ما سیاتی ذکرہ (انتہے) اور نیز امام الکلام
میں ہے فان قیل حدیث عبادۃ لاتفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا صریح
فی الزام الفاتحۃ علی الموتم قلنا نعم ہو اصرح الروایات التی ذکرتم لکن دلالتہ علی ما ہو
مطلوبکم غیر مسلم لان الاستدلال علی الالزام ان کان بقولہ لاتفعلوا الا بام القرآن فہو غیر
تام کما تقرر فی مقرہ ان الاستثناء عن النہی لا یدل الا علی خروج المستثنے عن حیز النہی
لا علی الزامہ رکنیۃ او وجوبہ وان کان بقولہ فانہ لاصلوۃ الخ فہو لا یدل علی الرکنیۃ کنظائرہ
من الاحادیث السابقۃ اور نیز امام الکلام میں بعد نقل ادلہ شافعیہ کے جواب حنفیہ نقل کیا
ہے جسکا ملخص بقدر حاجت لکھا جاتا ہے واجابت الحنفیۃ بکونہا محمولۃ علی نفی الکمال الصلوۃ
فمعنی لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن ونحو ذلک نفی کمالہا لا نفی اصلہا فلا یثبت بہ الرکنیۃ
بل الوجوب والدلیل علی ہذا الحمل ان اللہ تعالیٰ امرنا بقراءۃ مطلق القرآن حیث قال
فاقرؤا ما تیسر من القرآن وہو عام شامل لادناہ فیکون فرضا وما سواہ مما ثبت بالاحادیث
واجبا ویؤیدہ ما ورد فی صحیح البخاری وغیرہ من حدیث ابی ہریرۃ فی قصۃ تعلیم النبی صلعم
للاعرابی الذی قال فی حقہ ثلث مرات صل فانک لم تصل کیفیۃ للصلوۃ ثم اقرء ما تیسر
معک من القرآن وواقع فی روایۃ ابی داؤد ثم اقرء بام القرآن وما شاء اللہ ان تقرء وبذا الیوم

عدم الرکنیۃ والالزمت رکنیۃ ماشاء اللہ ان یقرء سوی الفاتحۃ وایضاً لو حملت تلک الاحادیث
علی الرکنیۃ للزم کون مازاد علی الفاتحۃ ایضاً رکناً اخذاً من بعض روایتہ فصاعداً وایضاً علی
تقدیر تسلیم دلالتہا علی الرکنیۃ یقال انہا اخبار احاد فلا تجوز بہ الزیادۃ علی الکتاب وہو حاکم
بفرضیۃ مطلق القراءۃ ہذا خلاصۃ ما ذکروہ (انتہی) ملخصاً اور نیز امام الکلام میں نقلاً عن البنایۃ
مذکور ہے فان قلت کلمۃ ما مجملۃ والحدیث مبین المبین یقضی علی المبہم قلت کل من قال ہذا
یدل قولہ علی عدم معرفتہ باصول الفقہ لان کلمۃ ما من الفاظ العموم یجب العمل بعمومہا من غیر
توقف ولو کانت مجملۃ لما جاز العمل بہا قبل البیان فان قلت حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء
بام القرآن مشہور فان العلماء تلقتہ بالقبول فتجوز الزیادۃ بمثلہ قلنا لا نسلم ذلک لان التابعین
قد اختلفوا فی ہذہ المسئلۃ ولئن سلمنا انہ مشہور فالزیادۃ بالمشہور انما تجوز اذا کان محکما
اما اذا کان محتملاً فلا وہذا الحدیث محتمل لنفی الجواز ویستعمل لنفی الفضیلۃ کقولہ علیہ السلام لا صلوۃ
لجار المسجد الا فی المسجد فان قلت نفی الجواز اصل فیکون ہو المراد قلت یجوز ترک الاصل
بدلیل یقتضی الترک (انتہی) ملخصاً اور نیز امام الکلام میں نقلاً عن منحۃ السلوک مرقوم ہے
لنا قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن والتقیید بالفاتحۃ نسخ لمطلق النص والحدیث
محمول علی نفی الکمال ولکنا نقول بموجبہ وہو الوجوب لمواظبۃ النبی علیہ السلام علیہا من غیر
ترک فان قلت اجعلہا بیاناً لا نسخاً فیکون فرضاً قلت البیان یستدعی الاجمال ولا اجمال ہہنا
لامکان العمل بہ قبلہ ولکن خبر الواحد یوجب العمل فقلنا بوجوبہا عملاً (انتہی) اور نیز امام الکلام
میں ہے والقول الفیصل فیہا ان الخلاف فی الرکنیۃ وعدمہ متفرع حقیقۃ علی مسئلۃ اصولیۃ
وہی ان الرکنیۃ ہل تثبت بخبر الاحاد الظنیۃ ام لا بد لہا من الدلائل القطعیۃ فمن ذہب الی
الاول اثبت الرکنیۃ ومن انکرہ لم یثبت الرکنیۃ وان سلم دلالتہا علیہا وعدم وجود معارضہا
والخلاف فی رکنیتہا للمؤتم مبنی علی خلاف آخر ایضاً وہو ان الظنی ہل تجوز بہ الزیادۃ علی القطعی
وتخصیصہ بہ او نسخہ بہ ام لا یجوز فمن قال بجوازہا قال بہا ومن لا فلا ولعل النظر الدقیق یحکم
بکون القولین الاخیرین قویین فی الخلافین (انتہی) اقول فیہ کلام من وجوہ الاول ان
للشافعیۃ وموافقیہم ان یختاروا الشق الاول وقولہ قد تقرر فی کتب الاصول ان الاستثناء
عن حکم یدل علی نقیضہ فحسب ولا دلالۃ علی زیادۃ حکم فیہ ان ہذا انما تقرر عند الحنفیۃ واما الشافعیۃ
وموافقوہم فقد تقرر عندہم ان الاستثناء کالتخصیص بالمستقل تثبیت حکم مخالف لحکم صدر الکلام

فقولہ صلعم لاتفعلوا نہی عن القراءۃ خلف الائمۃ فی الجہریۃ واستثنائہ قراءۃ الفاتحۃ یدل علی الامر
بقراءۃ الفاتحۃ ویعضدہ حدیث ابی قلابۃ عن انس قال فلا تفعلوا ولیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب
فی نفسہ اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ وغیرہ فی غیرہ والاصل فی الامر الوجوب ولو بعد الحظر
توضیح وتلویح میں ہے مسئلہ وکذا بعد الحظر قولہ مسئلۃ اختلف القائلون بان الامر للوجوب
فی موجب الامر بالشیء بعد حظرہ وتحریمہ فالمختار انہ ایضاً للوجوب بالدلائل المذکورۃ فانہا لاتفرق
بین الوارد بعد الحظر وغیرہ (انتہی) فالاعتراض علی الشافعیۃ بناء علی اصول الحنفیۃ عجیب فان
قال قائل ان ما اختارہ الحنفیۃ فی ذلک الباب ثابت بالدلائل التی ذکرت فی اصول الحنفیۃ بخلاف
ماقالہ الشافعیۃ یقال لہ ان ما اختارہ الشافعیۃ فی ذلک الباب ثابت بالدلائل التی ذکرت فی
اصول الشافعیۃ ہے باختیار الشق الثانی وقولہ فلان قولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا نظیر قولہ لاصلوۃ الا
بفاتحۃ الکتاب وقولہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن وغیر ذلک من الاخبار التی استند بہا الشافعیۃ
علی رکنیۃ الفاتحۃ وستطلع علی انہ لایصح بہا اثبات ما ادعوہ بل غایۃ ماثبت بہا الوجوب بالمعنی
المصطلح لا الرکنیۃ (انتہی) فیہ ان ماذکر فیہا یاتی امور الامر الاول ان لانفی الاحادیث التی استند
بہا الشافعیۃ لنفی کمال الصلوۃ لا لنفی اصلہا والدلیل علی ہذا الآخر ان اللہ تعالیٰ امرنا بقراءۃ
مطلق القرآن حیث قال فاقرؤا ماتیسر من القرآن وہو عام شامل لادناہ فیکون فرضا فلو ثبت
الفاتحۃ فرضا بالاحادیث المذکورۃ وہی اخبار احاد للزمت الزیادۃ علی الکتاب وہی غیر جائزۃ
والجواب عنہ بوجوہ اما اولا فلان الاصل نفی الجواز قال العینی فی البنایۃ فان قلت نفی الجواز
اصل فیکون ہو المراد قلت یجوز ترک الاصل بدلیل یقتضی الترک انتہی وقال ابن الہمام فی
فتح القدیر وفیہ نظر لان متعلق المجرور الواقع خبرا استقرار عام فالحاصل لاصلوۃ کائنۃ وعدم الوجود
شرعا ہو عدم الصحۃ ہذا ہو الاصل بخلاف لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد ولاصلوۃ للعبد الآبق فان قیام
الدلیل علی الصحۃ اوجب کون المراد کونا خاصا ای کاملۃ فلذا عدل المصنف الی الظنیۃ
فی الثبوت انتہی وقال المعترض فی غیث الغمام سلمنا ان الاصل ہو عدم الوجود شرعا انتہی
سندی حنفی حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھتے ہیں واما الکمال فقد حقق المحقق الکمال ضعفہ
لانہ مخالف لایصار الیہ الا بدلیل والوجود فی الکلام الشارع یحمل علی الوجود الشرعی دون الحسی
فمودی الحدیث نفی الوجود الشرعی للصلوۃ التی لم یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فتعین نفی الصحۃ انتہی
وللمنتظر انہ ہل ہہنا دلیل یقتضی ترک الاصل ام لا فوجدنا دلیلین احدہما ماذکرہ المعترض بقولہ الدلیل

علی ہذا الحمل ان اللہ تعالیٰ الخ وثانیہا ما ذکرہ فی غیث الغمام وہہنا الدلیل قایم علی ان الصلوٰۃ
تصح بدون الفاتحۃ وہو قراءۃ الامام قراءۃ لہ وغیرہ وبعض الآثار الموقوفۃ وکلاہما فاسدان اما
الاول فلان قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن نزل فی نسخ فرضیۃ قیام اللیل اخرج مسلم وغیرہ
عن سعد بن ہشام قال قلت لعائشۃ انبئینی عن قیام رسول اللہ صلعم قالت الست تقرأ ہذہ
السورۃ یاایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ قد افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام
رسول اللہ صلعم واصحابہ حولا حتی انتفخت اقدامہم وامسک اللہ خاتمتہا فی السماء اثنی عشر شہرا ثم
انزل اللہ التخفیف فی آخر ہذہ السورۃ فصار قیام اللیل تطوعا من بعد فریضتہ (انتہے) فلیست
ہذا الآیۃ من فرضیۃ قراءۃ القرآن فی شے ولو سلم ان الآیۃ دالۃ علی فرضیۃ قراءۃ مطلق القرآن
کما قالت الحنفیۃ فہذہ الآیۃ کما تدل علی فرضیۃ مطلق القراءۃ للامام والمنفرد کذلک تدل علی
فرضیۃ مطلق القراءۃ للمقتدی ایضا فلو کانت قراءۃ المقتدی محرمۃ او مکروہۃ کما تقولہ الحنفیۃ
باحادیث مثل قراءۃ الامام لہ قراءۃ وغیرہ للزم تخصیص القطعی بالظنی وہو غیر جائز واما الثانی فلان
حدیث قراءۃ الامام لہ قراءۃ وغیرہ احادیث شاذۃ او مرسلۃ او موقوفۃ لا یصلح شی منہا للاحتجاج
کما سیظہر حالہ فیما یاتی انشاء اللہ تعالیٰ واما ثانیا فلان مسئلۃ عدم جواز الزیادۃ علی الکتاب
من مسائل الحنفیۃ واما الشافعیۃ فلا یقبلونہا فالالزام علی الشافعیۃ بمسلمات الحنفیۃ بعید
عن المحصلین واما ثالثا فلان کون ما للعموم فی الآیۃ غیر مسلم اذ العموم انما یکون اذا لم یکن عہد
فلا بد لنفی احتمال العہدیۃ من دلیل ودونہ خرط القتاد والامر الثانی انہ لو حملت تلک الاحادیث
علی الرکنیۃ للزم کون ما زاد علی الفاتحۃ ایضا رکنا اخذا من نحو روایۃ فصاعدا والجواب عنہ
بوجہین الاول ان مثل تلک الاحادیث ما رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ کلہا ضعیفۃ
لا یصلح للاحتجاج اما مسلم فقال فی صحیحہ وحدثناہ اسحق بن ابراہیم وعبد بن حمید قالا اخبرنا عبد الرزاق
انا معمر عن الزہری بہذا الاسناد مثلہ وزاد فصاعدا انتہے وفیہ ان ہذہ الزیادۃ شاذۃ رواہا
معمر مخالفا للثقات قال البخاری وقال معمر عن الزہری لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بام الکتاب فصاعدا
وعامۃ الثقات لم یتابع معمرا فی قولہ فصاعدا وقولہ فصاعدا غیر معروف قال البخاری ویقال
ان عبد الرحمن بن اسحق تابع معمرا وان عبد الرحمن ربما روی عن الزہری ثم ادخل بینہ وبین
الزہری غیرہ ولا نعلم ان ہذا من صحیح حدیثہ ام لا انتہے ملخصا تلخیص الحبیر میں ہے وفی روایۃ
لمسلم وابی داؤد وابن حبان بزیادۃ فصاعدا قال ابن حبان تفرد بہا معمر عن الزہری واعلہا

البخاری فی جزء القراءۃ انتہے علی ان فی سندہ معمرا لہ اوہام معروفۃ وما حدث بہ بالبصرۃ ففیہ
اغالیط کذا فی المیزان حافظ مقدمہ میں لکھتے ہیں الا انہ حدث من حفظہ بالبصرۃ باحادیث غلط فیہا
قالہ ابو حاتم وغیرہ ولم یخرج البخاری لہ من روایۃ اہل البصرۃ عنہ الا ما توبعوا علیہ عنہ انتہے ملخصا
وعنہ عبد الرزاق قال الدارقطنی ثقۃ لکنہ یخطی علی معمر فی احادیث کذا فی المیزان واما ابوداؤد
فقال فی سننہ حدثنا قتیبۃ بن سعید وابن السرح قالا نا سفیان عن الزہری عن محمود بن الربیع عن
عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی صلعم قال لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدا انتہے
قال المنذری واخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ ولیس فی حدیث بعضہم
فصاعدا انتہے قلت واخرجہ ایضا الدارقطنی والبخاری فی جزء القراءۃ والامام احمد فی المسند
ولیس فی حدیثہم فصاعدا فثبت ان قتیبۃ بن سعید وابن السرح روی عن سفیان ہذہ الزیادۃ
مخالفا للثقات وہم علی بن المدینی[1] وابوبکر بن ابی شیبۃ[2] وعمرو الناقد[3] واسحق بن ابراہیم[4] وابن
ابی عمر[5] وعلی بن حجر[6] ومنصور[7] وہشام بن عمار[8] وسہل بن ابی سہل[9] واسحق بن اسمعیل[10] وسوار بن
عبد اللہ العنبری[11] وعبد الجبار بن العلاء[12] ومحمد بن عمرو[13] بن سلیمان وزیاد بن ایوب[14] والحسن بن محمد[15]
الزعفرانی والحجاج[16] وابونعیم[17] فتکون ہذہ الزیادۃ شاذۃ علی ان قتیبۃ روی ایضا کما رواہ
الجمہور من غیر زیادۃ اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ واما سائر الاحادیث التی رواہا ابوداود وغیرہ
وفیہا نحو لفظ ما زاد فمنہا ما اخرجہ ابوداؤد حدثنا ابو الولید الطیالسی نا ہمام عن قتادۃ عن ابی نضرۃ
عن ابی سعید قال امرنا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر واخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ ولفظہ
ہکذا قال البخاری روی ہمام عن قتادۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید رض امرنا نبینا ان نقرء بفاتحۃ
الکتاب وما تیسر ولم یذکر قتادۃ سماعا من ابی نضرۃ فی ہذا حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا
مسدد قال ثنا یحیی عن العوام بن حمزۃ المازنی قال ثنا ابو نضرۃ قال سالت ابا سعید الخدری
عن القراءۃ خلف الامام فقال بفاتحۃ الکتاب قال البخاری وہذا اوصل وتابعہ یحیی بن بکیر قال
ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعۃ عن عبد الرحمن بن ہرمز ان ابا سعید الخدری رض کان یقول لا یرکعن
احدکم حتی یقرء بفاتحۃ الکتاب انتہے قلت حاصل ما ذکر البخاری فی جزء القراءۃ ان حدیث قتادۃ عن
ابی نضرۃ عن ابی سعید قال امرنا الخ ضعیف لان قتادۃ مدلس وروی ہذا الحدیث بعن وعنعنۃ
المدلس غیر مقبول تذکرۃ الحفاظ میں ہے وکان قتادۃ معروفا بالتدلیس انتہے میزان میں ہے
حافظ ثقۃ ثبت لکنہ مدلس انتہے مقدمہ فتح میں ہے کان یضرب بہ المثل فی الحفظ الا انہ کان ربما

دلس انتهى والاوصل ما روى العوام بن حمزة المازني من قول ابي سعيد الخدري بغير زيادة ما تيسر
قال الدارقطني في علله هذا يرويه قتادة وابو سفيان السعدي عن ابي نضرة مرفوعا ووقفه ابو مسلمة
عن ابي نضرة هكذا قاله اصحاب شعبة عنه ورواه ربيعة عن عثمان عن عمر عن شعبة عن ابي مسلمة
مرفوعا ولا يصح رفعه عن شعبة انتهى هكذا في الزيلعي ومنها ما رواه ابو داؤد حدثنا ابراهيم بن موسى
الرازي انا عيسى عن جعفر بن ميمون البصري نا ابو عثمان النهدي حدثني ابو هريرة قال قال لي رسول الله صلى الله
اخرج فناد في المدينة انه لا صلوة الا بقران ولو بفاتحة الكتاب فما زاد ولو بفاتحة الكتاب فما زاد حدثنا
ابن بشار نا يحيى نا جعفر عن ابي عثمان عن ابي هريرة قال امرني رسول الله صلعم ان انادي انه لا صلوة
الا بقراءة فاتحة الكتاب فما زاد انتهى هذا الحديث ضعيف لانه من طريق جعفر بن ميمون في الميزان جعفر
بن ميمون البصري بياع الانماط عن ابي العالية وابي عثمان النهدي وجماعة وعنه غندر ويحيى
القطان قال احمد والنسائي ليس بقوي وقال ابن معين ليس بذلك سليمان بن حرب نا وهيب
نا جعفر بن ميمون عن ابي عثمان ابي هريرة ان النبي صلعم امره ان ينادي لا صلوة الا بقراءة فاتحة
الكتاب فما زاد انتهى بقدر الضرورة ومنها ما رواه الترمذي من حديث ابي سعيد قال قال رسول الله
صلعم مفتاح الصلوة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ولا صلوة لمن لم يقرء بالحمد لله وسورة
في فريضة او غيرها هذا لفظ الترمذي واقتصر ابن ماجة على قوله لا صلوة وهو معلول بابي سفيان في الميزان
طريف بن شهاب السعدي البصري الاشل ابو سفيان ضعفه ابن معين وقال احمد ليس بشيء
وقال خ ليس بالقوي عندهم وقال س متروك ويقال ابن سفيان ويقال ابن طريف بن
سعد كذا سماه ابو معاوية وقيل غير ذلك انتهى في التقريب طريف ابن شهاب وابن سعد السعدي
البصري الاشل بالمعجمة ويقال له الاعسم بمهلتين ضعيف انتهى حديث آخر اخرجه ابن عدي في الكامل
عن ربيع بن بدر ويعرف بعليلة عن سعيد الجريري عن ابي العلاء عن اخيه مطرف بن عبد الله
بن الشخير عن عمران بن حصين قال سمعت النبي صلعم يقول لا تجزي صلوة لا يقرء فيها بفاتحة الكتاب
وآيتين فصاعدا انتهى وضعف ربيع بن بدر عن البخاري والنسائي وابن معين كذا في الزيلعي
في الميزان الربيع بن بدر ابو العلاء التميمي البصري عليلة عن ابي الزبير وثابت وعنه علي بن حجر وداود
بن رشيد وعدة قال ابن معين ليس بشيء وقال ابو داؤد وغيره ضعيف وقال النسائي متروك
وقال ابن عدي عامة رواياته لا يتابع عليها انتهى في التقريب الربيع بن بدر بن عمرو بن جراد التميمي
السعدي ابو العلاء البصري يلقب عليلة بمهملة مضمومة ولامين متروك انتهى حديث آخر اخرجه

ابن عدی ایضاً عن عمر بن یزید المدائنی عن عطاء عن ابن عمر قال رسول اللہ صلعم لا یجزی المکتوبۃ
الا بفاتحۃ الکتاب وثلث آیات فصاعدا انتہی وضعف عمر بن یزید وقال انہ منکر الحدیث کذا فی
الزیلعی فی المیزان عمر بن یزید عن عطاء وغیرہ منکر الحدیث قالہ ابن عدی محمد بن معاویۃ الانماطی
ثنا عمر بن یزید المدائنی عن عطاء عن ابن عمر قال رسول اللہ صلعم لا یجزی فی المکتوبۃ الا بفاتحۃ
الکتاب وثلث آیات فصاعدا انتہی حدیث آخر اخرجہ ابو نعیم الحافظ فی تاریخ اصبہان فی ترجمۃ ابراہیم
بن ایوب الفرسانی عن ابی مسلم عن الاعمش عن عمارۃ بن عمر عن ابی معمر عن ابی مسعود الانصاری
قال قال رسول اللہ صلعم لا یجزی صلاۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب وشیء معہا انتہی کذا فی تخریج
الزیلعی فی سندہ ابراہیم بن ایوب الفرسانی وہو مجہول فی المیزان ابراہیم ابن ایوب الفرسانی
الاصبہانی عن الثوری وعن قائد الاعمش قال ابو حاتم مجہول قالہ عنہ ابن الجوزی وما رایتہ
انا فی کتاب ابن ابی حاتم بل فیہ انہ روی عنہ النضر بن ہشام وعبد الرزاق بن بکر الاصبہانیان
انتہی وفی سندہ عبد اللہ بن سعید ابو مسلم قائد الاعمش حدث عنہ یحیی بن ابی بکر والحسن بن
حفص وابو مسلم عبد الرحمن بن واقد قال وعندہ احادیث موضوعۃ قال الکتانی قلت لابی
حاتم حدیث ابی مسلم قائد الاعمش عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلعم نہی ان یسقی
البہائم الخمر فقال ہذا باطل وجاء باسناد ضعیف من قول ابن عمر وقال ابن حبان فی الثقات
یخطی وقال البخاری فی حدیثہ نظر ومن مناکیرہ عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس مرفوعا لا یتقدم
الصف الاول اعرابی ولا اعجمی اخرجہ الدارقطنی حدیث آخر رواہ الطبرانی فی معجمہ الوسط من حدیث
ابراہیم بن طہمان عن الحجاج بن ارطاۃ عن عبد الکریم عن ابی عثمان عن ابی ہریرۃ قال امرنی
رسول اللہ صلعم ان انادی فی اہل المدینۃ ان لا صلوۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب انتہی وقال
لم یروہ عن الحجاج بن ارطاۃ الا ابن طہمان کذا فی تخریج الزیلعی فیہ الحجاج بن ارطاۃ الکوفی القاضی
احد الفقہاء صدوق کثیر الخطاء والتدلیس کذا فی التقریب وفیہ عبد الکریم بن ابی المخارق وہو ضعیف
کما فی التقریب طریق آخر اخرجہ ابو محمد الحارثی فی مسندہ وابن عدی عن احمد بن عبد اللہ بن محمد
الکوفی المعروف باللجلاج ثنا نعیم بن حماد ثنا ابن المبارک ثنا ابو حنیفۃ عن عطاء ابن ابی رباح
عن ابی ہریرۃ قال نادی منادی رسول اللہ صلعم لا صلوۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب انتہی
حدیث آخر اخرجہ ایضاً عن اللجلاج ثنا ابراہیم بن الجراح الکوفی ثنا ابو یوسف عن ابی حنیفۃ
عن ابی سفیان عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلعم انہ قال لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب

اوغیرہا انتہے وکلاہا ضعیف بالبجلاج قال ابن عدی حدث بمناکیر لابی حنیفۃ وہی بواطیل انتہے وذکر النووی فی الخلاصۃ ہذین الحدیثین وضعفہا کذا فی تخریج الزیلعی حدیث آخر روی الطبرانی فی کتابہ مسند الشامیین حدثنا احمد بن انس بن مالک ثنا محمد بن الخلیل الخشنی ثنا الحسن بن یحیی الخشنی ثنا سعید بن عبد العزیز عن ربیعۃ بن یزید عن عبادۃ بن الصامت قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وآیتین من القرآن انتہے کذا فی تخریج الزیلعی وسکت علیہ قلت من یستدل بہذا الحدیث علیہ ان یوثق رجالہ ویثبت اتصال سندہ علی ان فیہ الحسن بن یحیی الخشنی وہو صدوق کثیر الغلط کذا فی التقریب قال فی الخلاصۃ قال ابو حاتم صدوق سیئ الحفظ قال الدارقطنی متروک وقال النسائی لیس بثقۃ (انتہے) وفیہ سعید بن عبد العزیز وہو قد اختلط فی آخر عمرہ کذا فی التقریب حدیث آخر رواہ احمد فی مسندہ فی حدیث المسیئ صلاتہ حدثنا یزید بن ہارون ثنا محمد بن عمرو عن علی بن یحیی بن خلاد الزرقی عن ابیہ عن رفاعۃ بن رافع قال جاء رجل ورسول اللہ صلعم جالس فی المسجد فصلے قریبا منہ ثم انصرف الی رسول اللہ صلعم فسلم علیہ فقال رسول اللہ صلعم اعد صلاتک فانک لم تصل فرجع فصلے نحو ما صلے ثم انصرف الی رسول اللہ صلعم فسلم علیہ فقال لہ رسول اللہ صلعم اعد صلاتک فانک لم تصل فقال یا رسول اللہ علمنی قال اذا استقبلت القبلۃ فکبر ثم اقرء بام القرآن ثم اقرء بما شئت الحدیث ورواہ ابو داود عن محمد بن عمرو بہ قال بہذہ القصۃ قال اذا قمت فتوجہت الی القبلۃ فکبر ثم اقرء بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرء کذا فی تخریج الزیلعی وہذا الحدیث لایصح الاحتجاج بہ علی عدم رکنیۃ الفاتحۃ بان یقال لو حمل ذلک الحدیث علی الرکنیۃ للزم رکنیۃ ما شاء اللہ ان یقرء سوے الفاتحۃ اذ الروایات فی ہذا عن رفاعۃ مختلفۃ قال فی الفتح قولہ ثم اقرء ما تیسر معک من القرآن ثم تختلف الروایات فی ہذا عن ابی ہریرۃ واما رفاعۃ ففی روایۃ اسحق المذکورۃ ویقرء ما تیسر من القرآن مما علمہ اللہ وفی روایۃ یحیی بن علی فان کان معک قرآن فاقرء والا فاحمد اللہ وکبرہ وہللہ وفی روایۃ محمد بن عمرو عند ابی داود ثم اقرء بام القرآن وبما شاء اللہ ولاحمد وابن حبان من ہذا الوجہ ثم اقرء بام القرآن ثم اقرء بما شئت انتہے وفی سنن ابی داؤد حدثنا مؤمل بن ہشام نا اسمٰعیل عن محمد اسحق حدثنی علی بن یحیی بن خلاد بن رافع عن ابیہ عن عمہ رفاعۃ بن رافع عن النبی صلعم بہذہ القصۃ قال اذا انت قمت فی صلاتک تکبر اللہ عزوجل ثم اقرء ما تیسر علیک من القرآن الحدیث وفی روایۃ لہ ویقرء بما شاء من القرآن وفی روایۃ لہ ثم یقرء من القرآن ما اذن لہ فیہ وتیسر و

فی روایۃ للبخاری فی جزء القراءۃ فکبر وتحمد اللہ وتقرء ام القرآن وفی روایۃ لہ فیہ ثم اقرء ما تیسر
من القرآن ولاریب ان ہذا الرجل ہو خلاد بن رافع جد علی بن یحیی راوی الخبر بینہ ابن ابی
شیبۃ عن عباد بن العوام عن محمد بن عمرو عن علی بن یحیی عن رفاعۃ ان خلادا دخل المسجد
کما فی الفتح والظاہر ان الواقعۃ واحدۃ فلابد من ترجیح احدے الروایات المختلفۃ فاما ان ترجح
الروایۃ التی فیہا ثم اقرء ما تیسر علیک من القرآن ونحوہ ووجہ الترجیح موافقتہا لحدیث ابی ہریرۃ
المتفق علیہ فی تلک الواقعۃ الذی قد ثبت فیہ لفظ ثم اقرء ما تیسر معک من القرآن من غیر اختلاف
واما ان ترجح الروایۃ التی فیہا وتقرء ام القرآن لموافقتہا لحدیث عبادۃ بن الصامت المتفق
علیہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وعلے کلا التقدیرین لیس فی ہذا الحدیث ذکر قراءۃ ما شاء اللہ
ان تقرء سوی الفاتحۃ حتی یلزم رکنیۃ ما زاد علے الفاتحۃ والجواب الثانی عن ہذا الایراد والتزام
رکنیتہ ما زاد علی الفاتحۃ ایضاً وکون قراءۃ المقتدی ما زاد الفاتحۃ اذا جہر الامام خارجۃ عنہ بدلیل
حدیث عبادۃ لاتفعلوا الا بام القرآن الجواب الثالث ان حدیث ابی ہریرہ الذی اخرجہ البخاری
وغیرہ وہو مرفوع حکما وحدیث ابن عباس الذی اخرجہ ابن خزیمۃ معارضان لہا قال الحافظ
فی الفتح وادعی ابن حبان والقرطبی وغیرہما الاجماع علی عدم وجوب قدر زائد علیہا وفیہ نظر
لثبوتہ عن بعض الصحابۃ ومن بعدہم فیما رواہ ابن المنذر وغیرہ ولعلہم ارادوا ان الامر استقر
علی ذلک وسیاتی بعد ثمانیۃ ابواب حدیث ابی ہریرۃ وان لم تزد علی ام القرآن اجزءت
ولابن خزیمۃ فی حدیث ابن عباس ان النبی صلعم قام فصلے رکعتین لم یقرء فیہما الا بفاتحۃ الکتاب
انتہے وایضا قال فی الفتح نعم قولہ ما اسمعنا وما اخفی عنا یشعر بان جمیع ما ذکرہ متلقی عن النبی صلعم
فیکون للجمیع حکم الرفع ولنا ان نجیب عن الوجہ السادس بان الحصر فی الشقین غیر مسلم بل یحتمل
ان یستدل بمجموع قولہ صلعم لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا فان التعلیل بلفظ
فانہ یدل علی ان ہناک شیئا معللا وہو الحکم فی المستثنی ای قرؤا فاتحۃ الکتاب وہذا الحکم لابد من
ان یکون واجبا ضرورۃ تمامیۃ التقریب وہو المطلوب ۔ الامر الثالث الذی ذکرہ المعترض
فی ابطال الرکنیۃ ان القول الفیصل فیہا ان الخلاف فی الرکنیتہ وعدمہا متفرع حقیقۃ علے
مسئلۃ اصولیۃ وہی ان الرکنیۃ ہل تثبت بخبر الاحاد الظنیۃ ام لابد لہا من الدلائل القطعیۃ
فمن ذہب الی الاول اثبت الرکنیۃ ومن انکرہ لم یثبت الرکنیۃ وان سلم دلالتہا علیہا وعدم
وجود معارضہا والخلاف فی رکنیتہا مبنی علے خلاف آخر ایضا وہو ان الظنی ہل تجوز بہ الزیادۃ

علی القطعی وتخصیصہ بہ او نسخہ بہ ام لایجوز فمن قال بجوازہا قال بہا ومن لا فلا ولعل النظر الدقیق یحکم بکون القولین الاخیرین قویین فی الخلافین انتہی اقول فیہ بحث من وجوہ الاول ان الفرض والرکن علی نوعین قطعی وعملی والقطعی لاثبت بخبر الاحاد الظنیۃ لاعند الشافعیۃ ولاعند الحنفیۃ والعملی یثبت بخبر الاحاد الظنیہ عند کلتا الطائفتین والشافعیۃ قائلون بفرضیۃ الفاتحۃ فرضیۃ عملیۃ لافرضیۃ قطعیۃ قال ابن الہمام فی فتح القدیر واعلم ان الشافعیۃ یثبتون الرکنیۃ الفاتحۃ علی معنی الوجوب عندنا فانہم لایقولون بوجوبہا قطعا بل ظنا غیر انہم لایخصون الفرضیۃ والرکنیۃ بالقطعی فلہم ان یقولوا بموجب الوجہ المذکور انا وان جوزنا الزیادۃ بخبر الواحد لکنہا لیست بلازمۃ ہہنا فانما قلنا برکنیتہا وافتراضہا بالمعنی الذی سمیتموہ وجوبا فلا زیادۃ انتہی والحنفیۃ ایضا قائلون بالفروض العملیہ ویثبتونہا باخبار الاحاد والظنیۃ کمسح ربع الراس فی الوضوء والوتر والقعدۃ الاخیرۃ والمسح علی الخفین والوقوف بعرفۃ فان قال قائل ان تلک الاخبار لیست باحاد بل مشہورۃ قلنا کذلک احادیث فرضیۃ الفاتحۃ مشہورۃ والفرق بینہما من غیر دلیل لایسمع فالقول بان الخلاف فی الرکنیۃ وعدمہا متفرع حقیقۃ علی مسئلہ اصولیۃ خلف من القول وکذلک القول بان الخلاف فی رکنیتہا للموتم مبنی علی خلاف آخر ایضا وہو ان الظنی ہل تجوز بہ الزیادۃ علی القطعی وتخصیصہ او نسخہ بہ ام لا لان الزائد علی القطعی اذا ثبت بظنی کان فرضا عملیا بالمعنی الذی سمیتموہ واجبا فلا زیادۃ علی ان الحنفیۃ ربما یجوزون الزیادۃ بالظنی علی القطعی وتخصیصہ بہ ونسخہ بہ لغیر واحد من الامثلۃ لانطیل الکلام بذکرہا وبحسبک انہم یخصصون قولہ تعالی فاقرؤا ماتیسر من القرآن بحدیث من لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لایقال ان ہناک خصص القطعی اولا بالاجماع فجاز تخصیصہ بخبر الواحد قال ابن الہمام فی فتح القدیر وعلی طریقنا یخص ایضا لانہ عام خص منہ البعض وہو المدرک فی الرکوع اجماعا وہو ظنی عندنا فجاز تخصیصہ بغیر المقتدی انتہی لانا نقول ان ننظر ظاہرا وہو ان الآیۃ بعد تخصیصہ بالاجماع ہل صارت ظنیۃ ام لا علی الاول لاثبت فرضیۃ مطلق القراءۃ بالآیۃ والدلیل علیہا عند الحنفیۃ لیست الا ہی وعلی الثانی لایجوز تخصیصہ بنحو حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال المعترض فی غیث الغمام وقد یجاب عن اصل الایراد بان الامر بقولہ تعالی فاقرؤا مع عمومہ باطلاقہ یشمل القراءۃ الحقیقۃ والحکمیۃ کلیہما فیکون الفرض علی کل من الامام والماموم احدہما فالاول یخص بالاول والثانی بالثانی کما اوضحہ الاحادیث الصحیحۃ انتہی اقول ہذا تلمیع محض فان لفظ القراءۃ لا

لا يشمل القراءة الحكمية لغة انما تعرف القراءة الحكمية بالحديث فمع قطع النظر عن الحديث لا يشمل لفظ القراءة
القراءة الحكمية فالقول بالقراءة الحكمية قول بالزيادة على القطعي بالظني وكذلك القول بان الاول
يختص بالاول والثاني بالثاني لا رائحة منه في الآية مع قطع النظر عن الحديث فهذا القول ايضا
قول بالزيادة على القطعي بالظني الثاني ان هذا المعترض ادعى ان القولين الاخرين قد بان
في المخالفين ولم يذكر الدليل عليه والادعاء بلا دليل بعيد من المحصلين الثالث ان اخبار الآحاد
بالنسبة الى النبي صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة قطعية وانما صارت ظنية
بسبب الوسائط فخبر الواحد اذا صار مثبتا للوجوب بالنسبة الينا صار مثبتا للفرضية بالنسبة
الى النبي صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة اذ الفرق بين الواجب والفرض
انما هو لقطعية الدليل وظنية فيلزم نسخ الحكم من غير دليل وهذا المحذور انما نشأ من القول بان
خبر الواحد لا يثبت الفرضية وان الظني لا تجوز به الزيادة على القطعي فالحق ان خبر الواحد يثبت الفرضية
والظني تجوز به الزيادة على القطعي غاية ما في الباب ان ذلك الفرض يكون بالنسبة الى النبي
صلعم وبالنسبة الى من سمعه من النبي صلعم بلا واسطة قطعيا وبالنسبة الينا عمليا ظنيا وبالجملة حديث
عبادة بن الصامت لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرء بها صالح للاحتجاج قال الترمذي
حديث حسن وسكت عليه ابو داود والمنذري قال الحافظ ابن حجر في التلخيص حديث عبادة رواه
احمد والبخاري في جزء القراءة وصححه وابو داود والترمذي والدارقطني وابن حبان والحاكم والبيهقي
من طريق ابن اسحق حدثني مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة وتابعه زيد بن واقد وغيره عن مكحول
انتهى وقال ابن حجر في نتائج الافكار هذا حديث حسن اخرجه ابو داود وابن خزيمة في صحيحه والدارقطني و
في سنده محمد بن اسحق ولم ينفرد به محمد بن اسحق بل تابعه عليه زيد بن واقد احد الثقات من اهل الشام
وفي المرقاة وقال الترمذي حسن وقال الدارقطني اسناده حسن ورجاله ثقات كلهم وقال الخطابي
اسناده جيد لا مطعن فيه وقال الحاكم اسناده مستقيم وقال البيهقي صحيح انتهى۔ مخفی نہ رہے کہ عبارات
سابقہ سے ظاہر ہوا کہ حدیث عبادہ بن الصامت جسمیں تصریح امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے
کی ہے سوائے اُس طریق کے جس میں محمد بن اسحق واقع ہے اور چند طریق سے بھی آئی ہے
اُن میں سے ایک طریق میں یہ ہے اخبرنی زید بن واقد عن مکحول دوسرے میں ہے حدثنی غیر
واحد منہم سعید بن عبد العزیز عن مکحول تیسری میں ہے زید بن واقد عن حرام بن حکیم ومکحول۔
چوتھی میں ہے عن زید بن واقد عن عثمان بن ابی سودة۔ پانچویں میں ہے عن عمرو بن شعیب

عن ابیہ عن عبادۃ بن الصامت بیہقی میں ہے عن الاوزاعی عن عمرو بن سعد عن رجاء بن حیوۃ
عن عبادۃ ساتویں حدیث عبادۃ وہ ہے جس کو صاحب کنز العمال و صاحب جمع الجوامع لائے
ہیں کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۵ میں ہے عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوۃ
لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خلف الامام (ق فیہ) ای البیہقی فی القراءۃ وقال اسنادہ صحیح والزیادۃ
التی فیہ صحیحۃ مشہورۃ من اوجہ کثیرۃ انتہی یہ سب روایات تو عبادۃ بن الصامت رضہ سے ہیں اور غیر
عبادہ نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے چنانچہ ابھی اس کا ذکر کیا جاتا ہے انشاء اللہ
تعالی۔ دوسری حدیث اُن احادیث میں سے جن میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی تصریح
تصریح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم تقرؤن خلفی
قالوا نعم انا لنہذ ہذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ حدثنا محمود
قال ثنا البخاری قال ثنا شجاع بن الولید قال ثنا النضر قال ثنا عکرمۃ قال حدثنی عمرو بن سعد
عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلعم تقرؤن الحدیث اس حدیث
کے رواۃ سب ثقات ہیں سوائے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے اس کے حق میں میزان
میں مرقوم ہے روی الترمذی عن البخاری وذلک فی تاریخہ قال رایت احمد وعلیا واسحق
والحمیدی یحتجون بحدیث عمرو بن شعیب فمن الناس بعدہم ولسنا نقول ان حدیثہ من اعلی
اقسام الصحیح بل ہو من قبیل الحسن انتہی۔ تیسری حدیث ابو قلابہ عن محمد بن ابی عائشہ عمن شہد
ذاک اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ لفظ اس کا یہ ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا
عبدان قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا خالد عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی عائشہ عمن شہد
ذاک الحدیث تلخیص الحبیر میں ہے ومن شواہدہا ما رواہ احمد من طریق خالد الحذاء عن ابی قلابۃ
عن محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی صلعم قال قال رسول اللہ صلعم لعلکم تقرؤن
والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب اسنادہ حسن ورواہ ابن
حبان من طریق ایوب عن ابی قلابۃ عن انس وزعم ان الطریقین محفوظتان وخالفہ البیہقی
فقال ان طریق ابی قلابۃ عن انس لیست بمحفوظۃ انتہی چوتھی حدیث انس اخرجہ البخاری فی
جزء القراءۃ حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا یحیی بن یوسف قال انبانا عبید اللہ عن ایوب
عن ابی قلابۃ عن انس رضہ ان النبی صلعم صلی باصحابہ فلما قضی صلاتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال
اتقرؤن فی صلاتکم والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال

فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة الکتاب فی نفسه انتہی حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا موسیٰ
قال حماد بن ایوب عن ابی قلابة عن النبی صلعم لیقرء بفاتحة الکتاب انتہی قال الدارقطنی فی
سننه حدثنا عثمان بن احمد الدقاق ثنا عیسیٰ بن عبد اللہ الطیالسی زغاث ثنا یزید بن عمرو
بن خضرة المدینی ثنا الربیع بن بدر عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرة قال صلی
لنا رسول اللہ صلعم ثم اقبل علینا بوجہه فقال اتقرؤن خلف الامام فقلنا ان فینا من یقرء
قال فبفاتحة الکتاب الربیع بن بدر ضعیف کذا رواه الربیع بن بدر ہذا لفظه سلام ابو المنذر
رواه عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی ہریرة ولا یثبت وخالفہما عبید اللہ بن عمرو الرقی ورواه
عن ایوب عن ابی قلابة عن انس عن النبی صلعم ورواه ابن علیة وغیره عن ایوب عن ابی
قلابة مرسلا ورواه خالد الحذاء عن ابی قلابة عن محمد بن ابی عائشة عن رجل من اصحاب
رسول اللہ صلعم عن النبی صلعم حدثنا محمد بن اسمٰعیل الفارسی ثنا ابو زرعة الدمشقی ثنا یحیی
بن یوسف الرقی ثنا عبید اللہ بن عمرو الرقی عن ایوب عن ابی قلابة عن انس ان رسول اللہ
صلعم صلی باصحابه فلما قضی صلاته اقبل علیہم بوجہه فقال اتقرؤن فی صلاتکم والامام یقرء
فسکتوا قالہا ثلثا فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة الکتاب
فی نفسه لفظ حدیث الفارسی ثنا علی بن احمد بن الہیثم ثنا احمد بن ابراہیم القوہستانی حدثنا یوسف
ابن عدی قالا ثنا عبید اللہ بن عمرو باسناده نحو لفظ حدیث الفارسی حدثنا احمد بن سلمان نا ہلال
بن العلاء نا ابی ح وحدثنا احمد بن یزید بن جہیر ابو توبة قالا نا عبید اللہ بن عمرو بہذا انتہی۔
مخفی نرہے کہ عبارت سنن دارقطنی سے ظاہر ہوا کہ ایوب کی روایت میں اختلاف ہے ربیع
بن بدر نے اس طرح روایت کیا ہے۔ عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرة مرفوعا
اور سلام ابو المنذر نے اس طرح روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابة عن انس مرفوعا
اور عبید اللہ بن عمرو رقی نے یوں روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابة عن انس مرفوعا
اور ابن علیه وغیره نے یوں روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابة مرسلا اور خالد حذاء کی
روایت میں اختلاف نہیں ہے اس کی روایت اس طرح پر ہے عن ابی قلابة عن محمد بن ابی
عائشة عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلعم مرفوعا چونکہ ایوب کی روایت میں اضطراب تھا
اس لئے بیہقی نے عبید اللہ بن عمرو کی اس روایت عن ایوب عن ابی قلابة عن انس مرفوعا
کو غیر محفوظ کہا مگر ابن حبان اس کو محفوظ کہتا ہے اور بخاری نے جزء القراءة میں اس طریق کا

... سکوت کیا ہے یہ امر تنقیح طلب ہے کہ یہ طریق محفوظ ہے یا غیر محفوظ پس جاننا چاہیئے کہ
... کے سب ثقات موافق شرط بخاری کے ہیں پس اگر غیر محفوظ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ
... ابو قلابہ ہیں وہ مدلس ہیں اور یہاں عن کے ساتھ روایت کی ہے اور
... کا غیر مقبول ہوتا ہے تو یہ وجہ خالد حذاء کے طریق میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ
وہاں بھی عن کے ساتھ روایت ہے اور اگر یہ وجہ ہے کہ ابن علیہ وغیرہ نے اُس کو مرسلا
روایت کیا ہے تو یہ بھی نہیں ہوسکتی ہے اس لئے کہ آئمہ کی عادت تھی کہ کبھی حدیث کو مرسل
کرتے تھے اور کبھی مسند مسلم مقدمہ میں لکھتے ہیں انہ کانت لہم تارات یرسلون فیہا الحدیث
ارسالا ولا یذکرون من سمعوہ منہ وتارات ینشطون فیہا فیسندون الخبر علی ہیئتہ ما سمعوا فیخبرون
بالنزول فیہ ان نزلوا وبالصعود فیہ ان صعدوا کما شرحنا ذلک عنہم انتہے پس جبکہ ارسال و
وصل کے دونوں راوی ثقہ ہیں تو دونوں روایتیں صحیح سمجھی جائینگی اس لئے کہ وصل زیادۃ
ہے اور اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ راوی زیادۃ مثبت ہے والمثبت مقدم علی النافی
اور نیز ثابت ہوا ہے کہ زیادۃ الثقۃ مقبولۃ۔ نووی مقدمہ میں لکھتے ہیں واذا رواہ بعض الثقات
الضابطین متصلا وبعضہم مرسلا وبعضہم موقوفا وبعضہم مرفوعا او وصلہ ورفعہ فی وقت وارسلہ
او وقفہ فی وقت فالصحیح الذی قالہ المحققون من المحدثین وقالہ الفقہاء واصحاب الاصول
وصححہ الخطیب البغدادی ان الحکم لمن وصلہ او رفعہ سواء کان المخالف لہ مثلہ او اکثر او احفظ
لانہ زیادۃ ثقۃ وہی مقبولۃ وقیل الحکم لمن ارسلہ او وقفہ وقال الخطیب وہو قول اکثر المحدثین و
وقیل الحکم للاکثر وقیل الحکم للاحفظ انتہے والفرق بین زیادۃ الثقۃ والشذوذ وعسیر جدا قلیلتا مل فیہا
اور اگر بیہقی کا قول تسلیم کر لیا جائے تو حدیث ابوقلابہ مرسلا تائید کے لئے کافی ہے پانچویں حدیث
ابوقتادہ ہے اخرجہ الامام احمد فی مسندہ بلفظہ ہکذا حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یزید بن ہرون
انا سلیمان یعنی التیمی قال حدثت عن عبداللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم
قال تقرؤن خلفی قال نعم قال فلا تفعلوا الا بام الکتاب انتہے فیہ انقطاع ولکنہ یصلح للاستشہاد
چھٹی حدیث ابوہریرہ قال قال لا تجزئ صلاۃ لا یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب قلت وان کنت خلف
الامام قال فاخذ بیدی وقال اقرأ فی نفسک اخرجہ ابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحیہما زیلعی میں
ہے والحدیث فی صحیح ابن حبان بہذا اللفظ بغیر ہذا الاسناد وقال ابن حبان اخبرنا محمد بن اسحق
بن خزیمہ ثنا محمد بن یحیی الذہلی ثنا وہب بن جریر ثنا شعبۃ عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی وقال اقرء فی نفسک انتہے قال ابن حبان لم یقل فی خبر العلاء ہذا لاتجزی صلوۃ الا شعبۃ ولا عنہ الا وہب بن جریر انتہے ورواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ کما تراہ قالہ النووی فی الخلاصۃ انتہے ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں قال ابن حجر المکی ومنہا خبر ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم فی صحاحہم باسناد صحیح لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب انتہے اور نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں ومما یؤیدہ حدیث ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب رواہ ابوبکر بن خزیمۃ فی صحیحہ باسناد صحیح وکذا رواہ ابوحاتم بن حبان انتہے اس حدیث کے رجال سب ثقات ہیں اس کی صحت کے لئے یہی کافی ہے کہ ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم اپنے صحاح میں سند صحیح کے ساتھ اس کو لائے ہیں مخفی نرہے کہ اس حدیث میں چند اختلافات ہیں اول یہ کہ اخذ بیدی کا قائل کون ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن یعقوب ہے جیساکہ جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا محمد بن ابی عبید قال ثنا ابن ابی حازم عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج غیر تمام فقلت یا ابا ہریرۃ انی اکون احیانا وراء الامام فغمز ابوہریرۃ ذراعی وقال یا ابن الفارسی اقرء بہا فی نفسک الحدیث اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ قائل اس کا ابوالسائب مولی ہشام بن زہرہ ہے۔ جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال ثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن العلاء بن عبدالرحمن انہ سمع ابا السائب مولی ہشام بن زہرۃ یقول سمعت ابا ہریرۃ رض یقول قال رسول اللہ صلعم من صلی صلاۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج ہی خداج غیر تمام فقلت یا ابا ہریرۃ رض فانی اکون احیانا وراء الامام قال فغمز ذراعی ثم قال اقرء بہا یا فارسی فی نفسک الحدیث دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جمہور رواۃ متن اس لفظ سے روایت کرتے ہیں کل صلاۃ لایقرء فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج فہی خداج اور شعبہ اس لفظ سے لاتجزی صلاۃ لایقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب تیسرا اختلاف یہ ہے کہ جمہور رواۃ اخذ بیدی کا قائل عبدالرحمن بن یعقوب کو ٹھہراتے ہیں یا ابوالسائب کو اور شعبہ ابوہریرہ کو قائل اس کا ٹھہراتے ہیں پس جیساکہ زیادت شعبہ کی متن سے متعلق مانی گئی ہے ایسا ہی اس باب میں بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ قائل اخذ بیدی کا ابوہریرہ رض ہیں اور قائل اقرء بہا فی نفسک کے جناب رسول مقبول صلعم ہیں اگر کہا جاوے

کہ روایت شعبہ مخالف ہے اُن دو روایات کے جن میں سے ایک سے عبدالرحمٰن بن یعقوب کا
قائل ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے ابوالسائب کا تو جواب یہ ہے کہ جس طرح ان دو
روایتوں میں باہم تطبیق کیجاتی ہے اور دونوں کو صحیح تصور کیا جاتا ہے اسی طرح سے روایت
شعبہ کی بھی تطبیق ہوسکتی ہے اُس کو بھی صحیح ماننا چاہئے پس یہاں سے اقراء بہا فی نفسک کا
مرفوع ہونا ثابت ہوا اور نیز یہ ثابت ہوا کہ نتائج الافکار میں جو روایت شعبہ میں یا فارسی کا
لفظ ہے وہ قطعاً سہو کاتب ہے حافظ ابن حجر نتائج الافکار میں لکھتے ہیں و تبین بہذا ان شعبۃ
خالف الجمیع فی سیاق المتن و ان القائل فاخذ بیدی ہو الراوی عن ابی ہریرۃ و الآخذ ہو
ابو ہریرۃ بخلاف ما یقتضیہ ظاہر روایۃ شعبۃ انتہے اب تمام ہوئے ادلہ اہل حدیث کے جو فرضیت
قراءۃ فاتحہ کے قائل ہیں امام و منفرد و مقتدی سب کے لئے۔ اب یہاں سے شروع کئے جاتے
ہیں ادلہ علماء حنفیہ کے اور اُن کے اجوبہ اہل حدیث کی جانب سے۔ دلیل اوّل حنفیہ کی یہ ہے
قال اللہ تعالیٰ فی الاعراف واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون تقریر استدلال
کی یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے استماع قرآن و انصات کا جبکہ قرآن پڑھا جاوے
پس یہ استماع و انصات فرض ہوا اور ترک فرض حرام ہے پس قراءۃ مقتدی کی حرام ہوئی اسلئے
کہ وہ مستلزم ہے ترک استماع و انصات کو اس میں نظر ہے بچند وجوہ۔ اول یہاں دعویٰ حنفیہ کا
عام ہے یعنی یہ کہ قراءۃ مقتدی کی مطلقاً حرام ہے خواہ سریہ نماز ہو یا جہریہ اور آیت سے ثابت
ہوتا ہے کہ قراءۃ مقتدی کی صلاۃ جہریہ میں حرام ہے کیونکہ استماع اور انصات استماع کے
لئے سریہ میں نہیں ہوسکتا ہے فما تم التقریب ہاں اس آیت کے ساتھ مالکیہ کا استدلال ہوسکتا
ہے کیونکہ وہ صرف صلوۃ جہریہ میں حرمۃ قراءۃ مقتدی کے قائل ہیں نہ سریہ میں اور شافعیہ اور
اُن کے اتباع مالکیہ کے اس استدلال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیۃ عام ہے اور احادیث عبادہ
وغیرہ جو فرضیت قراءۃ فاتحہ پر دال ہیں اس کی مخصص واقع ہوئی ہیں اور تخصیص عام کتاب
کی خبر واحد کے ساتھ درست ہے کیونکہ عام ظنی ہوتا ہے تلویح میں مرقوم ہے حکم العام عند
جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً و یقیناً عند مشائخ العراق و عامۃ
المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وہو مذہب الشافعی رحمہ اللہ والمختار عند مشائخ سمرقند
حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد و یصح تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہے
علماء حنفیہ نے اس نظر کے دو جواب دیئے ہیں اول یہ کہ اس آیت میں دو امر مامور بہ ہیں

استماع و انصات اوّل جہریہ میں دوسرا سریہ میں پس معنی آیت کے یہ ہیں جب قرآن پڑھا جاوے
پس اگر جہر کیا جاوے ساتھ اُس کے تو سنو اُس کو اور اگر اسرار کیا جاوے ساتھ اُس کے
پس خاموش رہو اس جواب کو بہت علماء حنفیہ نے کتب فقہیہ میں اختیار کیا ہے۔ میں
کہتا ہوں کہ یہ جواب فاسد بلکہ باطل ہے کیونکہ یہ تفسیر آیۃ کے محض بالرائے ہے نہ لغت عرب اس کی مساعدت
کرتا ہے نہ کوئی آیت نہ حدیث مرفوع نہ آثار صحابہ نہ اقوال تابعین و تبع تابعین یہ تفسیر نہیں
ہے بلکہ تحریف ہے فاستمعوا لہ کے ساتھ جہر کی قید اور انصتوا کے ساتھ سریہ کی
قید کس دلیل سے لگائی گئی اور تقیید اطلاق بغیر دلیل کے تشریع من عند نفسہ ہے اور اس کا
انجام ہر مومن عاقل پر روشن ہے مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مرحوم اس جواب کے
فساد پر آگاہ ہو گئے اور اظہار حق کی حق تعالیٰ نے سمجھ اُن کو توفیق دی عبارت اُن کی امام الکلام
میں یہ ہے وفیہ نظر وہو ان الامر باستماع القرآن والسکوت لیس امرا تعبدیا غیر معلل کما ہو ظاہر
بل ہو حکم معلل باجماع القائسین والمعللین کوجوب السکوت عند الخطبۃ والقراءۃ خارج الصلوٰۃ
ونحو ذلک ولا نظہر لہ علۃ ولو بعد التامل الا کون القرآن منزلا للتدبر والتامل وہو لا یحصل
بدون الاستماع والانصات ومن المعلوم ان ہذا خاص بالجہریۃ التی یقرء فیہا الامام جہرا فیلزم
علی المقتدین التدبر فیجب علیہم الانصات واما فی السریۃ فالامام لا یقرء الا سرا بحیث لا یقرع
صماخ المقتدین فلا یمکن ان یحصل التدبر لہم فیہا وان کانوا منصتین فلا یظہر لوجوب السکوت
علیہم فیہا وجہ معتد بہ والقول بان وجوب السکوت فی السریۃ امر تعبدی غیر معقول مطالب
بالدلیل المعقول علی ان کثیرا من اصحابنا وغیرہم اخذ وا بعموم الآیۃ المذکورۃ وعدم اختصاصہا
بالموارد الماثورۃ حتی فرعوا علیہ کون سماع القرآن مطلقا ولو خارج الصلوٰۃ فرض عین او کفایۃ
فلو کان المامور بہ فیہما امرین الاستماع والسکوت الاول فی الجہر والثانی فی السر لزم ان یقال
بوجوب سکوت من یقرء القرآن عندہ خارج الصلوٰۃ سرا کفایۃ او عینا وہو خلاف الاجماع
بلا نزاع انتہے غیث الغمام میں ہے فان قلت التدبر والاستماع وان لم یوجد ہہنا لکن السکوت
واجب احتراما واکراما لقراءۃ الامام قلت مثل ہذا الاحترام لا یوجد لہ نظیر فی الشرع فی شیٔ
من الاحکام فالقول بہ من ہوسات الاوہام انتہے دوم یہ کہ اس آیت سے صرف ایک جزو
دعوی پر استدلال مقصود ہے یعنی یہ کہ قراءۃ خلف الامام جہریہ میں حرام ہے اور سریہ میں
قراءۃ خلف الامام کا حرام ہونا دوسرے دلائل اخبار و آثار سے ثابت ہے نہ آیت سے اور

مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے اِس جواب کی نسبت امام الکلام میں لکھا ہے وہو واہٍ عندی - میں کہتا ہوں کہ یہ جواب عامہ کتب حنفیہ میں نہیں پایا جاتا ہے اور بر تقدیر وجود کے اِس کا جواب وہی ہے جو علماء مالکیہ کو دیا گیا اگر کہا جاوے کہ یہ جواب علماء حنفیہ کو نہیں دیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اُن کے نزدیک عام قطعی ہوتا ہے اُس کی تخصیص خبر واحد کے ساتھ جائز نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ مذہب متاخرین حنفیہ کا ہے اُن کے متقدمین بھی ظنیۃ کے قائل ہیں کما ہو مصرح فی المسلم والمغتنم وغیرہما علاوہ اسکے یہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے اس کی شہرت یا تواتر کی دلیل اون احادیث کی شہرت کے ادلہ سے کمزور نہیں ہے جنکو حنفیہ نے مشہور کہا ہے اور تخصیص عام کتاب خبر مشہور کے ساتھ ... باجماع حنفیہ جائز ہے قطع نظر اس سے ظنیۃ عام کتاب کی اُن ادلہ سے ثابت ہے جو اصول فقہ میں مذکور ہیں اور اعذار حنفیہ اُن کے جواب میں محض بارد ہیں پس ان ادلہ سے حجت حنفیہ پر تمام ہوتی ہے پس حنفیہ پر لازم ہے کہ یا تو ان ادلہ کا جواب معقول دیں یا ظنیۃ کو تسلیم کریں مولوی عبدالحی صاحب کا اولاً کہنا دال اس پر ہے کہ پہلا جواب بھی صحیح ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ اُس کا فساد بلکہ بطلان ابھی ظاہر ہوا اور خود مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی اُس کو تسلیم کر لیا ہے اور ثانیاً اُن کا یہ کہنا بل ہو ثابت بدلائل آخر من الاخبار والآثار خطاء صریح ہے کیونکہ اخبار مرفوعہ وموقوفہ اس باب میں سب ضعیف ہیں علی ما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ وجہ دوم نظر کی یہ ہے کہ یہ آیت مخالف ومعارض ہے آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے سیما علی تصریحات الحنفیۃ اور نسخ احدہما کا دوسرے کے لئے ثابت نہیں پس یہ دونوں ساقط ہو گئیں اور رجوع الی الحدیث لازم ہوئی وہذا کما صرح بہ فی التلویح وفتح القدیر وغیرہما احادیث صحیحہ نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے بھی ضرور پڑھا کرو کیونکہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی ہے اور وہ احادیث جو دلالت کرتی ہیں عدم قراءۃ خلف الامام پر وہ سب غیر ثابت ہیں مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے غیث الغمام میں اِس نظر کا یہ جواب نقل کیا ہے ویجاب عنہ بان التعارض انما یصار فیہ الی التساقط اذا لم یکن الجمع بینہما وہہنا الجمع ممکن فاین التساقط انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ جواب ساقط ہے کیونکہ جمع بین الآیتین کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا ... دل کی جاوے ماعداے فاتحہ پر دوسری یہ کہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن محمول کیجاوے ... مقتدی پر اب ہم پوچھتے ہیں کہ دونوں صورتیں جمع کے متساوی ہیں یا احدہما کو دوسری

پر ترجیح ہے اگر دونوں برابر ہیں تو دونوں جمعیں ساقط کیجائے گی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور جب دونوں ساقط ہوئیں فاین الجمع فیصار الی التساقط اور اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے توکس کو ہے اگر اول کو ہے تو مدعی شافعیہ حاصل ہے اور اگر ثانی کو ہے تو اُسپر کیا دلیل اگر وہی احادیث قراءۃ الامام لہ قراءۃ وغیرہ دلیل ہیں تو وہ ضعاف ہیں کما سیاتی اور اگر کوئی دوسری دلیل ہے فلیبین حتی ینظر فیہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے امام الکلام میں ترجیح جمع ثانی کی یہ وجہ نقل کی ہے بل قد یقال ان یخصص تلک الآیۃ بما عدا المقتدی الیسر من تخصیصہ ہذہ الآیۃ بما عدا الفاتحۃ لان تلک الآیۃ عام خص منہ البعض عند الکل او الجمہور وہو المدرک فی الرکوع وہذہ الآیۃ لم یقع التخصیص فیہا فابداء تخصیص مرفوع انتہے اقول یہ وجہ فاسد ہے اس لئے کہ آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا بھی عام مخصوص منہ البعض ہے نزدیک جمہور حنفیہ بلکہ کل کے اس لئے کہ عند جمہور الحنفیۃ معنی آیت کے یہ ہیں اور جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اگر جہر کیا جاوے ساتھ اُسکے اور خاموش رہو تم اگر اسرار کیا جاوے ساتھ اس کے اور یہ آیت بدیں معنی شامل ہے چند صور کو کہ اُن میں بالاجماع انصات واجب نہیں ہے ایک یہ کہ ایک شخص خارج صلوۃ سے سرا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہے دوسری یہ کہ ایک ....منفرد نماز میں سرا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہے تیسری یہ کہ دو شخص نفل پڑھ رہے ہیں اور اُس میں قرآن شریف سرا پڑھ رہے ہیں۔ چوتھی یہ کہ ایک شخص فرض نماز سریہ پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس بیٹھا ہوا سرا قرآن شریف پڑھ رہا ہے وغیرہا من الصور آیت مذکورہ ان سب صور کو شامل ہے اور اِن میں بالاجماع انصات واجب نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ سب صور حکم آیت سے خارج ہیں اس لئے یہ آیت بھی عام مخصوص منہ البعض ہوئی فلا فارق بینہما فلا وجہ للایسریۃ علاوہ اسکے آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن میں ایک بار تخصیص واقع ہونے سے ایسریۃ تخصیص کی کیوں ہوگئی کیا اس وجہ سے کہ یہ آیت اِس تخصیص کیوجہ سے قطعیت سے نکل کر ظنی ہوگئی مگر یہ وجہ عند الحنفیۃ باطل ہے کیونکہ حنفیہ فرضیۃ قراءۃ کی اس ہی آیت سے ثابت کرتے ہیں اور فرض دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا ہے علاوہ اس کے ظنی وہ عام ہوتا ہے جو مخصوص ہو مخصص اصطلاحی کے ساتھ اور مخصص اصطلاحی کلام مستقل ہے کہ متصل ہو مخصوص منہ کے

ساتھ اور مانحن فیہ میں یہ بات غیر محقق ہے غیث الغمام میں ہے ویدفع بان الظنی انما ہو العام المخصوص بالمخصص الاصطلاحی وہو ان یکون کلاما مستقلا متصلا بالمخصوص منہ لا مطلق العام الذی خص منہ البعض لاسیما اذا کان بدلیل متصل انتہیٰ اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو بیان کیجاوے تاکہ اُس میں نظر کیجاوے۔ وجہ سیوم نظر کی یہ ہے کہ اس آیت کے مخالف ہیں وہ احادیث جو فرضیت قراءۃ فاتحہ پر دلالت کرتی ہیں پس واجب ہے ہر ایک پر عمل کرنا اس طرح پر کہ یا تو آیت کو غیر فاتحہ کے ساتھ خاص کیا جاوے یا احادیث کو غیر مقتدی کے ساتھ شق ثانی پر کوئی دلیل قابل اعتماد نہیں اس لئے کہ اس کے ادلہ وہی احادیث من کان لہ امام وغیرہ ہیں اور وہ ضعیف ہیں علاوہ اسکے اُن میں بھی عموم ہے بالنسبۃ الی الفاتحۃ وغیر الفاتحۃ کے اور اُن میں تصریح نہیں ہے نہی قراءۃ فاتحہ کی پس ممکن ہے حمل اُن کا ما عدائے فاتحہ پر پس اس وقت میں وہ شق ثانی کی دلیل نہ رہینگی بخلاف شق اول کے کہ اس پر وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جن میں احتمال عموم نہیں ہے بلکہ جزئیہ اون میں مصرح ہے کہ امام کے پیچھے سوائے سورہ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو اور یہ احادیث بہت طرق سے آئی ہیں اور بعض طرق کی ایک جماعت نقاد نے تحسین وتصحیح کی ہے اس مقام پر بھی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے اللہ تعالیٰ اُن کو جزاء خیر دے حق کو ظاہر کر دیا ہے عبارت اُن کی امام الکلام میں یہ ہے وبعد اللتیا واللتی الذی یظہر بالنظر الدقیق ویقبلہ اصحاب التحقیق ہو ان الاحادیث التی استدل بہا اصحابنا لیس فیہا حدیث یدل علی النہی عن قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام خصوصا حتی یعارض بہ الاحادیث الواردۃ فی قراتہا خلف الامام خصوصا فیدفع ذلک بالجمع او الترجیح او التساقط او النسخ بل ہی متنوعۃ الی انواع ثلثۃ فمنہا ما یدل علی وجوب الانصات عند القراءۃ کالحدیث الاول وہو وان کان بظاہر لفظہ وعمومہ یدل علی الانصات مطلقا لکن النظر الدقیق یحکم بانہ منع من القراءۃ مع قراءۃ الامام فی الجہریۃ بحیث یخل بالاستماع والتدبر ولا یدل علی وجوبہ فی الجہر اثناء السکتات ولا علی وجوبہ فی السر وکذا الآیۃ القرآنیہ وکذلک الحدیث الثانی والثالث والرابع واثبات وجوب السکوت مطلقا من ہذہ الاحادیث وکذا من الآیۃ وان قال بہ جمع من اصحابنا عند التنازع لکنہ لا یخلو عن تکلف وتعسف ومنہا ما یدل بظاہرہ علی النہی عن مطلق القراءۃ کالحدیث الخامس والسادس والسابع والتاسع والعاشر والثانی عشر لکنہا مما خدش فی ثبوتہا بل ببطلان بعضہا فلا یصح الاحتجاج بہا مع امکان حملہا علی ما عدا الفاتحۃ او الجہر بہا

اوقراتہا عند القراءۃ ومنہا مایدل علی کفایۃ قراءۃ الامام للمقتدی وانہ لولم یقرء المقتدی صحت صلاۃ
بقراءۃ امام کالحدیث الثامن والحادی عشروالثالث عشرفیمکن ان یعارض ناصح منہ باطلاقہ
الاحادیث الواردۃ فی ایجاب قراءۃ الفاتحہ خلف الامام بعمومہا اوخصوصہا ویختار طریق الجمع بینہا فلا
دلالۃ لہا علے وجوب السکوت مطلقا بل ولامقیدا ولاعلے کراہتہ القراءۃ اوالحرمتہ وان قال بہ
جمع من الحنفیۃ انتہے وجہ چہارم نظر کی یہ ہے کہ استدلال اس آیت کے ساتھ بنظر عموم لفظ
کے ہے یا بنظر خصوص مورد کے برتقدیر اول لازم آتا ہے کہ ان سب صور میں جن میں بالاجماع
انصات واجب نہیں ہے واجب ہوجاوے والثانی باطل بالاجماع فالمقدم مثلہ اگر کہا جاوے
کہ اجماع مخصص آیت کا ہے پس یہ صور حکم آیت سے خارج ہیں تو کہا جائے گا کہ محتمل ہے کہ ان
مجمعین کا اجماع اس وجہ سے ہو کہ اُنہوں نے اس عموم کو باطل سمجھا ہو اور کوئی دوسری دلیل
وجوب انصات پر نہ پائی ہو نہ اس وجہ سے کہ کوئی مخصص اس عموم کا اُن کو مل گیا ہے
اُس وقت یہ آیت ظنی ہوجائے گی پس تخصیص اس کی ساتھ حدیث عبادۃ وغیرہ کے جس میں
بالخصوص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا صلوۃ جہریہ میں امر ہے جائز ہوجائے گی جیسا
کہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں آیتہ فاقرؤا ماتیسر من القرآن کی نسبت لکھا ہے کہ پہلے اس کی
تخصیص اجماع کے ساتھ ہوئی اُس کے بعد ساتھ حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام کے اگر
کہا جاوے کہ عام الکتاب تخصیص سے ظنی جب ہوجاتا ہے کہ مخصص اُس کا اصطلاحی ہو یعنی
کلام مستقل متصل بالمخصوص منہ اور یہاں یہ محقق نہیں ہے تو کہا جائے گا کہ بعینہ یہی حال آیت
فاقرؤا ماتیسر من القرآن کا ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا علاوہ اس کے مالکیہ وشافعیہ وحنابلہ متقدمین
حنفیہ کے نزدیک تخصیص قطعی کی خبر احاد کے ساتھ جائز ہے پس حدیث عبادہ وغیرہ اس آیت
کی مخصص واقع ہوگئیں ہیں اور اگر بنظر خصوص مورد کے ہے تو اول تو شان نزول میں اس کے
اختلاف کثیر ہے اور کوئی روایت اس میں صحیح نہیں وعلی تقدیر تسلیم صحتہا کل احاد ہیں پس
سب ظنی ہوئیں اور مفروض یہ ہے کہ آیت دلیل ہے بنظر خصوص مورد کے پس اسوقت
دلیل مرکب ہوئی قطعی وظنی سے کیونکہ آیت قطعی ہے اور شان نزول ظنی والمرکب من القطعی
والظنی یکون ظنیا اور تخصیص ظنی کی خبر احاد کے ساتھ بالاتفاق جائز ہے پس اس آیت کی تخصیص
حدیث عبادہ وغیرہ ہوجائے گی وجہ پنجم نظر کی یہ ہے کہ آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ و
انصتوا آیا ناسخ آیتہ فاقرؤا ماتیسر من القرآن کا ہے یا نہیں اور برتقدیر ثانی آیا یہ دونوں آیتیں

باہم متعارض ہیں یا نہیں اگر اولی ثانیہ کا ناسخ نہیں ہے اور نہ دونوں آیتیں باہم متعارض ہیں تو آیت فاقرؤا ماتیسر من القرآن سالم رہی معارضہ و نسخ سے پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے مدلول پر عمل نکیا جاوے یعنی قراءۃ مقتدی کو کیوں نہ فرض کہا جاوے اگر کہا جاوے کہ حدیث من کان لہ امام آیت کی مخصص ہے تو جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث ضعیف ہے علاوہ اس کے موافق اصول حنفیہ کے خبر احاد مخصص قطعی کی نہیں ہوسکتی ہے اگر کہا جاوے کہ پہلے اسکی تخصیص اجماع سے ہوچکی ہے اس لئے ظنی ہوگئی تو جواب یہ ہے کہ اسوقت استدلال آیت سے فرضیت قراءۃ درست نہوگا ماعدا اس کے قطعی تخصیص سے ظنی جب ہوتا ہے کہ مخصص اُس کا اصطلاحی ہو کما مر اور یہاں وہ مفقود ہے علاوہ اس کے اجماع غیر مسلم ہے اور اگر اولی ثانیہ کا ناسخ نہیں ہے اور دونوں آیتیں باہم متعارض ہیں کما فی التلویح تو کیوں نہیں موافق اصول کے حدیث صحیح عبادہ وغیرہ کی طرف رجوع کی جاتی ہے اگر کہا جاوے کہ ہم نے رجوع کی ہے طرف حدیث من کان لہ امام کے تو جواب یہ ہے کہ حدیث عبادہ کی تحسین و تصحیح نقادنے کی ہے بخلاف حدیث من کان لہ امام کے کہ اُس کی ایک محدث نے بھی تحسین یا تصحیح نہیں کی اس لئے حدیث عبادہ کی طرف رجوع کرنا راجح ہے اور حدیث من کان لہ امام کیطرف رجوع کرنا ترجیح مرجوح ہے علاوہ اس کے حدیث عبادہ میں بالخصوص مقتدی کو امر فاتحہ کا ہے اور حدیث من کان لہ امام عام ہے پس حدیث عبادہ حدیث من کان لہ امام کی بھی مخصص ہوسکتی ہے جزء القراءۃ میں ہے وذکر عن عبادۃ بن الصامت وعبد اللہ بن عمرو صلی النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلاۃ الفجر فقرء رجل خلفہ فقال لا یقرأن احدکم والامام یقرأ الا بام القرآن فلو ثبت الخبران کلاہما لکان ہذا مستثنٰی من الاول بقولہ لا یقرأن الا بام الکتاب وقولہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ جملۃ وقولہ الا بام القرآن مستثنٰی من الجملۃ انتہے پس اگر حدیث من کان لہ امام کی طرف رجوع کیجاوے تو بھی حدیث عبادہ کیطرف رجوع لازم آئے گی پس اس کی کیا ضرورت ہے پہلے ہی سے حدیث عبادہ کی طرف رجوع کرنا مناسب ہے اور شق اوّل اس لئے باطل ہے کہ نسخ یہاں ثابت نہیں خصوصًا علماء حنفیہ کے موافق کما تقدم فتذکر وجہ ششم نظر کی یہ ہے کہ توفیق بین الآیتین اس طرح ہوسکتی ہے کہ فاقرؤا ماتیسر من القران نماز کے بارے میں ہو کما صرح بہ الحنفیۃ وغیرہم اور آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا نماز کے بارے میں نہو بلکہ مخاطب اس کے ساتھ کفار ہوں جیسا کہ سیاق وسباق دلالت کرتا

ہے وقد بینہ الامام الرازی ببیان شاف چونکہ امام رازی کے کلام کا رد مولوی عبدالحی صاحب
مرحوم نے کیا ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کلام امام صاحب کا نقل کیا جاوے
اُس کے بعد مولوی عبدالحی صاحب کے کلام کا کشف حقیقت کیا جاوے قال الرازی فی التفسیر
وفی الآیۃ قول خامس وہو انہ خطاب مع الکفار فی ابتداء التبلیغ ولیس خطابا مع المسلمین وہذا
قول حسن مناسب وتقریرہ ان اللہ حکی قبل ہذہ الآیۃ بان اقواما من الکفار یطلبون آیات مخصوصۃ
ومعجزات مخصوصۃ فاذا کان الرسول لایاتیہا قالوا لولا اجتبیتہا فامر اللہ رسولہ ان یقول
جوابا من کلامہم انہ لیس لی ان اقترح علی ربی ولیس لی الا ان انتظر الوحی ثم بین اللہ ان النبی
انما ترک الاتیان بتلک المعجزات التی اقترحوہا فی صحۃ النبوۃ لان القرآن معجزۃ تامۃ کافیۃ
فی اثبات النبوۃ وعبر اللہ ہذا المعنی بقولہ ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ولو
قلنا ان اللہ قولہ تعالی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ المراد منہ قراءۃ الماموم خلف الامام لم یحصل بین ہذہ الآیۃ
وبین ما قبلہا تعلق بوجہ من الوجوہ وانقطع النظم وحصل فساد الترکیب وذلک لایلیق بشان اللہ
فوجب ان یکون المراد منہ شیئا آخر سوی ہذا الوجہ وتقریرہ انہ لما ادعی کون القرآن بصائر
وہدی ورحمۃ من حیث انہ معجزۃ دالۃ علی صدق النبی وکونہ کذلک لایظہر الا بشرط مخصوص
وہو ان النبی علیہ السلام اذا قرا القرآن علی اولئک الکفار استمعوا لہ وانصتوا حتے یقفوا
علی فصاحتہ ویحیطوا بما فیہ من العلوم الکثیرۃ فحینئذ یظہر لہم صدق قولہ فی صفۃ القرآن انہ بصائر
وہدی ورحمۃ فثبت انا اذا حملنا الآیۃ علی ہذا الوجہ استقام النظم وحصل الترتیب الحسن المفید
ولو حملنا الآیۃ علی منع الماموم من القراءۃ خلف الامام فسد النظم واختل الترتیب ومما یقوی
ان حمل الآیۃ علے ما ذکرنا اولی من وجوہ الاول انہ تعالی حکی عن الکفار انہم قالوا اسمعوا لہذا
القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون فلما حکی ذلک عنہم ناسب ان یامرہم بالاستماع والسکوت
حتے یمکنہم الوقوف علی ما فی القرآن من الوجوہ الکثیرۃ البالغۃ الی حد الاعجاز والوجہ الثانی
انہ قال قبل ہذہ الآیۃ ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون فحکم بکون ہذا القرآن
رحمۃ للمؤمنین علی سبیل القطع والجزم ثم قال فاذا قری القرآن الخ ولو کان المخاطبون
بقولہ فاستمعوا لہ وانصتوا ہم المومنون لما قال لعلکم ترحمون لانہ جزم قبل ہذہ الآیۃ بکون
القرآن رحمۃ للمومنین قطعا فکیف یقول بعدہ من غیر فصل لعلہ یکون القرآن رحمۃ للمومنین
اما اذا قلنا ان المخاطبین بہ ہم الکفرون صح قولہ لعلکم ترحمون انتہے ملخصا قال المولوی

عبد الحی المرحوم فی امام الکلام ویقرب فی الرکاکۃ القول التاسع الذی اختارہ الفخر الرازی و
جعلہ احسن الوجوہ من ان الخطاب فی الآیۃ للکفار لا للمسلمین وذلک لانہ وان کان فی الظاہر
تاعدیا لطیفا لکنہ لیس بمنقول عن ائمۃ المسلمین وان الارتباط لہذہ الآیۃ بما قبلہا لا یتوقف علی جعل الخطاب
فیہ للکفار بل ہو حاصل عند کونہ خطابا للمسلمین ایضا فانہ تعالیٰ قال اولا واذا لم تاتہم بآیۃ
قالوا لولا اجتبیتہا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ہذا بصائر من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یومنون
واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون فذکر ان اقواما من الکفار یقترحون آیات
مخصوصۃ فعلم نبیہ الجواب عنہ بان یقول انما اتبع ما یوحی الی من ربی ولا اقترح آیۃ زائدۃ علی
صدقی لکون ما یوحی الی کافیا لمن تفطن فی تصدیقی وما انطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ثم
اراد تعالیٰ ان یذکر عظمۃ ما یوحی قدرا وفخامۃ سرا فذکر ان ہذا ای ما یوحی من القرآن بصائر
للناس ان تاملوا فیہ وہدی ورحمۃ لقوم یومنون فمن آمن صار القرآن لہ رحمۃ وہدایۃ و
بصیرۃ وانتم ایہا الکفار صم بکم عمی لا ترجعون ولا تومنون فکیف یکون ہدایۃ ورحمۃ لکم وتحصل
الاستفاع لکم فان آمنتم صار لکم ہدایۃ ورحمۃ ثم لما کان کون القرآن بصیرۃ وہدی لا یحصل الا بالتامل
فی اسرارہ والتعمق فی استتارہ وذا قد یکون بان یقرء المرء نفسہ القرآن ویتامل ما فیہ من المعانی
ویتدبر محاسن البیان وقد یکون بان یسمع قراءۃ الغیر ویتدبرہ وینصت لہ ویتوجہ الیہ وکان حصول
البصیرۃ بالقراءۃ مع التدبر ظاہرا ذکر تعالیٰ النوع الآخر وحکم المومنین بانہ اذا قری القرآن
بحضرتکم فاستمعوا لہ وانصتوا لتحصل لکم البصیرۃ والہدی بالتدبر فی معانیہ العلی فانکم ان لا تستمعوا
ولم تنصتوا فات منکم التدبر والتفکر فلا تحصل البصیرۃ والہدایۃ فہذا یوضح لک ان الآیۃ المذکورۃ
مرتبطۃ بما قبلہا ارتباطا نفیسا علی تقدیر جعل الخطاب للمسلمین ایضا وبہ وضح ما فی کلام الفخر الذی
نقلنا سابقا لتائید ہذا الوجہ المذکور آنفا اما قولہ قلنا ان قولہ تعالیٰ فاستمعوا لہ المراد منہ
قراءۃ الماموم خلف الامام لم یحصل الخ ففیہ انہ علی تقدیر حملہ علیہ لا ینقطع النظم ولا یفسد الترتیب
بل یوجد ارتباطہ بما قبلہ بوجہ لطیف وقولہ فوجب ان الخ تفریع علی ما ظن من فساد النظم والمتفرع
علیہ باطل فالمتفرع بطلانہ حتم وقولہ فسد النظم الخ ایضا فاسد لوجود المناسبۃ التامۃ علی ہذا
التقدیر ایضا واما قولہ فی اولویۃ الوجہ الذی اختارہ فلما حکی عنہم ذلک ناسب الخ غیر مناسب
لانہ لما حکی عنہم ذلک امر نبیہ بجوابہ وتم الکلام معہم ثم لما ذکر ان القرآن بصائر وہدی ورحمۃ للمومنین
ناسب ان یامرہم بالسکوت والاستماع لیتدبروا ما فیہ ویحیطوا بمعانیہ فیکون لہم بصیرۃ وہدایۃ

واما قوله الوجه الثاني الخ فعجیب منه جدا فقد صرح جمع من الثقات ومنهم الفخر ایضا ان لعل في کلام الله تعالی لا یکون للترجي
بل یکون علی سبیل الجزم فلا ینافي ایراد لعلکم ترحمون قوله ورحمة لقوم یؤمنون بل لما ذکر سابقا انه رحمة للمؤمنین
ذکر ما یهتدي الیه عند سماع القرآن وهو استماعه والانصات لیحصل لهم رحمة بالیقین انتهی ثم ذکر عبارة الاتقان لبیان معنی
لعل قال فیمکن ان یکون لعل الواقع في الایة التي نحن فیها بمعنی کي لا للترجي او للتعلیل او للترجي لا بالنسبة الیه تعالی بل بالنسبة
الیهم فافهم فانه من سوانح الوقت انتهی اقول بحول الله وقوته قوله لکنه لیس بمنقول عن ائمة المسلمین **اقول** لا یخفاک
ان الاقوال في تفسیر الایة المذکورة تسعة کما ذکره المولوي عبد الحي المرحوم في امام الکلام حیث قال في ص[illegible] فهذه
الآثار تشهد انهم اختلفوا في سبب نزول الایة علی اقوال احدها انها نزلت في سماع الخطبة وثانیها انها نزلت
في القراءة خلف الامام في الصلوة وثالثها انها نزلت نسخا للتکلم في الصلوة ورابعها انها نزلت في الاذکار خلف الامام
عند آیات الترغیب والترهیب وخامسها انها عامة لکل سامع القرآن سواء کان في الصلوة او في الخطبة وسادسها
انها نزلت في القراءة في الصلوة والخطبة جمیعا انتهی وقال في ص[illegible] فظهر من هذه العبارات ونظائرها اقوال اخر في
تفسیر الایة المذکورة وتاویلها سوی اقوال الستة التي ذکرناها فسابعها انها نزلت في قراءة النبي صلعم القرآن عند نزوله وثامنها
ان معنی فاستمعوا له اعمل بما فیه لا سماعه وتاسعها ان الخطاب في هذه الایة للکفار لا للمسلمین انتهی وزایف الاقوال کلها الا
القول الثاني فانه رجحه حیث قال في ص[illegible] فاذن ظهر حق الظهور ان ارجح تفاسیر الایة وموارد نزولها هو القول الثاني
وانها نزلت في القراءة خلف الامام واما غیرها من الاقوال فمنها ما هي مردودة قطعا لا تجد سندا ومستندا ومنها ما هي
مخدوشة ومنها ما هي غیر منافیة وهذا القول ترجیحه بوجوه احدها انه لا تعارضه الآثار والاخبار ولیست فیه خدشة
ومناقضة عند اولي الابصار وثانیها انه منقول عن الائمة الثقات من غیر معارضات وثالثها انه قول جمهور الصحابة
حتی ادعی بعضهم الاجماع علی ذلک کما اخرجه البیهقي عن احمد انه قال اجمع الناس علی ان هذه الایة نزلت في
الصلوة وقال ابن عبد البر في الاستذکار هذا عند اهل العلم عند سماع القرآن في الصلوة لا یختلفون ان هذا الخطاب
نزل في هذا المعنی دون غیره انتهی اقول القول الثاني ایضا مخدوش فان الروایات الواردة فیه کلها غیر ثابتة اولها
عن ابي هریرة في هذه الایة نزلت في رفع الاصوات وهم خلف رسول الله صلعم في الصلوة اخرجه ابن جریر
وابن ابي حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیهقي في کتاب القراءة وابن عساکر وسنده في تفسیر ابن جریر هکذا
حدثني العباس بن الولید قال اخبرني ابي قال سمعت الاوزاعي قال ثنا عبد الله بن عامر قال ثني زید بن اسلم عن ابیه
عن ابي هریرة عن هذه الایة واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قال نزلت في رفع الاصوات وهم خلف
رسول الله صلعم في الصلوة انتهی قال الزیلعي اخرجه الدارقطني في سننه قال وعبد الله بن عامر ضعیف انتهی
قال الذهبي في المیزان عبد الله بن عامر الاسلمي المدني عن نافع والزهري ضعفه النسائي والدارقطني وقال
یحیی لیس بشئ وقال البخاري یتکلمون في حفظه وسئل عنه ابن المدیني فقال ذلک عندنا ضعیف منقل قال ابن
[illegible] سوا کثیر الحدیث قاري القرآن یستضعف انتهی ملخصا قال الحافظ ابن حجر في التقریب عبد الله بن عامر [illegible]
ابو عامر المدني ضعیف انتهی قال الذهبي في الکاشف عبد الله بن عامر الاسلمي [illegible] عن الاعرج والزهري
وعنه ابن وهب وابو نعیم ضعف انتهی وقال في الخلاصة عبد الله بن عامر [illegible] ابو عامر المدني القاري احد الضعفاء
عن الاعرج ونافع والزهري وعنه الاوزاعي وابن ابي ذئب وانس بن عیاض انتهی وثانیها عن ابن عباس قوله
واذا قرئ القرآن فاستمعوا له یعني في الصلوة المفروضة اخرجه ابن جریر وابن المنذر والبیهقي في کتاب القراءة
فیه ان من یحتج بهذه الروایة لا بد له من توثیق رواتها کلهم واثبات الاتصال بینهم ودونه خرط القتاد علی انه لیس
في هذه الروایة لفظ نزلت وما یحذو حذوها حتی یحکم علی هذا الحدیث بالمرفوعیة ویحتمل ان یکون هذا القول باجتهاد ابن
عباس رضه وهو لیس من الحجة في شيء ثالثها عن ابن عباس قال صلی النبي صلعم فقرأ قوم خلفه فخلطوا علیه فنزلت
فهذا في المکتوبة اخرجه ابن مردویه والبیهقي في القراءة وابن جریر ولفظه هکذا حدثني المثنی قال ثنا سوید قال
اخبرنا ابن المبارک عن ابن لهیعة عن ابن هبیرة عن ابن عباس انه کان یقول في هذه واذکر ربک في نفسک
تضرعا وخیفة هذا في المکتوبة واما ما کان من قصص او قراءة بعد ذلک فانما هي نافلة ان نبي الله صلی الله علیه

وسلم قرأ في صلاة مكتوبة وقرأ اصحابه وراءه فخلطوا عليه قال فنزل القرآن واذا قرئ القرآ
فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون فهذا في المكتوبة انتهى فيه ان لهيعة بن عقبة احد رواتها مستور
كذا في التقريب على ان في سندها المثنى وسويد والمسمون بهذين الاسمين عدة رجال بعضهم ثقة
وبعضهم ضعيف فلا بد لمن يحتج بها تعيينها وتوثيقها الا ترى الى سويد بن سعيد ابي محمد الهروي قال الذهبي
في ترجمته في الميزان كثير التدليس وروى الترمذي عن البخاري انه ضعيف جدا واما ابن معين
فكذبه واسبه وروى ابن الجوزي عن احمد قال متروك الحديث انتهى والى سويد بن سعيد
الدقاق قال الذهبي لا يكاد يعرف روى عن علي بن عاصم خبرا منكرا قاله ابن الجوزي انتهى وقال
الحافظ في التقريب سويد بن سعيد آخر يقال له الطحان ليس بالحديث انتهى والى سويد بن عبد العزيز
الدمشقي قال الذهبي ليس حديثه بشئ وقال خ في بعض حديثه نظر وقال احمد وغيره ضعيف
وعن احمد ايضا متروك قلت لا ولا كرامة بل هو واه جدا قال النسائي ليس بثقة وقال ابو حاتم
لين انتهى ملخصا على ان هذا الحديث رواه البخاري في جزء القراءة من حديث عبد الله بن مسعود
وليس فيه فنزل القرآن ولفظه هكذا عن عبد الله قال قال النبي صلعم لقوم كانوا يقرؤن القرآن
فيجهرون به خلطتم على القرآن وهكذا اخرجه الطحاوي وحديث ابن عباس فيه نقيض مطلوب الحنفية
فانه يدل على ان آية واذكر ربك في نفسك في المكتوبة كما ان آية واذا قرئ القرآن فيها فعلم
منه ان المؤتم لا بد له من القراءة خلف الامام في نفسه وهذا مضاد لما قاله الحنفية وحديث ابن مسعود
ايضا فيه ما يخالف الحنفية فانه دال على ان النبي صلعم انما انكر على الذين يجهرون خلف الامام لا على
مطلق القارئين رابعها عن محمد بن كعب القرظي قال كان رسول الله صلعم اذا قرأ في الصلوة اجابه
من وراءه اذا قال بسم الله الرحمن الرحيم قالوا مثل ذلك حتى تنقضي الفاتحة والسورة فلبث ما شاء
الله ان يلبث ثم نزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا فقرأ وانصتوا اخرجه سعيد بن منصور وابن ابي
حاتم والبيهقي في القراءة وقد تقدم ان محمد بن كعب القرظي من الطبقة الوسطى من التابعين
فكان هذا الحديث مرسلا وهو ليس من الحجة في شئ على انه لا بد لمن يحتج به من توثيق رجاله واثبات
اتصال سنده وخامسها عن مجاهد قال قرأ رجل خلف النبي صلعم في الصلوة فنزلت واذا قرئ
القرآن فاستمعوا له وانصتوا اخرجه عبد بن حميد وابن ابي حاتم والبيهقي فيه ايضا من الكلام مثل ما في
حديث محمد بن كعب وسادسها عن عبد الله بن مغفل انه سئل اكل من سمع القرآن وجب
الاستماع قال لما نزلت هذه الآية فاستمعوا له وانصتوا في قراءة الامام اذا قرأ الامام .

فاستمع وانصت اخرجه ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیهقی فی القراءة قال الزیلعی فی
نصب الرایة اخرجه ابن مردویه فی تفسیره عن موسی بن عبد الرحمن المسروقی ثنا ابو اسامة عن
سفیان عن ابی المقدام هشام بن زیاد عن معاویة بن قرة قال سالت بعض اشیاخنا من اصحاب
رسول الله صلعم قال المسروقی احسبه قال عبد الله بن مغفل الحدیث فیه ان فی سنده هشام بن زیاد
وهو متروک قاله الحافظ فی التقریب قال الذهبی فی المیزان ضعفه احمد وغیره وقال النسائی متروک
وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات وقال ابو داؤد وکان غیر ثقة وقال البخاری
یتکلمون فیه انتهی علی ان سائر رواتها لابد لمن یحتج بها ان یوثقهم ویثبت اتصال السند وسابعها
عن ابن مسعود انه صلی باصحابه فسمع ناسا یقرءون خلفه فلما انصرف قال اما آن لکم ان تفقهوا
ان تعقلوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له اخرجه عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
والبیهقی سنده فی تفسیر جریر هکذا حدثنا ابو کریب قال ثنا المحاربی عن داؤد بن ابی هند عن
بشیر بن جابر قال صلی ابن مسعود الحدیث فی سنده المحاربی وهو مدلس منکر الحدیث قال الذ
هبی فی المیزان قال ابن معین یروی المناکیر عن المجهولین وقال ابو حاتم صدوق یروی عن
المجهولین احادیث منکرة فیفسد حدیثه بذلک وقال عبد الله بن احمد بن حنبل عن ابیه ان
المحاربی کان یدلس انتهی قال الحافظ فی مقدمة الفتح یروی عن المجهولین احادیث منکرة
فیفسد حدیثه وقال عثمان الدارمی لیس بذاک وقال عبد الله بن احمد عن ابیه بلغنا انه کان
یدلس وقال الباجی صدوق یهم انتهی وفیه داود بن ابی هند وکان یهم باخرة کذا فی التقریب
وسائر رواتها لابد لمن یحتج بها ان یعلیهم ویوثقهم ویثبت اتصال السند وثامنها عن الزهری قال
نزلت هذه الآیة فی فتی من الانصار کان رسول الله صلعم کلما قرأ شیئا قرأ فنزلت واذا قرئ
القرآن فاستمعوا له اخرجه ابن جریر والبیهقی فی القراءة وسنده فی تفسیر ابن جریر هکذا حدثنی
ابو السائب قال ثنا حفص عن اشعث عن الزهری فیه ان الزهری من الطبقة الرابعة حدیثه
مرسل فلا یحتج به علی ان من یحتج به لابد له من توثیق الرواة کلهم واثبات اتصال السند وتاسعها
عن ابی العالیة ان النبی صلعم کان اذا صلی باصحابه فقرأ قرأ اصحابه فنزلت هذه الآیة فسکت
القوم وقرأ النبی صلعم اخرجه عبد بن حمید وابو الشیخ والبیهقی فی القراءة فیه ان ابا العالیة من
التابعین حدیثه مرسل فلا یحتج به علی ان من یحتج به فلابد له من بیان سنده وتوثیق رجاله
واتصال السند وعاشرها عن ابراهیم قال کان النبی صلعم یقرأ فنزلت واذا قرئ القرآن

الآية اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف فيه ان ابراهيم هذا لعله هو ابراهيم بن يزيد بن قيس
بن الاسود النخعي وهو من صغار التابعين فيكون هذا الحديث مرسلا على ان من يستدل به عليه ان
يبين رواتها كلهم ويوثقهم ويثبت اتصال السند وحادي عشرتها عن ابن عمر قال كانت بنو
اسرائيل اذا قرأت ائمتهم جاوبوهم فكره الله ذلك لهذه الامة فقال واذا قرئ القرآن
الآية اخرجها ابو الشيخ فيه انه لابد من بيان سندها وتوثيق رجاله واثبات اتصال السند اذا
علمت هذا فقد عرفت ان الروايات التي تدل على ان الآية نزلت في القراءة خلف الامام
كلها مخدوشة لا تصلح للاحتجاج والقول بانه منقول عن الائمة الثقات وكذا القول بانه قول
جمهور الصحابة كما ذكرهما المولوي عبد الحي المرحوم ان اريد بهما ان القول بان الآية نزلت في القراءة
خلف الامام منقول عن الائمة وهو قول جمهور الصحابة ففيه ان هذه الدعوى من غير بيان اسانيد
صحيحة او حسنة متصلة الى الائمة وجمهور الصحابة لا تقبل عند اهل التحقيق على انه لو ثبت هذا
القول عن الائمة باسانيد يعتمد عليها لا يجدي شيئا اذ ان قول غير الصحابي بانها نزلت في
كذا ليس من المرفوع في شيء واما قول الصحابي بانها نزلت في كذا فمرفوع حكما البتة لكنه
داخل في الروايات وقد عرفت ان الروايات في هذا الباب كلها مخدوشة وان اريد بهما ان
القول بان معنى الآية وتاويلها ان الاستماع والانصات واجب على المؤتم خلف الامام
من غير نظر الى نزولها ففيه انه لابد حينئذ ايضا من ذكر اسانيد قابلة للاحتجاج الى الائمة والصحابة
ووجود شرط الانتقاد على انه حينئذ يكون رايا محضا وهو ليس من الحجة في شيء فظهر من ههنا ان قول
المولوي عبد الحي المرحوم في ترجيح ما اختاره الفخر الرازي من انه وان كان في الظاهر تاويلا
لا بقاء له الا انه ليس بمنقول عن ائمة السابقين وكذا قوله في ترجيح القول الثاني من انه ليست
فيه خدشة وانه منقول عن الائمة الثقات وانه قول جمهور الصحابة قول باطل لا يغني من
الحق شيئا لان الروايات في شان نزولها كلها ضعيفة ليست صالحة للاحتجاج ومن ثم لم يخرجها
الشيخان ولا احد من اصحاب السنن ولا احد من الملتزمين في كتابه الصحة كابن خزيمة وابن
حبان والحاكم وغيرهم ولا الامام احمد في مسنده فترجيح قول من الاقوال من حيث الرواية
لا ينبغي واما الترجيح من حيث انه منقول عن الائمة وانه قول جمهور الصحابة فقد عرفت بطلانه
ايضا فلم يبق الا العقل واللغة والمحاورة والسياق واستقامة النظم وحصول الترتيب
الحسن المفيد وما يحذو حذوها ولا ريب ان شيئا مما ذكر لا يرد ما اختاره الفخر الرازي فلا شك

انہ قول حسن مناسب قولہ والارتباط لہذہ الآیۃ بما قبلہا لا یتوقف علی جعل الخطاب فیہ للکفار
اقول بعد تسلیم ان الارتباط لا یتوقف علی جعل الخطاب فیہ للکفار یقال ان الارتباط الذی یحصل
علی تقدیر جعل الخطاب للکفار اقوی واحسن من الارتباط الذی یحصل علی تقدیر جعل الخطاب
للمؤمنین سیما اذا قیل ان المراد منہا قراءۃ الماموم خلف الامام فان ما قبل ہذہ الآیۃ فی ہذا
الرکوع ضمائر کثیرۃ للکفار بعضہا للغیبۃ وبعضہا للخطاب منہا فی عما یشرکون ومنہا فی ولیشرکون
ومنہا فی ان تدعوا ومنہا لا یتبعوکم ومنہا فی علیکم ومنہا فی ادعوتموہم ومنہا فی انتم صامتون ومنہا
فی تدعون ومنہا فی امثالکم ومنہا فی فادعوا ومنہا فی لکم ومنہا فی کنتم ومنہا فی ادعوا ومنہا فی شرکاءکم
ومنہا کیدون ومنہا فی لا تنظرون ومنہا فی تدعون ومنہا فی نصرکم ومنہا فی ان تدعوہم ومنہا
اخوانہم ومنہا فی یمدونہم ومنہا فی لم تاتہم ومنہا قالوا فتلک ثلثۃ وعشرون ضمائر کلہا للکفار غیر اربعۃ
ضمائر فی قولہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طٰئف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون فالا
ظہر ان یکون ضمائر ربکم و فاستمعوا وانصتوا ایضاً للکفار فیکون الخطاب للکفار واما قراءۃ الماموم
خلف الامام فلیس لہا اثر فیما تقدم اصلاً فانقیل لما قال اللہ تعالیٰ منظہر العظمۃ ما یوحی ہذا بصائر
من ربکم وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون والبصیرۃ لا تحصل الا مع التدبر امر المؤمنین بالاستماع
والانصات اذا قری القرآن لیحصل التدبر الذی تتوقف علیہ البصیرۃ وہذا الامر بعمومہ واطلاقہ
شامل للماموم ایضاً فکون القرآن بصیرۃ للمؤمن کاف لحصول ارتباط ہذہ الآیۃ بما قبلہا اذ
المقصود من ہذہ الآیۃ الامر للمؤمنین بالاستماع والانصات وقت قراءۃ القراءۃ سواء کان ذلک
المؤمن ماموما وغیرہ ولا حاجۃ الی ذکر قراءۃ الماموم خلف الامام فیما قبل نعم لو کان المقصود من
الآیۃ امر المؤمنین بالاستماع والانصات خاصۃ لکان لذکر الماموم وقراءتہ خلف الامام ومناسبۃ
فیما قبل ضرورۃ لتحصیل الارتباط یقال حینئذ کان الکافی ان یقال واذا قرأتم القرآن فتدبروا
فان المؤمن یمکن لہ تحصیل البصیرۃ بالقراءۃ مع التدبر بخلاف الکافر فانہ لا یقرء القرآن فاذا
عدل اللہ تعالیٰ عن ہذا اللفظ الظاہر الی قولہ واذا قری کان ذلک دلیلا علی ان المخاطب
فی ہذہ الآیۃ من لا یقرء القرآن وہم الکفار والعذر بانہ کان حصول البصیرۃ بالقراءۃ مع التدبر
ظاہرا ذکر تعالیٰ النوع الآخر کما قالہ المولوی عبد الحی المرحوم بارد فان ظہور حصول البصیرۃ بالقراءۃ
مع التدبر اولی بان یامر اللہ تعالیٰ المؤمنین بالقراءۃ مع التدبر علی ان التعلیل بانکم ان لم
تستمعوہ ولم تنصتوا فات منکم التدبر والتفکر فلا یحصل البصیرۃ والہدایۃ الذی ہو مقتضی لفظ

لعل الواقع فی التنزیل لا یستقیم علی تقدیر الخطاب للمؤمنین لان المؤمنین لهم ان یقولوا عندنا لحصول البصیرة طریق آخر اظهر واولی من الاستماع والانصات وهی القراءة مع التدبر فای حاجة لنا الی الاستماع والانصات بخلاف ما اذا کان الخطاب للکفار یستقیم التعلیل المذکور فانهم لا طریق لهم لحصول البصیرة الا الاستماع والانصات قوله علی تقدیر حمله علیه لا ینقطع النظم ولا یفسد الترتیب بل یوجد ارتباطه بما قبله بوجه لطیف اقول بعد تسلیم عدم انقطاع النظم ووجود الارتباط علی هذا التقدیر الارتباط الذی یحصل علی تقدیر جعل الخطاب للکفار احسن والطف منه قوله فاسد لوجود المناسبة التامة علی هذا التقدیر ایضا اقول بعد تسلیم المناسبة التامة علی هذا التقدیر لا وجه لترجیح القول الثانی فان الوجوه الثلثة التی ذکرها المعترض قد ابطلت باحسن وجه قوله غیر مناسب لانه لما حکی عنهم ذلک امر نبیه بجوابه وتم الکلام معهم ثم لما ذکر ان القرآن بصائر وهدی ورحمة للمؤمنین ناسب ان یامرهم بالسکوت واستماعه لتدبروا ما فیه ویحیطوا بمعانیه فیکون لهم بصیرة وهدایة اقول هذا الکلام باطل قطعا ودال علی ان المعترض علی الامام ما دری مطلبه فان المراد بذلک فی قوله قلما حکی عنهم ذلک ناسب قولهم لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون لا قولهم لولا اجتبیتها وما علم بنیه الجواب عنه فی قوله قل قال انما اتبع ما یوحی الی من ربی هو قولهم لولا اجتبیتها لا قولهم لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا والمعترض عکس القضیة وقلب الموضوع فانه قال فی تعلیل قوله غیر مناسب لانه لما حکی عنهم ذلک امر نبیه بجوابه وتم الکلام معهم علی ان قوله تعالی هذا بصائر من ربکم وهدی ورحمة لقوم یؤمنون الخطاب فیه الی الکفار او المؤمنین والثانی باطل والا کان المناسب علی هذا ان یقال هذا بصائر من ربکم وهدی ورحمة لکم فلا بد لوضع المظهر موضع المضمر للالتفات من الخطاب الی الغیبة من بیان فائدة جدیدة فتعین الاول وقد نص علیه المعترض ایضا حیث قال وانتم ایها الکفار صم بکم عمی لا ترجعون ولا تؤمنون فکیف یکون هدایة ورحمة لکم ویحصل الاستقلال لکم فان هنتم صار لکم هدایة ورحمة انتهی واذا کان الخطاب فیه الی الکفار ناسب ان یامرهم بالاستماع والسکوت حتی یمکنهم الوقوف علی ما فی القرآن من الوجوه الکثیرة البالغة الی حد الاعجاز واما المؤمنون فالبصیرة والهدایة والرحمة حاصلة لهم فامرهم بالاستماع والسکوت تحصیل للحاصل ولا فائدة فیه بل هو محال عقلا فان الحصول هو الوجود والشیء الواحد لا یمکن ان یکون موجودا بوجودین او وجودات فهذا القول اول دلیل علی سوء فهم المعترض وکلام الامام سالم من الخدشة قوله

فعجیب منه جدا فقد صرح جمع من الثقات ومنهم الفخر ایضًا ان لعل فی کلام الله تعالی لا یکون للترجی
بل یکون علی سبیل الجزم فلا ینافی ایراد لعلکم ترحمون قوله ورحمة لقوم یؤمنون اقول هذا
اعجب وابطل من القول الاول لان مناط المنافاة لیس کون لعل للترجی کما فهم المعترض
بل المنافاة حاصلة علی تقدیر کون لعل للتعلیل ایضا بیانه ان مفاد قوله تعالی هذه بصائر من
ربکم وهدی ورحمة لقوم یؤمنون ان هذه الامور حاصلة للمؤمنین فی الحال ومفاد قوله تعالی
لعلکم ترحمون علی تقدیر الخطاب للمؤمنین ان الرحمة تحصل لهم فی الزمان المستقبل ابعد الاستماع
والانصات لانها فی هذه الآیة معللة بهما فتوجد بعدهما ضرورة تاخر المعلول عن العلة والاستماع
والانصات لم یوجدا وقت نزول الآیة والا فای حاجة الی الامر بهما فلم توجد الرحمة بها ضرورة
استلزام عدم العلة عدم المعلول ولا ریب ان کلا المفادین متنافیان ثم بعد هذا القول ذکر
المعترض عبارات الاتقان لبیان معنی لعل ثم قال فیمکن ان یکون لعل الواقع فی الآیة التی
نحن فیها بمعنی کے لا للترجی او للتعلیل او للترجی لا بالنسبة الیه تعالی بل بالنسبة الیهم فافهم
فانه من سوانح الوقت انتهی اقول بحول الله تعالی هذا تطویل لا طائل تحته لا عبارات المنقولة
غیر ضارة للامام ولا نافعة للمعترض والمعترض قد اخطأ فی هذا القول خطاء بینا فانه زعم ان
لعل بمعنی کے ولعل للتعلیل متغایران کما یدل علیه العطف باو مع انه شئ واحد اما تری ان العبارة
التی فیها ذکر لعل للتعلیل لیس فیها ذکر لعل بمعنی کے والعبارة التی فیها ذکر لعل بمعنی کے لیس فیها
ذکر لعل للتعلیل فافهم فانه غلط واضح یتعجب منه الطلبة فضلا عن العلماء الکملة — دوسری دلیل
علماء حنفیہ کی حدیث عمران بن حصین سے ہے قال صلی بنا رسول الله صلعم صلوٰة الظهر او العصر
فقال ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الاعلی فقال رجل انا ولم ارد بها الا الخیر قال قد علمت ان
بعضکم خالجنیها اخرجه مسلم بثلاث طرق واخرجه ابو داؤد من طریق شعبة وقال قال ابو داود وقال
ابو الولید فی حدیثه قال شعبة فقلت لقتادة الیس قول سعید انصت للقرآن قال ذاک اذا
جهر به وقال ابن کثیر فی حدیثه قال قلت لقتادة کانه کرهه قال لو کرهه نهی عنه انتہے جواب اس کا
یہ ہے کہ اس حدیث میں نہی عن القراءة خلف الامام نہیں ہے صرف مخالجت پر انکار ہے
پس ایسی قراءۃ چاہیے جس میں مخالجت ہو اس کا جواب علماء حنفیہ نے دو طرح پر دیا ہے
اوّل یہ کہ دارقطنی نے اپنے سنن میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اُس میں فنہاہم عن القراءة
خلف الامام موجود ہے وزیادة الثقة مقبولة پس نہی عن القراءة خلف الامام اس حدیث سے

ثابت ہوئی دوم یہ کہ نہی اس حدیث میں اگرچہ صریحاً نہیں ہے مگر بضرورۃ مفہوم ہے کیونکہ معلوم ہے کہ مخالجہ ومخالطت ومنازعۃ قرآن میں منہی عنہ ہے پس جو چیزان کی طرف موؤی ہے وہ بھی منہی عنہ ہوئی اور وہ قراءۃ خلف الامام ہے۔ اول جواب مخدوش ہے بدو وجہ اول یہ کہ اس زیادۃ کے ساتھ حجاج منفرد ہے اور اُس کے ساتھ احتجاج درست نہیں ہے۔ سنن دارقطنی میں ہے ولم یقل ہکذا الا حجاج بن ارطاۃ القضیہ یعنی فی حدیثہ وکان یقول اہلکنی حب الشرف وکان یرسل عن یحیی بن ابی کثیر فانہ لم یسمع منہ وعیب علیہ التدلیس قال ابن معین لیس بالقوی وہو صدوق یدلس قال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی وغیرہ لا یحتج بہ قال حجاج لا تتم مروۃ الرجل حتی یترک الصلوۃ فی الجماعۃ قلت قبح اللہ ہذہ المروۃ وقال الاصمعی اول من ارتشی بالبصرۃ من القضاۃ حجاج بن ارطاۃ وقال یوسف بن واقد رایت الحجاج بن ارطاۃ علیہ سواد مخضوب بسواد وقال احمد کان حجاج یدلس ترکہ ابن المبارک ویحیی القطان وابن مہدی وابن معین واحمد قال النسائی ذکر المدلسین الحجاج بن ارطاۃ والحسن وقتادۃ و حمید ویونس بن عبید وسلیمان التیمی ویحیی بن ابی کثیر وابو اسحق والحکم واسمعیل بن ابی خالد ومغیرۃ وابو الزبیر وابن ابی نجیح وابن جریج وسعید بن ابی عروبۃ وہشیم وابن علیۃ قلت والاعمش والولید بن مسلم وبقیۃ وآخرون انتہی ملخصا دوم یہ کہ روایت صحیحہ مسلم تکذیب اس روایت کی موجود ہے زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں قال البیہقی فی المعرفۃ وقد رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث شعبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بہ ان النبی صلعم صلی باصحابہ الظہر فقال ایکم قرء بسبح اسم ربک الاعلیٰ فقال رجل انا فقال علیہ السلام قد عرفت ان رجلا خالجنیہا قال شعبۃ فقلت لقتادۃ کانہ کرہہ فقال لو کرہہ لنہی عنہ قال البیہقی معنی سوال شعبۃ وجواب قتادۃ فی ہذہ الروایۃ الصحیحۃ تکذیب من قلب الحدیث وزاد فیہ فنہی عن القراءۃ خلف الامام انتہی میں کہتا ہوں۔ کہ اس سوال وجواب کا ذکر روایت صحیح مسلم میں نہیں ہے ہاں سنن ابی داود میں موجود ہے عبارت اس کی یہ ہے قال ابو داود وقال ابو الولید فی حدیثہ قال شعبۃ فقلت لقتادۃ الیس قول سعید انصت للقرآن قال ذاک اذا جہر وقال ابن کثیر فی حدیثہ قال قلت لقتادۃ کانہ کرہہ قال لو کرہہ نہی عنہ انتہی۔ اور رجال اس کے سب رجال شیخین ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب حنفی مرحوم نے اس زیادت کو نہیں مانا اور علی تقدیر التسلیم یہی جواب دیا ہے غیث الغمام میں ہے ولا یخفی ان زیادۃ الثقۃ انما تکون مقبولۃ اذا لم یوجد ما یکذبہا من طریق اوثق وہہنا قد وجد ذلک

عن قتادة حیث قال حین قال شعبتہ لہ کانہ کرہہ لو کرہہ لنہی عنہ فہذا صریح فی ان قتادۃ لم یکن
عندہ فی ہذا الحدیث النہی اور امام الکلام میں ہے ولو سلم ثبوت ہذہ الزیادۃ فنقول ہذہ الروایۃ
وکذا الحدیث الثالث یمکن ان یحمل علی قرأۃ السورۃ خلف الامام کما یشہد بہ مورد ہا لا علی قرأۃ
السورۃ والفاتحہ کلیہما علی انہ لو سلم اطلاق القراءۃ النہی عنہا فی نحو ہذین الحدیثین فلا یخفی انہ واقعۃ
حال وقد تقرر فی موضعہ انہ لا عموم لہا انتہی - اور جواب ثانی مخدوش ہے بدیں وجہ کہ مخالفت
تو جہر بالقراءۃ کے وقت پائی جاوے گی نہ وقت اسرار بالقراءۃ کے پس اس حدیث سے نہی
جہر خلف الامام کی ثابت ہوئی نہ مطلق قراءۃ خلف الامام کی اسی لئے صحیح مسلم میں اس تحدیث
کے لئے یہ باب باندھا گیا ہے باب نہی المأموم عن جہرہ بالقراءۃ خلف امامہ اور سنن ابوداؤد
میں اس کے لئے یہ باب عقد کیا گیا ہے باب من رأی القراءۃ اذا لم یجہر لو دی اس کی شرح
میں لکھتے ہیں ومعنی ہذا الکلام الانکار علیہ والانکار فی جہرہ ورفع صوتہ بحیث اسمع غیرہ لا
عن اصل القراءۃ بل فیہ انہم کانوا یقرؤن بالسورۃ فی الصلوۃ السریۃ انتہی مولوی عبدالحی
صاحب مرحوم نے اس خدشہ کا یہ جواب دیا ہے امام الکلام میں ہے قلت نعم ولکن قد یؤدی
الاسرار بالقراءۃ ایضاً الی ذالک فنہی عنہ انتہی غیث الغمام میں ہے والی ہذا یشیر کلام عین
اعیان فی رسالۃ تدوین مذہب عمر بن الخطاب المندرجۃ فی کتابہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ
الخلفاء انتہی میں کہتا ہوں کہ ہاں کبھی اسرار بالقراءۃ بھی موذی طرف مخالجت کے ہوتا ہے
ایسا اسرار بالقراءۃ بھی منہی عنہ ہے مگر اس سے نہی عن المطلق قراءۃ سے ثابت نہیں ہوتی
ہے جو مطلوب حنفیہ کا ہے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے حیث قال والجمع ان القبیح فی الاصل ان ینازع الامام فی القرآن وقراءۃ المأموم
قد یفضی الی ذلک ثم ان اشتغال المأموم بمناجاۃ ربہ مطلوب فتعارضت مصلحۃ ومفسدۃ
فمن استطاع ان یاتی بالمصلحۃ بحیث لا تخدشہا مفسدۃ فلیفعل ومن خاف المفسدۃ ترک انتہی
تیسری دلیل علماء حنفیہ کی حدیث منازعۃ ہے اس حدیث کو امام مالک نے اپنی موطا میں اور
ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا ہے لفظ موطا کا یہ ہے مالک
عن الزہری عن ابن اکیمۃ اللیثی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم انصرف من صلوۃ جہر
فیہا بالقراءۃ فقال ہل قرأ معی منکم من احد فقال رجل انا یا رسول اللہ فقال انی اقول مالی
انازع القرآن فانتہی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلعم فی ما جہر بہ من الصلوۃ حین سمعوا

ذلک انتہی اس دلیل میں کلام ہے بچند وجوہ ۔ اول یہ کہ اس حدیث کا مدار ابن اکیمہ لیثی پر ہے اور اس سے سوائے زہری کے کسی نے روایت نہیں کی اور وہ مشہور بالنقل نہیں ہے بلکہ وہ مجہول ہے۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں ان ابابکر البزار قال ابن اکیمۃ لیس مشہورا بالنقل ولم یحدث عنہ الا الزہری وقال الحمیدی ہو رجل مجہول وکذا قال البیہقی وقال اختلفوا فی اسمہ فقیل عمارۃ وقیل عمار وقال ابن حبان فی الثقات یشبہ ان یکون المحفوظ ان اسمہ عمار انتہی ومن ثم قال النووی بعد نقل تحسین الترمذی حدیثہ ہذا انکر الائمۃ علی تحسینہ واتفقوا علی ضعف ہذا الحدیث لان ابن اکیمۃ مجہول انتہی واخرج الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ بسندہ عن الحمیدی انہ قال ان قال قائل من یری ان لا یقرء خلف الامام فیما یجہر بہ ان الزہری حدث عن ابن اکیمۃ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلعم قال مالی انازع القرآن فانتہی الناس الحدیث قلنا ہذا حدیث رواہ مجہول لم یرو عنہ غیرہ انتہی ذہبی میزان میں لکھتے عمارۃ بن اکیمہ اللیثی ثم الجندعی وقیل عمار وقیل عمرو وقیل عامر سمع ابا ہریرۃ ما روی عنہ سوی الزہری وقال الذہلی المحفوظ عندنا انہ عمارۃ وہو جد شیخ مالک عمرو بن مسلم اللیثی قال ابوحاتم صحیح الاسناد وقال ابن سعد منہم من لا یحتج بہ یقول شیخ مجہول انتہی تقریب میں ہے ثقہ من الثالثۃ خلاصہ میں ہے قال ابوحاتم صالح الحدیث حاشیہ خلاصہ میں ہے لفظ التہذیب صحیح الحدیث انتہی حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں قال ابن ابی حاتم صالح الحدیث مقبول وقال ابن خزیمۃ قال انا محمد بن یحیی الذہلی ابن اکیمہ ہو عمارۃ ویقال عامر والمحفوظ عندنا عمارۃ وہو جد عمرو بن مسلم الذی روی عنہ مالک بن انس ومحمد بن عمرو بن علقمۃ حدیث ام سلمۃ اذا دخل العشر قلت قال ابن عبدالبر فی باب من لم یشتہر عنہ الروایۃ واحتملت روایتہ لروایات الثقات عنہ ابن اکیمۃ اللیثی المدنی قال یحیی بن معین کفاک قول الزہری سمعت ابن اکیمۃ یحدث سعید بن المسیب وقد روی عنہ غیر الزہری محمد بن عمرو روی الزہری عنہ حدیثین احدہما فی القراءۃ خلف الامام وہو مشہور بہ والآخر فی المغازی انتہی کانہ یشیر الی حدیثہ عن ابن اخی ابی رہم واما قولہ ان محمد بن عمرو فغلط وقد وضح من کلام الذہلی کما تقدم وذکرہ مسلم وغیر واحد فی الوحدان وقالوا لم یرو عنہ غیر الزہری وقال الدوری عن یحیی بن سعید عمرو بن اکیمۃ ثقۃ وقال یعقوب بن سفیان ہو من مشاہیر التابعین بالمدینۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہی ملخصا اور استذکار میں ہے قال ابن شہاب کان ابن اکیمۃ یحدث فی مجلس سعید بن المسیب ویصغی الی حدیثہ وحسبک

بهذا افخرا و ثنا را نتہی ان عبارات سے چند امور ظاہر ہوئے اوّل یہ کہ عمارہ ابن اکیمہ کے مجہول العین ہونے میں شک نہیں ہے سوائے زہری کے کسی نے اس سے روایت نہیں کی اور جس نے یہ کہا کہ محمد بن عمرو نے بھی اس سے روایت کی ہے یہ خطا ہے۔ دوم یہ کہ یہ راوی مختلف فیہ ہے ابو بکر بزار و حمیدی و بیہقی و حازمی و نووی نے اس کو مجہول کہا ہے اور ابو حاتم و یحییٰ بن معین و یحییٰ بن سعید و یعقوب بن سفیان و ابن حبان و زہری و حافظ ابن حجر وغیرہم نے اس کی توثیق کی ہے سیوم یہ کہ اس حدیث کی تحسین و تصحیح بھی مختلف فیہ ہے ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے اور ان دونوں کا تساہل تحسین و تصحیح میں مشہور ہے جب تک کوئی دوسرا اُن کی موافقت نکرے اُس وقت تک ان کی تحسین و تصحیح قابل اعتبار نہیں ہے اور اس حدیث کی تحسین ان دونوں کے غیر سے منقول نہیں ہے اور حمیدی و بیہقی وغیرہما نے اُس کو ضعیف کہا ہے نووی نے اس کے ضعف پر اتفاق نقل کیا ہے اُس پر مُلا علی قاری و مولوی عبد الحی نے کہا ہے کہ قول نووی غیر صحیح ہے اور دعوی اتفاق مردود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نووی کا دعوی اتفاق بدیں معنی ہے کہ صرف ترمذی و ابن حبان نے تحسین و تصحیح کی ہے اور انکا تساہل مشہور ہے اس لئے ان کی تحسین و تصحیح کا اعتبار نہیں جب تک کوئی دوسرا محدث ان کی موافقت نکرے اور یہاں موافقت مفقود ہے پس یہ تحسین و تصحیح کان لم یکن ہوئی پس دعوی اتفاق مردود نہوا اور علی سبیل التنزل یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر تحسین و تصحیح اس حدیث کی تسلیم کر لیجاوے تو بمقابلہ حدیث علاء عن السائب عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول من صلے صلاۃ لم یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج ہی خداج ہی خداج الحدیث جس میں قول ابو ہریرہؓ یا فارسی اقرء بہا فی نفسک موجود ہے جس کو مسلم اپنے صحیح میں لائے ہیں اور اس حدیث کو حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنابلہ سب نے قبول کیا ہے مرجوح ہے اور حدیث علاء راجح و اقوی و اصح ہے پس ابو ہریرہ کی ان دو روایتوں میں یا تو جمع و توفیق کی جاوے یا ایک کو ترجیح دیجاوے یا اگر تقدم و تاخر ثابت ہو تو متاخر کو ناسخ کہا جاوے اور مقدم کو منسوخ اور سب تقدیرات پر اس حدیث سے مدعی حنفیہ کا حاصل نہیں ہوتا ہے اما بر تقدیر جمع پس اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ مراد فانتہی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلعم فی ما جہر بہ من الصلوۃ حین سمعوا ذلک سے نہتا عن قراءۃ غیر الفاتحہ ہوا اور حدیث علاء اس عموم و اطلاق کی مخصص واقع ہوئی ہو اما بر تقدیر

ترجیح پس اس لئے کہ ابھی ثابت ہوا کہ ارجح و اقوی و اصح حدیث علاء ہے اور حدیث علاء حنفیہ کے لئے مضر ہے واما بتقدیر نسخ پس اس لئے کہ حدیث علاء کو ناسخ کہا جائے گا کیونکہ بعد وفات آنحضرت صلعم کے ابوہریرہ نے اس کے موافق فتوے دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث متاخر ہے پس حدیث ابن اکیمہ اس وقت بوجہ منسوخ ہونے کے کان لم یکن ہوگئی پس استدلال اُس کے ساتھ جایز نہوا اگر کہا جاوے کہ ہم شق جمع اختیار کرتے ہیں اور وہ منحصر اُس میں نہیں ہے جو تم نے کہا بلکہ اور صورتیں بھی جمع کی ہیں جیساکہ مولوی عبدالحی مرحوم امام الکلام میں لکھتے ہیں ومن المعلوم ان الجمع فیما نحن فیہ بین قول ابی ہریرۃ اقراء بہا فی نفسک یا فارسی وبین انتہی الناس عن القراءۃ خلف رسول اللہ صلعم فی مایجہر بہ ممکن بان یقال الانتہاء مقتصر علی الجہریۃ کما ہو المفہوم من ظاہر التقیید والحکم بالقراءۃ فی نفسہ مقتصر علی السریۃ او بان یقال انتہاء کان بالجہریۃ عند قراءۃ الامام مطلقا والامر بالقراءۃ فی نفسہ فی السریۃ وفی الجہریۃ عند سکتات الامام لا مطلقا انتہی تو کہا جاوے گا کہ حنفیہ اس مقام پر مدعی ہیں اور اہلحدیث مانع پس اہل حدیث کے لئے مجرد امنع کافی ہے بخلاف حنفیہ کے کہ اُن کے لئے اس مقام پر مجرد ابداء احتمال کافی نہیں بلکہ جو احتمال وہ پیدا کریں اُس کا اثبات اُن کے ذمہ ہے

علاوہ اس کے دونوں احتمال جو مولوی عبدالحی صاحب نے ذکر کئے ہیں وہ جمہور حنفیہ کے مخالف ہیں وہ صرف امام محمد کی روایت پر مبنی ہیں علاوہ اِس کے ان دونوں احتمالوں کو رد کرتی ہے روایت بخاری کی جزء القراءۃ میں جس میں یہ لفظ ہے قلت یا ابا ہریرۃ کیف اصنع اذا کنت مع الامام وہو یجہر بالقراءۃ قال ویلک یا فارسی اقرء بہا فی نفسک الحدیث اور نیز بعد تسلیم حسن و صحت حدیث ابن اکیمہ کے کہا جائے گا کہ اس کی معارض وہ حدیث ابوہریرۃ ہے جس کے ظاہر کا مقتضی یہ ہے کہ اقراء فی نفسک قول رسول اللہ صلعم کا ہے اِس حدیث کو ابن حبان و ابن خزیمہ اپنے اپنے صحیح میں لائے ہیں کما تقدم اور نیز وہ حدیث ابوہریرہ ہے جس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لفظ اُس کا یہ ہے عن ابی ہریرۃ قال صلے لنا رسول اللہ صلعم ثم اقبل علینا بوجہہ قال اتقرؤن خلف الامام فقلنا ان فینا من یقرء قال فبفاتحۃ الکتاب اِس حدیث کو ربیع بن بدر نے اِس طرح پر روایت کیا ہے ثنا الربیع بن بدر عن ایوب السختیانی عن الاعرج عن ابی ہریرۃ اور سلام ابوالمنذر نے اِس طرح پر روایت کیا ہے عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابی ہریرۃ اور راول کی نسبت دارقطنی نے کہا ضعیف اور دوسری کی نسبت

کہا لا یثبت میں کہتا ہوں کہ دوسری روایت ابن اکیمہ کی روایت سے اضعف نہیں ہے
کیونکہ جیساکہ ابن اکیمہ کی توثیق ابوحاتم وغیرہ نے کی ہے سلام ابوالمنذر کی بھی توثیق ابوحاتم
وغیرہ نے کی ہے میزان میں ہے قال ابن معین لاباس بہ وقال ابوحاتم صدوق صالح الحدیث
انتہے تقریب میں ہے صدوق یہم کاشف میں ہے قال ابوحاتم صالح الحدیث خلاصہ میں ہے
قال ابن معین لاباس بہ اور نیز وہ احادیث عبادہ بن الصامت وعمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ ومحمد بن ابی عائشہ عمن شہد ذاک وابی قلابہ عن انس وغیرہم جن میں تصریح سورۂ
فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ہے سب معارض ہیں حدیث ابن اکیمہ کی پس ایک جم غفیر احادیث
صحیحہ کے مقابلہ میں اس حدیث مختلف فیہ کی مثال نہیں ہے مگر جیساکہ فرمایا نبی صلعم نے واللہ
ما الدنیا فی الآخرۃ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر بما ترجع اگر کہا جاوے کہ حنفیہ کی
طرف بھی احادیث کثیرہ ہیں پس حدیث ابن اکیمہ کے ساتھ اگر وہ ضم کیجاویں تو ادھر بھی ایک
جم غفیر پیدا ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اکثر اُن میں کی ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں اکثر
اُن کی مطلوب پر دلالت کرنے سے قاصر ہیں اور جو دلالت بھی کرتے ہیں تو عموماً یا خصوصاً
اُن میں سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے سے نہی نہیں ہے قد اعترف بہ المنصفون من الحنفیۃ
کمولوی عبدالحی لکھنوی وغیرہ وجہ دوم یہ کہ جملہ وانتہی الناس اس حدیث میں مدرج
ہے وہ کلام زہری کا ہے حافظ تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں وقولہ فانتہی الناس الخ مدرج
فی الخبر من کلام الزہری بینہ الخطیب واتفق علیہ البخاری وابوداود ویعقوب بن ابی
شیبۃ والذہلی والخطابی وغیرہم انتہی اس وجہ کا جواب مولوی عبدالحی صاحب نے اس
عبارت سے دیا ہے وجوابہ ان ہذا اختلاف لایقدح فی اصل المرام لان ہذا الکلام سواء
کان من کلام ابی ہریرۃ او من کلام الزہری او غیرہما یدل قطعا علی ان الصحابۃ ترکوا
القراءۃ خلف رسول اللہ صلعم فی ما یجہر فیہ وہذا کاف للاستناد بہ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب
سوء فہم مجیب پر دلالت کرتا ہے مطلب اس وجہ کا یہ ہے کہ اگر یہ کلام ابوہریرہ رض کا ہوتا
تو حدیث میں داخل ہوتا کیونکہ انہوں نے مشاہدہ اس واقعہ کا کیا تھا اور جبکہ یہ کلام
ابوہریرہ کا نہیں ہے بلکہ زہری کا ہے اور زہری قطعاً اس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے
تو وہ بغیر اس کے کسی صحابی سے بواسطہ یا بلا واسطہ روایت کریں جو اس واقعہ کے وقت
موجود تھا کس طرح یہ بات کہہ سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ یہاں انقطاع ہے پس حدیث

مرسل ہوئی اور یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا حیث قال
فی ہدایۃ المعتدی صفحہ ۱۵ بہرحال اگرچہ یہ کلام زہری کی ہو مگر چونکہ زہری عادل صادق ضابط ثقہ
مقبول تمام علماء کا ہے اس کا یہ قول ہرگز ہرگز کاذب نہیں بلکہ صحیح ہے اور صادق مطابق
واقع کے ہے خواہ حضرت ابوہریرہ سے سُنا ہو خواہ کسی دوسرے ثقہ عادل سے انتہے وجہ بطلان
اس قول کی یہ ہے کہ زہری طبقہ رابعہ میں سے ہیں اکثر روایات اُن کی تابعین سے ہے
پس ممکن ہے کہ زہری و صحابی کے درمیان میں کوئی واسطہ غیر ثقہ ہو اسی وجہ سے تو محققین
علماء مرسل کو حجت نہیں کہتے ہیں وجہ سیوم یہ ہے کہ یہ حدیث صرف دلالۃ کرتی ہے ترک
قراءۃ پر جہریہ میں اور مدعی حنفیہ کا عام ہے پس تقریب تمام نہوئی اس وجہ کو مولوی عبدالحی
صاحب نے اقوی الوجوہ کہا ہے وجہ چہارم یہ ہے کہ مراد اس روایت میں باز رہنا ہے
اُس قراءۃ سے جو موجب منازعت کا ہو بدلیل اس جملہ مرفوع کے انی اقول مالی انازع
القرآن اور وہ جہر ہے یا وہ اسرار جو مفضی الی المنازعۃ ہو مولوی عبدالحی صاحب مرحوم
نے اس وجہ کے جواب میں یہ لکھا ہے فیہ ما ذکرہ القاری انہ خلاف ظاہر قولہ صلعم ہل قرء
معی احد منکم انتہی میں کہتا ہوں مراد قراءۃ سے اس قول میں مطلق قراءۃ نہیں ہے بلکہ وہ
قراءۃ ہے جو مفضی الی المنازعۃ ہو بدلیل مالی انازع القرآن کے وجہ پنجم یہ کہ حدیث محمول
ہے اوپر ترک قراءۃ ماعدا فاتحہ کے بدلیل حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن اور دیگر
احادیث کے کہ دلالت کرتے ہیں اس امر پر کہ نبی صلعم نے جہریہ میں خلف الامام فاتحہ پڑھنے
کا امر کیا ہے اس وجہ کا جواب مولوی عبدالحی صاحب نے امام الکلام میں یہ دیا ہے الجمع
بین ما نحن فیہ وبین تلک الاحادیث لایتعین بہذا الطریق غیث الغمام میں ہے بل یمکن ان
تحمل تلک الاحادیث علی من عدا المؤتم بشہادۃ غیرہ من الاحادیث انتہے مگر غیث الغمام
میں اس کا رد بھی کر دیا ہے حیث قال الا ان یقال حدیث عبادۃ صریح فی قراءۃ المؤتم
الفاتحہ انتہے الحمد للہ کہ باعتراف مخالف اس وجہ کی قوۃ ظاہر ہوگئی والفضل ما شہدت
بہ الاعداء علاوہ اس کے حنفیہ یہاں مدعی ہیں اور اہل حدیث مانع اور مدعی کے لئے ابداء
احتمال کافی نہیں ہے اور مانع کے لئے کافی ہے حاصل اس وجہ کا یہ ہوا کہ محتمل ہے کہ یہ حدیث
محمول ہو اوپر ترک قراءۃ ماعدائے فاتحہ کے اب اُس کے مقابلہ میں کہنا لیکن ان تحمل
تلک الاحادیث علی من عدا المؤتم مقابلۃ المنع بالمنع ہے اور یہ فن مناظرہ کے خلاف ہے

وجہ ششم وہ ہے جو حازمی نے حمیدی سے نقل کی ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ حمیدی نے پہلے یہ حکم کیا کہ حدیث ابن اکیمہ ثابت نہیں ہے اور اگر بالفرض ثابت ہو اور مراد اُس سے نہی عن قراءۃ الفاتحہ خلف الامام ہو جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں تو حدیث علاء عن ابیہ اُس کی ناسخ ہوگی کیونکہ حدیث علاء میں وہ خبر موجود ہے جو بیان کرتی ہے اِس امر کو کہ حدیث علاء ناسخ ہے حدیث ابن اکیمہ کی کیونکہ یہ دونوں حدیثیں ابوہریرہ رض سے مروی ہیں اور یہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ کون متقدم ہے اور کون متاخر یہاں تک کہ علاء نے ظاہر کر دیا جبکہ اُس نے حدیث میں یہ لفظ روایت کیا قال لی ابو ہریرۃ یا فارسی اقرا بہا فی نفسک اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ نے علاء کے باپ کو بعد موت نبی صلعم کے یہ خبر دی ہے اور یہ احتمال نہیں ہو سکتا ہے کہ حدیث ابن اکیمہ ناسخ ہو اور پھر ابوہریرہ منسوخ پر عمل کریں حالانکہ دونوں حدیثوں کے وہی راوی ہیں اس کا جواب مولوی عبد الحی صاحب مرحوم نے یہ دیا ہے امام الکلام میں ہے ادعاء النسخ فی ہذا المقام لا یستقیم لا علی مذہب الحنفیۃ ولا علی مذہب المحدثین لان الجمع بین المتعارضین مقدم علی النسخ ولا یصح ادعاءہ مع امکان الجمع ومن المعلوم ان الجمع فیما نحن فیہ بین قول ابی ہریرۃ اقرا بہا نفسک یا فارسی وبین انتہی الناس عن القراءۃ خلف رسول اللہ صلعم فیما نحن فیہ ممکن بان یقال الانتہاء مقتصر علی الجہریۃ کما ہو المفہوم من ظاہر التقیید والحکم بالقراءۃ فی نفسہ مقتصر علی السریۃ او بان یقال الانتہاء کان بالجہریۃ عند قراءۃ الامام لا مطلقا والامر بالقراءۃ فی نفسہ فی السریۃ وفی الجہریۃ عند سکتات الامام لا مطلقا واما الحنفیۃ فانہم وان حکموا بتقدم النسخ علی الجمع وقالوا اذا تعارض الدلیلان فان علم منہما المتاخر فہو ناسخ للمتقدم وان لم یعلم فالترجیح ان امکن والا فالجمع بقدر الامکان وان لم یمکن تساقطا لکن قیدوہ بعلم التاخر والتقدم علی سبیل الظن او الجزم ولم یقولوا بالنسخ بمجرد الاحتمال بلا استدلال انتہی میں کہتا ہوں کہ کلام حمیدی سالم ہے خدشہ سے اور جس تقدیر پر اُس نے حدیث علاء کے ناسخ ہونے کا دعوی کیا ہے وہ دعوی موافق مذہب محدثین وحنفیہ دونوں کے درست ہے اما مذہب محدثین پر بس اس لئے کہ یہاں تعارض بین الحدیثین ہے اس لئے کہ ایک میں بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کے نہی ہے قراءۃ فاتحہ خلف الامام سے اور دوسرے میں امر ہے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا وہذا ظاہر اور جمع ممکن نہیں ہے کسی وجہ سے پہلی وجہ اس لئے باطل ہے کہ اس کو روایت جزء القراءۃ

کی رد کرتی ہے کما تقدم اور نیز یہ جمع مخالف ہے مذہب جمہور حنفیہ کے ہاں مذہب امام محمد پرالبتہ درست ہے اور حمیدی کی بحث مذہب جمہور حنفیہ کی بنا پر ہے اور دوسری وجہ بھی باطل ہے ایک تو اس لئے کہ روایت جزء القراءۃ اُس کا رد کر رہی ہے دوم یہ جمع جمہور حنفیہ و امام محمد سب کے مخالف ہے اور ترجیح بھی تقدیر اختیار مذہب حنفی کے درست نہیں ہے کیونکہ ترجیح ہوتی ہے باعتبار قوہ رواۃ کے اور رواۃ حدیث علاء کے اوثق ہیں اور حدیث علاء مذہب حنفیہ کو رد کرتی ہے اور دفع تعارض متعارضین کے علے اصول المحدیث بھی تین وجوہ ہیں جمع ترجیح نسخ جمع و ترجیح کا بطلان بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کی موافق اصول محدثین کے ظاہر ہوگیا پس متعین ہوا نسخ اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو حدیث اکیمہ کو ناسخ کہئے اور حدیث علاء کو منسوخ یا بالعکس اول باطل ہے اِس لئے کہ یہ احتمال ہی نہیں سکتا کہ حدیث ابن اکیمہ ناسخ ہو اور پھر ابو ہریرہ حکم کریں منسوخ پر عمل کرنے کا پس متعین ہوا عکس یعنی یہ کہ حدیث علاء ناسخ ہے اور حدیث ابن اکیمہ منسوخ وہو المطلوب واما مذہب حنفیہ پر پس اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک دفع تعارض کی پانچ وجوہ ہیں۔ جمع ترجیح نسخ تساقط و اولین کا بطلان بر تقدیر اختیار مذہب حنفی ظاہر ہوا اور تساقط اس لئے ساقط ہے کہ اس مقام پر حنفیہ مدعی ہیں اور اُن کا استدلال حدیث ابن اکیمہ سے ہے اور جب دونوں ساقط ہوئیں تو استدلال بھی ساقط ہوگیا پس متعین ہوا نسخ الی آخر ما قرر آنفا اور دوسری تقریر حمیدی کے قول کے ابطال کی مولوی عبد الحی مرحوم نے اِس عبارت سے کی ہے و بوجہ آخر اذا روی الصحابی حدیثا مفسرا لا یقبل التاویل و ترک العمل بمرویہ بعد الروایۃ تعین کون ترکہ للعلم بالناسخ فلا یعمل بالحدیث لکونہ منسوخا ہذا عند الحنفیۃ و عند الشافعی لا عبرۃ بعمل الصحابی خلاف المروی بل یوخذ بالحدیث و ہذا ہو مذہب المحدثین اذا عرفت ہذا فنقول ادعاء النسخ فی ما نحن فیہ لا یستقیم علے مذہب الشافعیۃ و من وافقہم لان قول الصحابی و عملہ لیس بمعتبر عندہم اذا کان خلاف الروایۃ بل یجب الاخذ بالروایۃ فہہنا لما افتی ابو ہریرۃ بالقراءۃ فی نفسہ مع روایتہ ترک القراءۃ خلف النبی صلعم لا یعتبر بفتواہ بل بمارواہ واما الحنفیۃ فعندہم وان کان عمل الصحابی الراوی و فتواہ علے خلاف روایتہ من امارات النسخ لکنہم قیدوہ بما اذا علم تاخر فتواہ عن روایتہ بیقین و بکونہ بخلاف المروی خلافا بیقین و فیما نحن فیہ کلاہما فی حیز الاشکال فان ثبت تاخر فتواہ و کونہ خلاف مرویہ یقینا صح ذلک والا

فلا وکونہ خلافا لہ بحیث لا یمکن الجمع بینہ وبینہ ممنوع لما مر من وجوہ الجمع انتہے ملخصا میں کہتا ہوں
کہ یہ تقریر بھی فاسد ہے اور کلام حمیدی سالم ہے خدشہ سے اما بر مذہب شافعی ومحدثین پس
اس لیئے کہ جب ابوہریرہ نے قراءۃ فاتحہ فی نفسہ کا فتوی دیا مخالف اپنے مروی کے تو
فتوی کا اعتبار نکیا جائے گا اور مروی کا اعتبار کیا جائے گا اور یہاں مروی دو
ہیں ایک حدیث ابن اکیمہ اور دوسری حدیث علاء اور دونوں متعارض ہیں اور جمع
وترجیح بر تقدیر اختیار مذہب حنفی کے غیر مستقیم ہے پس نسخ متعین ہے الی آخر ما قرانا آنفا علاوہ
اس کے مروی حدیث علاء بھی ہے ہم اُس کا اعتبار کرینگے فلا یحصل مطلوب الحنفیۃ
واما بر مذہب حنفیہ پس اس لیئے کہ حنفیہ کے نزدیک عمل صحابی خلاف اپنے روایت کے
نسخ پر دال ہے اور اس دلالت کو حنفیہ نے مقید کیا ہے دو قیدوں کے ساتھ اول یہ
تاخر فتوی کا روایت سے یقینا معلوم ہو دوم یہ کہ مخالفت فتوی کی مروی کے ساتھ یقینا
ہو اور یہاں دونوں قیدیں متحقق ہیں اول اس لیئے کہ تحقق مروی تو آنحضرت صلعم کی
حیات میں تھا اور تحقق فتوی بعد وفات کے ہوا ہے دوم اِسلئے کہ جمع ممکن نہیں ہے اور
دونوں وجہیں جمع کی جو معترض نے بیان کی ہیں اُن کا بطلان سابقا ظاہر ہوا پس مخالفت
کے یقینی ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ چوتھی دلیل حنفیہ کی حدیث مخالطت ہے وہ حدیث
ابن مسعود رض سے ہے قال کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ صلعم فقال خلطتم علی القرآن اخرجہ البخاری
فی جزء القراۃ والطحاوی جواب اِس کا یہ ہے کہ اِس حدیث میں انکار ہے مخالطت پر پس
وہ قراءۃ نہ چاہیئے جو مقتضی الی المنازعۃ ہو اور اُس کے غیر پر انکار نہیں ہے پس مدعی
حنفیہ کا کہ نہی ہے مطلق قراءۃ خلف الامام سے عند جمہورہم اور نہی ہے قراءۃ خلف الامام
فی الجہر سے عند محمد رح حاصل نہوا الحاصل یہ تینوں احادیث ایک حدیث مخالطت دوسری
حدیث منازعۃ تیسری حدیث مخالطت باہم متقارب المعنی ہیں اور ان سب کے اجوبہ بھی متقارب
ہیں پانچویں دلیل حنفیہ کی حدیث اذا کبر الامام فکبروا واذا قرء فانصتوا ہے یہ حدیث روایت
کی گئی ہے حدیث ابوموسی اشعری سے اور حدیث ابوہریرہ سے اما حدیث ابوموسی پس روایت
کیا اُس کو مسلم نے اپنے صحیح میں اور ابوداؤد وابن ماجہ نے وامام احمد ودارقطنی نے لفظ مسلم کا
یہ ہے حدثنا سعید بن منصور وقتیبۃ بن سعید وابو کامل الجحدری ومحمد بن عبد الملک الاموی
واللفظ لابی کامل قال ابو عوانۃ عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن حطان عبد اللہ الرقاشی

قال صلیت مع ابی موسی الاشعری صلاۃ فلما کان عند القعدۃ قال رجل من القوم اقرت الصلوۃ بالبر والزکوۃ قال فلما قضی ابو موسی الصلوۃ انصرف فقال ایکم القائل کلمۃ کذا وکذا قال فارم القوم ثم قال ایکم القائل کذا وکذا فارم القوم فقال لعلک یا حطان قلتہا قال ما قلتہا ولقد رہبت ان تبکعنی بہا فقال رجل من القوم انا قلتہا ولم ارد بہا الا الخیر فقال ابو موسی اما تعلمون کیف تقولون فی صلوتکم ان رسول اللہ صلعم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا الحدیث وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال ثنا ابو اسامۃ قال نا سعید بن ابی عروبۃ ح وحدثنا ابو غسان المسمعی قال معاذ بن ہشام قال نا ابی ح وحدثنا اسحق بن ابراہیم قال نا جریر عن سلیمان التیمی کل ہولاء عن قتادہ فی ہذا الاسناد بمثلہ وفی حدیث جریر عن سلیمان عن قتادہ من الزیادۃ واذا قرء فانصتوا ولیس فی حدیث احد منہم فان اللہ عزوجل قال علی لسان نبیہ صلعم سمع اللہ لمن حمدہ الا فی روایۃ ابی کامل وحدہ عن ابی عوانۃ قال ابو اسحق قال ابو بکر ابن اخت ابی النضر فی ہذا الحدیث فقال مسلم تزید احفظ من سلیمان فقال لہ ابو بکر فحدیث ابی ہریرۃ فقال ہو صحیح یعنی واذا قرء فانصتوا فقال وہو عندی صحیح فقال لم لم تضعہ ہا ہنا قال لیس کل شئ عندی صحیح وضعتہ ہا ہنا انما وضعت ہا ہنا ما اجمعوا علیہ انتہی نووی اس کے تحت میں لکھتے ہیں واعلم ان ہذہ الزیادۃ وہی قولہ واذا قرء فانصتوا مما اختلف الحفاظ فی صحۃ فروی البیہقی فی السنن الکبری عن ابی داود السجستانی ان ہذہ اللفظۃ لیست بمحفوظۃ وکذلک رواہ عن یحیی بن معین وابی حاتم الرازی والدارقطنی والحافظ ابی علی النیسا پوری شیخ الحاکم ابی عبد اللہ قال البیہقی قال ابو علی الحافظ ہذہ اللفظۃ غیر محفوظۃ قد خالف سلیمان التیمی فیہا جمیع اصحاب قتادۃ واجتماع ہولاء الحفاظ علی تضعیفہا مقدم علی صحیح مسلم لاسیما ولم یروہا مسندۃ فی صحیحہ واللہ اعلم انتہی اور لفظ ابوداؤد کا یہ ہے حدثنا عاصم بن النضر نا المعتمر قال سمعت ابی نا قتادۃ عن ابی غلاب یحدثہ عن حطان بن عبد اللہ الرقاشی بہذا الحدیث زاد ما اذا قرء فانصتوا وقال فی التشہد بعد اشہد ان لا الہ الا اللہ زاد وحدہ لا شریک لہ قال ابوداؤد وقولہ وانصتوا لیس بمحفوظ لم یجی بہ الا سلیمان التیمی فی ہذا الحدیث انتہی اور لفظ دارقطنی کا یہ ہے ثنا علی بن عبد اللہ بن مبشر ثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام ثنا المعتمر بن سلیمان حدثنا ابی عن قتادۃ ح وحدثنا احمد بن علی بن العلا ثنا یوسف بن موسی ثنا جریر عن سلیمان التیمی عن قتادۃ عن ابی غلاب یونس بن جبیر عن حطان

بن عبد اللہ قال صلینا مع ابی موسی الاشعری صلاۃ العتمۃ فذکر الحدیث بطولہ وقال فیہ فان رسول اللہ
صلعم خطبنا فکان یعلمنا صلاتنا ویبین لنا سنتنا قال اقیموا الصفوف ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر الامام
فکبروا واذا قرا فانصتوا وکذلک رواہ سفیان الثوری عن سلیمان التیمی ورواہ ہشام الاستوائی
وسعید وشعبہ وہمام وابوعوانہ وابان وعدی بن ابی عمارۃ کلہم عن قتادۃ فلم یقل احد منہم واذا قرء
فانصتوا وہم اصحاب قتادۃ الحفاظ عنہ (انتہے) کہا منذری نے وقد اخرج مسلم فی الصحیح ہذہ الزیادۃ
من حدیث ابی موسی الاشعری من حدیث جریر بن عبد الحمید عن سلیمان التیمی عن قتادۃ وقال
الدارقطنی ہذہ اللفظۃ لم یتابع سلیمان التیمی فیہا عن قتادۃ وخالفہ الحفاظ فلم یذکروہا قال واجماعہم
علی مخالفتہ تدل علی وہمہ ہذا آخر کلامہ ولم یوثر عند مسلم تفرد سلیمان بذلک لثقتہ وحفظہ وصحح ہذہ
الزیادۃ (انتہے) بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں وروی سلیمان التیمی وعمر بن عامر عن قتادۃ
عن یونس بن جبیر عن حطان عن موسی فی حدیثہ الطویل عن النبی صلعم اذا قرء فانصتوا ولم یذکر سلیمان
فی ہذہ الزیادۃ سماعا من قتادۃ ولا قتادۃ من یونس بن جبیر وروی ہشام وسعید وہمام وابوعوانہ
وابان بن یزید وعبیدۃ عن قتادۃ ولم یذکروا اذا قرء فانصتوا انتہے۔ مولف آثار السنن تعلیق حسن
میں لکھتے ہیں قلت تابعہ علی ہذہ الزیادۃ عمر بن عامر وسعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عند الدارقطنی
والبیہقی والبزار من حدیث سالم بن نوح وسالم ہذا وان قال الدارقطنی لیس بالقوی فقد اخرج لہ
مسلم وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحاحہم الثلاثۃ وقال ابن حنبل ما بحدیثہ باس وقال ابوزرعۃ
صدوق ثقۃ قلت فثبت ان حدیث ابی موسی الاشعری صحیح وقد ذکر ابن عبد البر فی التمہید
بسندہ عن احمد بن حنبل انہ صحح ہذا الحدیث وقال الحافظ ابن حجر فی الفتح ہو حدیث صحیح اخرجہ
مسلم من حدیث ابی موسی الاشعری (انتہے) اور تعلیق التعلیق میں ہے قلت ثم ظفرت بصحیح ابی
عوانۃ بمنح اللہ تعالی فوجدت فیہ متابعا آخر سلیمان التیمی قال حدثنا سہل بن بحر الجند نیسابوری
قال حدثنا عبد اللہ بن رشید قال ثنا ابو عبیدۃ عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن حطان بن عبد اللہ
الرقاشی عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم اذا قرء الامام فانصتوا واذا قال
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین (انتہے) زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں واخرجہ البزار
فی مسندہ کذلک وقال لا نعلم احدا قال فیہ واذا قرء فانصتوا الا سلیمن التیمی الا ما حدثناہ محمد بن یحیی
القطیعی ثنا سالم بن نوح عن عمر بن عامر عن قتادہ عن یونس بن جبیر عن حطان بن عبد اللہ عن ابی
موسی عن النبی صلعم بنحو حدیث سلیمان التیمی واذا قرء فانصتوا (انتہے) وبہذا السند رواہ ابن عدی

فی الکامل عن سالم بن نوح العطار عن عمر بن عامر و سعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ بہ ولم یعلہ وانما قال ہذا الحدیث لسلیمان التیمی اشہر من عمر بن عامر و ابن ابی عروبۃ انتہے میں کہتا ہوں اس حدیث میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ یہ حدیث شاذ ہے سلیمان تیمی نے ثقات اثبات کے خلاف اس زیادۃ کی روایت کی ہے جیساکہ کلام دارقطنی و بخاری سے واضح ہوا وہ ثقات اثبات یہ ہیں ہشام[1] دستوائی سعید[2] ـ شعبہ[3] ـ ہمام[4] ـ ابو عوانہ[5] ـ ابان[6] ـ عدی[7] بن ابی عمارہ ـ عبیدہ[8] اور مسند احمد جلد رابع صـ ۳۹۳ طبع مصر میں ایک روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ معمر[9] نے بھی قتادہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں یہ زیادت نہیں ہے پس شمار ثقات اثبات کی نو ہوئی اگر کہا جائے کہ سلیمان تیمی منفرد نہیں ہے بلکہ اس کی متابعت تین اشخاص نے کی ہے عمر بن عامر سعید بن ابی عروبہ ابو جبیدہ تو جواب یہ ہے کہ اول تو متابعین اولین کا راوی سالم بن نوح ہے وہ ضعیف ہے دارقطنی نے اس کی نسبت کہا لیس بالقوی میزان میں ہے قال ابن معین لیس بشئے وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم لایحتج بہ وقال ابن عدی عندہ غرائب واحادیث مختلفۃ (انتہی) تقریب میں ہے صدوق لہ اوہام (انتہے) کاشف میں ہے قال ابو حاتم وغیرہ لایحتج بہ (انتہے) خلاصہ اور اس کے حاشیہ میں ہے قال ابو حاتم لایحتج بہ وقال ابن معین لیس بشئے وقال النسائی لیس بالقوی انتہے۔ دوم عمر بن عامر متابع اول ضعیف ہے میزان میں ہے عمر بن عامر ابو حفص السعدی التمار بصری روی عنہ ابو قلابۃ ومحمد بن مرزوق حدثنا باطلا قال سمعت جعفر بن سلیمان امیر البصرۃ یحدث عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلعم من اتخذ برکابہ رجل لایرجوہ ولا یخافہ غفر لہ قلت العجب من الخطیب کیف روی ہذا وعدۃ احادیث من نسلہ ابیہن سقوط ظاہر فی تصانیفہ انتہے سیوم دوسرا متابع سعید بن ابی عروبہ مدلس و مختلط ہے تقریب میں ہے ثقۃ حافظ لہ تصانیف لکنہ کثیر التدلیس واختلط انتہے مقدمہ فتح الباری میں ہے من کبار الائمۃ وثقہ الائمۃ کلہم الا انہ رمی بالقدر وکان قد کبر واختلط وقال النسائی حدث سعید عن جماعۃ لم یسمع منہم شیئا وہم ہشام بن عروۃ وعمرو بن دینار ویسمی جماعۃ من ہذا الضرب من اہل الکوفۃ واہل الحجاز انتہے میزان میں ہے وقال احمد لم یسمع سعید من الحکم ولا من حماد ولا من عمرو بن دینار ولا ہشام بن عروۃ ولا من اسمٰعیل بن خالد ولا من عبید اللہ بن عمر ولا من ابی بشر ولا من زید بن اسلم ولا من ابی الزناد وقد حدث عنہم یعنی یقول عن ویدلس انتہے اور مانحن فیہ میں عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں علاوہ اسکے سعید بن ابی عروبۃ کی صحیح روایت

وہ ہے جس میں یہ زیادت نہیں ہے اُس کو ابو اسامہ و اسمٰعیل نے روایت کیا ہے صحیح مسلم میں ہے وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا ابو اسامۃ قال نا سعید بن ابی عروبۃ الحدیث (انتہی) مسند احمد جلد رابع صفحہ ۴۱ میں ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا اسمٰعیل ثنا سعید عن قتادۃ الحدیث چہارم تیسرا متابع ابو عبیدہ ہے اس کی تعیین و توثیق اور اس کے بعد جتنے راوی روایت ابو عوانہ میں ہیں اُن کی تعیین و توثیق اُس کے ذمہ ہے جو اس روایت سے استدلال کرے یا دوسری روایت کی اِس سے تقویت کرے۔ پنجم متابعت سے انجبار اُس ضعف کا ہوتا ہے جو بوجہ سوء حفظ و اختلاط و تدلیس راوی کے ہو نہ اُس ضعف کا جو بوجہ شذوذ کے ہو کما فی الفیۃ العراقی و شرحہا۔ ششم اگر یہ سب متابعات تسلیم کر لئے جاویں تو بھی شذوذ باقی رہتا ہے کیونکہ شاذ کی تعریف یہ ہے کہ اُس میں ثقہ مخالفت کرے اپنے سے اوثق کی الفیہ عراقی میں ہے۔ وذو الشذوذ ما یخالف الثقۃ۔ فیہ العلاء فالشافعی حققہ فتح المغیث میں ہے وکذا حکاہ ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز وغیرہ من المحققین لان العدد الکثیر اولی بالحفظ من الواحد وہو مشعر بان مخالفتہ للواحد الاحفظ کافیۃ فی الشذوذ وفی کلام ابن الصلاح مایشیر الیہ حیث قال فان کان مخالفا لما رواہ اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط وکان ما انفرد بہ شاذا مردودا ولذا قال شیخنا فان خولف ای الراوی بارجح منہ المزید ضبطا او کثرۃ عددا وغیر ذلک من وجوہ الترجیحات فالراجح یقال لہ المحفوظ ومقابلہ وہو المرجوح یقال لہ الشاذ انتہے۔ شرح نخبۃ میں ہے والشاذ لغۃ الفرد واصطلاحا ما یخالف فیہ الراوی من ہو ارجح منہ انتہے۔ اور نیز اوسی میں ہے ولا یتاتی ذلک علی طریق المحدثین الذین یشترطون فی الصحیح ان لایکون شاذا ثم یفسرون الشذوذ بمخالفۃ الثقۃ من ہو اوثق منہ۔ اور نیز اُس میں ہے والمنقول عن ائمۃ الحدیث المتقدمین کعبد الرحمٰن بن مہدی ویحیی القطان واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وعلی بن المدینی والبخاری وابی زرعۃ الرازی وابی حاتم والنسائی والدارقطنی وغیرہم اعتبار الترجیح فیما یتعلق بالزیادۃ وغیرہا ولا یعرف عن احد منہم اطلاق قبول الزیادۃ انتہے اور یہ مخالفت اعم ہے اِس سے کہ منافیہ ہو یا غیر منافیہ اور حافظ ابن حجر وغیرہ متاخرین نے جو قید منافیہ کی بڑہائی ہے یہ قید متقدمین سے منقول نہیں ہے نموی حنفی مرحوم نے تعلیق حسن میں اس مقام پر حق کا اقرار کیا ہے حیث قال فی صفحہ ۱۰۶ قلت کلام الحافظ ایضا لایتاتی علی طریق المحدثین کالشافعی واحمد بن حنبل وابن معین والبخاری وابی داود وابی حاتم وابی علی النیسابوری والحاکم والدارقطنی والبیہقی وابن القطان وغیرہم لان ما انفرد بہ الثقۃ من الزیادۃ

التی تقید حکما ان تقبل عندهم اذا ترکها من هو لیس باتقن منه حفظا واکثر عددا واما اذا لم یروها من
هو اوثق منه واحفظ فغیر مقبولة وکذلک لا تقبل اذا لم یذکرها جماعة من الثقات فانه ظن غالب
لترجیح روایاتهم علی روایة فانها لو کانت محفوظة لما غفل عنه سائر رواته و هذا یفهم من صنیعهم فی زیادة
ثم لا یعود فی حدیث ابن مسعود وتصاعدا فی حدیث عبادة و اذا قرا فانصتوا فی حدیث ابی هریرة
وابی موسی الاشعری وکذلک فی کثیر من المواضع من الاخبار حیث جعلوا الزیادات شاذة برغمهم
ان راویها قد تفرد بها مع ان هذه الزیادات غیر منافیة لاصل الحدیث بحیث لا یلزم من قبولها...
رد الروایة الاخری فالصواب ان الشاذ ما رواه الثقة مخالفا فی نوع من الصفات لما رواه
جماعة من الثقات او من هو اوثق منه واحفظ اعم من ان تکون المخالفة منافیة للروایة الاخری
ام لا وبذلک ظهر ان القسم الثالث الذی قسمه ابن الصلاح ولم یفصح حکمه الصحیح ان حکمه الرد علی
مشرب جماعة من ائمة الحدیث وهذا وان کان مخالفا لما زعمه غیر واحد من اهل العلم من المتاخرین
لکن الحق احق بالاتباع انتہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ متقدمین محدثین کے نزدیک شذوذ میں
صرف مخالفت معتبر ہے نہ منافاۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متقدمین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے
اور مقتضائے دلیل بھی یہی ہے اور ما نحن فیہ میں ترجیح زیادۃ کو نہیں ہے کیونکہ عدد اُن لوگوں کا
جو روایۃ زیادۃ کی نہیں کرتے ہیں نو ہے کما تقدم اور عدد اُن اشخاص کا جو روایت اس
زیادۃ کی کرتے ہیں چار ہیں۔ سلیمان[1] عمر[2] بن عامر۔ سعید[3] بن ابی عروبہ ابو عبیدہ[4] ان دونوں
عددوں کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس زیادۃ کے روایت نکرنے والے وثوق اور
عدد میں زیادہ ہیں پس اس زیادۃ کے شاذ ہونے میں کوئی شک باقی نرہا یہاں تعجب ہے
نیموی سے کہ باوجود اعتراف حق کے دربارہ شذوذ کے زیادۃ واذا قرا فانصتوا کو صحیح کہتا
ہے حیث قال فی آثار السنن و ہو حدیث صحیح اگر کہا جاوے کہ بوجہ تحقق تین متابعات کے صحیح
کہتا ہے اور قاعدہ مذکورہ جب ہے کہ متابع نہو تو جواب اس کا بدو وجہ ہے اول یہ کہ وجود
متابعت سے انجبار اُس ضعف کا نہیں ہوتا ہے جو شذوذ سے پیدا ہوتا ہے کما فی الفیۃ و
شروحہا دوم یہ کہ متقدمین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے اور باوجود تسلیم متابعات کے
ترجیح اُسی جماعت کو ہے جس نے ذکر زیادت کا نہیں کیا ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا جواب
اُس تقریر کا جو مولوی عبد الحی مرحوم نے امام الکلام میں کی ہے عبارت اُس کی یہ ہے
فان کان مستندهم فی ذلک ضعف سلیمان فلیس بصحیح فقد وثقه احمد وابن معین والدارمی

وابن سعد وابن حبان وغیرہم وان کان تفرد کما ہو المشہور عندہم فلیس بصحیح ایضاً لما تقدم من ذکر متابعاتہ وان کان غیر ذلک فیبینہ حتے ننظر فیہ انتہے - میں کہتا ہوں کہ مستند ہمارا نہ ضعف سلیمان ہے نہ تفرد بلکہ شذوذ ہے اور شذوذ متابعت سے رفع نہیں ہوتا ہے جب تک ترجیح نہ پائی جاوے وانی ذلک مولوی عبدالحی صاحب سے باوجود اس فضل کمال کے سخت تعجب ہے کہ ایسی بیّن بات اُن کے سمجھ میں نہ ائی ٥ ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + اور ایسا ہی ظاہر ہوا فساد اُس کا جو مولوی رشید احمد مرحوم نے ہدایۃ المعتدی میں لکھا ہے عبارت اس کی یہ ہے اور اُن کی زیادت حدیث ابو موسی اشعری میں ایسی ہے کہ مزید علیہ سے ہرگز کسی لفظ وجملہ کے مخالف نہیں ہے (انتہے) کیونکہ مخالفت ظاہر ہے اس لئے کہ سلیمان نے ذکر اس زیادت کا کیا ہے اور ثقات نے نہیں کیا اور مخالفت کو معنی منافات کے لینا جیسا کہ متاخرین نے کیا ہے غلط ہے کما تقدم تحقیقہ آنفا دوسرے یہ کہ اس زیادت کی تضعیف ایک جماعت نقاد نے کی ہے اُن کے یہ ہیں - امام بخاری ابو داؤد یحییٰ بن معین - ابو حاتم الرازی - دار قطنی - حافظ ابو علی النیسابوری - علی بن عمر الحافظ ابو عبداللہ الحافظ - بیہقی - نووی - جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہوا اور مصحح صرف چار اشخاص ہیں - امام مسلم - امام احمد - ابن خزیمہ - حافظ ابن حجر - پس بنظر کثرت عدد مضعفین کے تضعیف کو ترجیح ہے تصحیح پر سیوم اس کا ایک راوی قتادہ بن دعامہ ہے وہ مدلس ہے اور یہاں عن کے ساتھ اُس نے روایت کی ہے مقدمہ فتح میں ہے احد الاثبات الا انہ کان ربما دلس وقال ابن معین رمی بالقدر وذکر ذلک عنہ جماعۃ انتہے - میزان میں ہے حافظ ثقۃ ثبت لکنہ مدلس رمی بالقدر خلاصہ میں ہے حافظ مدلس انتہے چہارم ایک راوی اس میں سلیمان تیمی ہے اُس کی نسبت میزان میں ہے قیل انہ کان یدلس عن الحسن وغیرہ مالم یسمعہ انتہے میزان میں ترجمہ حجاج بن ارطاۃ میں قول نسائی مذکور ہے جس میں سلیمان تیمی کو مدلسین میں معدود کیا ہے وعبارتہ نقلت فیما سلف اور یہاں سلیمان نے عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا ہدایۃ المعتدی صـ٣٣ میں لکھا ہے کہ سلیمان تیمی کی نسبت کسی نے کوئی قدح وہم وتدلیس وغیرہ کا نہیں لکھا یہ سلب کلی قلۃ نظر پر دال ہے اور غلط محض واما حدیث ابو ہریرہ پس اس کو روایت کیا ہے ابو داؤد ونسائی وابن ماجہ نے تخریج زیلعی میں موجود ہے واما حدیث ابی ہریرۃ فرواہ ابو داؤد والنسائی

وابن ماجۃ من حدیث ابی خالد الاحمر عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد انتہے ذکرہ ابوداؤد فی باب الامام یصلے من قعود وقال وہذہ الزیادۃ واذا قرأ فانصتوا لیست بمحفوظۃ والوہم عندنا من ابی خالد انتہے وتعقبہ المنذری فی مختصرہ فقال وہذا فیہ نظر فان اباخالد الاحمر ہذا ہو سلیمان بن حیان وہو من الثقات الذین احتج بہم البخاری ومسلم ومع ہذا فلم یتفرد بہذہ الزیادۃ بل تابعہ علیہا ابوسعید محمد بن سعد الانصاری الاشہلی المدنی نزیل بغداد وقد سمع من ابن عجلان وہو ثقۃ وثقہ النسائی وابن معین وغیرہما وقد اخرج مسلم ہذہ الزیادۃ فی صحیحہ من حدیث ابی موسی الاشعری من حدیث سلیمان التیمی عن قتادۃ وضعفہا ابوداؤد والدارقطنی والبیہقی وغیرہم لتفرد سلیمان التیمی بہا قال الدارقطنی وقد رواہ اصحاب قتادۃ الحفاظ عنہ منہم ہشام الدستوائی وسعید وشعبۃ وہمام وابوعوانۃ وابان وعدی ابن ابی عمارۃ فلم یقل احد منہم واذا قرء فانصتوا قال واجماعہم یدل علی وہم انتہے ولم یوثر عند مسلم تفردہ بہ لثقتہ وحفظہ وصححہا من حدیث ابوموسی وابی ہریرۃ انتہے کلامہ ومتابعۃ محمد بن سعد سلیمان التی اشار الیہا المنذری اخرجہا النسائی فی سننہ اخبرنا محمد بن عبداللہ بن المبارک ثنا محمد بن سعد الانصاری حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلعم انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا انتہے واخرجہ الدارقطنی فی سننہ وقال قال ابوعبدالرحمن کان محمد بن عبداللہ المخرمی یقول محمد بن سعد ہذا ثقۃ انتہے وسلیمان متابعان اخران غیر محمد بن سعد اخرج الدارقطنی فی سننہ حدیثہما وضعفہما احدہما اسمٰعیل بن ابان الغنوی ثنا محمد بن عجلان بہ والآخر محمد بن میسر ابی سعد الصغانی ثنا ابن عجلان بہ قال واسمٰعیل بن ابان ومحمد بن میسر ضعیفان انتہے وقال البیہقی فی المعرفۃ بعد ان روی حدیث ابی ہریرۃ وابی موسیٰ وقد اجمع الحفاظ علے خطاء ہذہ اللفظۃ فی الحدیث ابوداؤد وابوحاتم وابن معین والحاکم والدارقطنی وقالوا انہا لیست بمحفوظۃ اویحمل الانصات فیہ علی ترک الجہر کما فی الحدیث الصحیح عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم اذا کبر فی الصلوۃ سکت ہنیۃ قبل ان یقرأ فقیل لہ یارسول اللہ تقول فی سکوتک بین التکبیر والقراءۃ فقال اقول اللہم باعد بینی وبین خطایای الحدیث انتہے بخاری جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں وروی ابوخالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید بن اسلم اوغیرہ عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ

عن النبی صلعم انما جعل الامام لیؤتم بہ زاد فیہ واذا قرء فانصتوا وروی عبداللہ عن اللیث عن ابن
عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرة وعن ابن عجلان عن مصعب بن محمد والقعقاع
وزید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرة عن النبی صلعم ولم یذکروا فانصتوا ولا یعرف ہذا من
صحیح حدیث ابی خالد الاحمر قال احمد اراہ کان یدلس قال ابو السائب عن ابی ہریرة اقرأبہا
فی نفسک وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرة اقرأ فیما یجہر وقال ابو ہریرة کان النبی
یسکت بین التکبیر والقراءة واذا قرأ فی سکتة الامام لم یکن مخالفا لحدیث ابی خالد الاحمر لانہ یقرء
فی سکتات الامام فاذا قرء انصت وروی سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرة عن النبی صلعم ولم یقل
ما زاد ابو خالد وکذلک روی ابو سلمة وہمام وابو یونس وغیر واحد عن ابی ہریرة عن النبی صلعم
ولم یتابع ابو خالد فی زیادتہ انتہے میں کہتا ہوں یہ حدیث ضعیف ہے بچند وجوہ اوّل یہ حدیث
شاذ ہے سلیمان بن حیان ابو خالد احمر نے غیر واحد ثقات اثبات کے خلاف اِس زیادة کی
روایت کی ہے وہ ثقات یہ ہیں۔ لیث۔ بکیر۔ سہیل۔ ابو سلمہ۔ ہمام۔ ابو یونس وغیرہم کما ظہر من عبارة
جزء القراءة اگر کہا جاوے کہ ابو خالد احمر اس زیادت کے ساتھ منفرد نہیں ہے بلکہ تین اشخاص
نے اُس کی متابعت کی ہے ایک محمد بن سعد انصاری دوسرے اسمعیل بن ابان تیسرے
محمد بن میسر تو کہا جائے گا کہ ان میں سے دو یعنی اسمعیل بن ابان ومحمد بن میسر ضعیف ہیں
کما قال الدار قطنی۔ تقریب میں اسمٰعیل بن ابان کے ترجمہ میں ہے متروک رمی بالوضع میزان
میں ہے کذبہ یحیی بن معین وقال احمد کتبنا عنہ عن ہشام بن عروة ثم روی احادیث موضوعة
عن فطر وغیرہ فترکناہ قال البخاری ترک احمد والناس حدیثہ وقال ابن حبان کان یضع الحدیث
علے عن ابن معین قال وضع احادیث علی سفیان وقال مسلم والنسائی متروک الحدیث وقال
النسائی مرة لیس بثقة انتہے۔ خلاصہ میں ہے ترکہ احمد ورمی بالوضع انتہے اور محمد بن میسر کے ترجمہ
میں تقریب میں ہے ضعیف رمی بالارجاء میزان میں ہے قال یحیی بن معین کان جہمیا شیطانا
لیس بشئے وقال النسائی متروک وقال الدار قطنی ضعیف وقال البخاری فیہ اضطراب انتہے
کاشف میں ہے ضعفوہ انتہے۔ خلاصہ میں ہے قال النسائی متروک انتہے ہاں محمد بن سعد البتہ
ثقہ ہے مگر یہاں ضعف بوجہ شذوذ کے آیا ہے اور جو ضعف بوجہ شذوذ کے ہوتا ہے وہ متابعت
سے رفع نہیں ہوتا ہے اور اگر کہا جاوے کہ جب متابع ثقہ موجود ہے تو شذوذ نہ رہا تو جواب یہ ہے
کہ اُوپر محقق ہوا کہ شذوذ میں محققین کے نزدیک اعتبار ترجیح کا ہے اور ظاہر ہے کہ عدد

اُن کا جنہوں نے اس زیادۃ کی روایت نہیں کی کثیر ہے۔ دوم اس زیادۃ کے مضعفین
زیادہ ہیں صحیحین جزء القراءۃ و سنن ابی داؤد سے معلوم ہوا کہ امام بخاری و امام ابو داؤد
نے اس کی تضعیف کی ہے اور بیہقی کی کتاب المعرفۃ سے ثابت ہوا کہ حفاظ حدیث نے اس
لفظ کی خطا پر اجماع کیا ہے اور تعداد مضعفین میں بیہقی نے اس کتاب میں یحییٰ بن معین و ابو حاتم
رازی و ابو علی حافظ و علی بن عمر حافظ و ابو عبد اللہ حافظ کو شمار کیا ہے اور سنن کبریٰ میں
دارقطنی کو بھی اور منذری نے بیہقی کو اور نودی کا اس جماعت میں ہونا عبارت شرح
مسلم سے ظاہر ہے پس تعداد ان کی دس ہوئی اور مصححین کی تعداد یہ ہے۔ مسلم۔ امام احمد
ابن خزیمہ منذری۔ سیوم سلیمان بن حیان سیئی الحفظ ہے مقدمہ فتح میں ہے قال ابن
معین صدوق و لیس بحجۃ و قال ابن عدی انما اتی من سوء حفظہ فیغلط و یخطئ و قال ابو بکر
البزار اتفق اہل العلم بالنقل انہ لم یکن حافظا و انہ روی عن الاعمش و غیرہ احادیث لم یتابع
علیہا قلت لہ عند البخاری نحو ثلاثۃ احادیث من روایتہ عن حمید و ہشام بن عروۃ و عبید اللہ
بن عمر کلہا مما توبع علیہ انتہی میزان میں ہے عن ابن معین صدوق لیس بحجۃ و قال ابن عدی
فی کاملہ بعد ان ساق لہ احادیث خولف فیہا کما قال ابن معین صدوق لیس بحجۃ و انما اتی من سوء
حفظہ انتہی کاشف میں ہے قال ابن معین لیس بحجۃ تقریب میں ہے صدوق یخطئ چہارم
محمد بن عجلان اس کا راوی بھی سیئی الحفظ ہے تقریب میں ہے محمد بن عجلان المدنی صدوق
الا انہ اختلطت علیہ احادیث ابی ہریرۃ انتہی سیوطی مصباح الزجاجہ میں لکھتے ہیں۔ فی
سنن البیہقی قال ابو حاتم ہذہ الکلمۃ ای و اذا قرء فانصتوا من تخالیط ابن عجلان انتہی
خلاصہ میں ہے و ذکرہ البخاری فی الضعفاء میزان میں ہے محمد بن عجلان قال الحاکم اخرج لہ
مسلم فی کتابہ ثلثۃ عشر حدیثا کلہا شواہد و قد تکلم المتاخرون من ائمتنا فی سوء حفظہ قلت و الثلثۃ
المسمون ای مالک و شعبۃ و یحیی القطان قبل ما رووا عنہ قال یحیی القطان کان مضطربا فی حدیث
نافع و قال عبد الرحمن بن القاسم قیل لمالک ان ناسا من اہل العلم یحدثون قال من ہم فقیل
لہ ابن عجلان فقال لم یکن ابن عجلان یعرف ہذہ الاشیاء و لم یکن عالما انتہی مقدمہ فتح میں
ہے محمد عجلان المدنی صدوق مشہور فیہ فقال من قبل حفظہ لہ مواضع معلقۃ انتہی۔ کاشف
میں ہے وثقہ احمد و ابن معین و قال غیرہما سیئی الحفظ و قال الحاکم ابو عبد اللہ خرج لہ ثلثۃ
عشر حدیثا کلہا فی الشواہد انتہی۔ پنجم محمد بن عجلان اس زیادۃ کی روایت کے ساتھ متفرد ہے

اگر کہا جاوے کہ روایت بیہقی میں خارجہ بن مصعب و یحیی بن العلاء نے اس کی متابعت کی ہے
تو جواب یہ ہے کہ یہ دونوں راوی بہت ضعیف بلکہ متہم بالکذب ہیں صلاحیت متابعت کی
نہیں رکھتے ہیں اما خارجہ بن مصعب پس تقریب میں ہے متروک وکان یدلس عن الکذابین
ویقال ان ابن معین کذبہ میزان میں ہے وہاہ احمد وقال ابن معین کذاب وقال مرۃ
ترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدارقطنی وغیرہ ضعیف خلاصہ میں ہے ضعفہ غیرہ احمد ووہاہ
احمد وترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدارقطنی وغیرہ ضعیف اما یحیی بن العلاء پس تقریب
میں ہے رمی بالوضع کاشف میں ہے ترکوہ خلاصہ میں ہے کذبہ وکیع واحمد میزان میں ہے
قال الدارقطنی متروک وقال احمد بن حنبل کذاب یضع الحدیث وروی عباس عن یحیی لیس بثقۃ
انتہی میزان میں اس کی چند احادیث موضوعہ ذکر کی ہیں ششم حدیث صحیح علاء میں ہے کہ
حضرت ابوہریرہ رض نے امر کیا ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے خلف الامام اور صحت حدیث علاء
کا مقتضی ہے خطاء حدیث ابوہریرہ اذا قرأ فانصتوا پس معلوم ہوا کہ یہ زیادۃ حدیث ابوہریرہ
میں ثابت نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ حدیث علاء محمول ہے صلوۃ سریہ پر اور زیادۃ مذکورہ
محمول ہے جہریہ پر تو جواب یہ ہے کہ جزء القراءۃ میں حدیث علاء میں یہ لفظ وارد ہے قلت
یا ابا ہریرۃ کیف اصنع اذا کنت مع الامام وہو یجہر بالقراءۃ قال ویلک یا فارسی اقرء بہا فی نفسک
اگر کہا جاوے کہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور وہ ضعیف ہے تو جواب یہ ہے کہ
محققین کے نزدیک اس کی سب جروح غیر مقبول ہیں سوائے تدلیس کے کما تقدم اور یہاں
اس نے حدثنا کہا ہے۔ پس تدلیس کا مظنہ باقی نہ رہا اور مؤید ہے اس کی روایت عاصم کی
جزء القراءۃ میں ہے وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ اقرأ فیہا بیجہر ہفتم ابو خالد مدلس ہے جزء القراءۃ
میں ہے قال احمد اراہ کان یدلس انتہی اور یہاں اس نے عن کہا ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر
مقبول ہے ہشتم بعد تسلیم صحت حدیث ابوموسی الاشعری وحدیث ابوہریرہ جس میں یہ زیادت
ہے کہا جائیگا کہ اس سے مدعی حنفیہ کا کہ منع قراءۃ فاتحہ خلف الامام ہے جہریہ و سریہ میں ثابت
نہیں ہوتا ہے بلکہ منع قراءۃ خلف الامام جہریہ میں ثابت ہوتا ہے فالاتیم التقریب ہاں یہ دلیل
مالکیہ کی البتہ ہوسکتی ہے اسی لئے حافظ نے فتح .... میں کہا واستدل من اسقطہا عنہ فی الجہریۃ
کالمالکیۃ بحدیث واذا قرأ فانصتوا وہو حدیث صحیح اخرجہ مسلم من حدیث ابی موسی الاشعری
انتہی پھر اس استدلال کا جواب بھی دیا ہے وہ جو وجہ نہم میں ابھی انشاء اللہ تعالے آتا ہے اور

سندی حنفی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں قولہ واذا قرء فانصتوا کم ای اسکتوا للاستماع
وہذا لایکون الا حالۃ الجہر ہم جمع بین الحدیثین یعنے حدیث عبادۃ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
وحدیث واذا قرء فانصتوا ممکن ہے بدیں وجہ کہ انصات کیا جاوے اعدا سے فاتحہ میں اگر
کہا جاوے کہ جمع منحصر اس صورت میں نہیں ہے بلکہ یوں بھی ہو سکتی ہے کہ حدیث عبادۃ غیر
ماموم پر محمول کیجاوے کیونکہ دونوں حدیثیں من وجہ عام ہیں حدیث عبادہ تو ماموم وغیر ماموم
کے لئے عام ہے اور حدیث واذا قرء فانصتوا فاتحہ وغیر فاتحہ کے لئے عام ہے فلا وجہ لجعل
احدھما مخصصا دون الآخر من دون مرجح تو جواب یہ ہے کہ یہاں حنفیہ مدعی ہیں و اہل حدیث
مانع اور مانع کو ابداء احتمال کافی ہے نہ مدعی کو کما تقدم والالزم مقابلۃ المنع بالمنع علاوہ اسکے
جب دونوں حدیثیں من وجہ عام ہیں اور کوئی وجہ ترجیح کی نہیں ہے تو مرجح تلاش کیا
گیا پس وہ حدیث مرجح پائی گئی جس میں فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء
بہا ہے اور یہ حدیث بہت طرق سے وارد ہوئی ہے و ناقدین نے اس کی تحسین و تصحیح کی
ہے۔ کما تقدم۔ وثانیًا یہ کہ حمل کیا جاوے انصات ترک جہر پر جیسا کہ بیہقی نے معرفۃ میں کہا
او یحمل الانصات فیہ علی ترک الجہر کما فی الحدیث الصحیح عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال کان
رسول اللہ صلعم اذا کبر فی الصلوٰۃ سکت ہنیۃ قبل ان یقرء فقیل لہ یا رسول اللہ ما تقول
فی سکوتک بین التکبیر والقراءۃ فقال اقول اللہم باعد بینی وبین خطایای الحدیث انتہے۔ کذا
ذکرہ الزیلعی۔ دلیل ششم حنفیہ کی حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یہ حدیث
اشہر ادلہ حنفیہ سے ہے اور چند طرق سے وارد ہے اور سب طرق ضعیف ہیں یہ حدیث جابر
بن عبد اللہ و ابن عمر و خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی
ہے اما حدیث جابر پس اخراج کیا اس کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں عن جابر الجعفی عن
ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ یہ حدیث
ضعیف ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اس کی سند میں جابر جعفی ہے وہ بہت ضعیف ہے یہاں تک
کہ اس کو بعض نے کذاب کہا ہے زیلعی میں ہے وجابر الجعفی مجروح روی عن ابی حنیفۃ انہ
قال ما رایت اکذب من جابر الجعفی تقریب میں ہے جابر بن یزید الحارث الجعفی ابو عبد اللہ الکوفی
ضعیف رافضی انتہے کاشف میں ہے من اکبر علماء الشیعۃ وثقہ شعبۃ وترکہ جماعۃ قال ابو داؤد
لیس فی کتابی لہ سوے حدیث فی السہو خلاصہ میں ہے وثقہ الثوری وغیرہما وقال النسائی متروک

فی (د) فردحدیث اسئے مقدمہ صحیح مسلم میں ہے حدثنا ابو غسان محمد بن عمرو الرازی قال سمعت
جریرا یقول لقیت جابر بن یزید الجعفی فلم اکتب عنه لانه کان یؤمن بالرجعة حدثنا حسن الحلوانی قال
نا یحیی بن آدم قال نا مسعر قال نا جابر بن یزید قبل ان یحدث ما احدث وحدثنی سلمة بن شبیب
قال نا الحمیدی قال نا سفیان قال کان الناس یحملون عن جابر قبل ان یظهر ما اظهر فلما اظهر ما
اظهر اتهمه الناس فی حدیثه وترکه بعض الناس فقیل له وما اظهر قال الایمان بالرجعة وحدثنی سلمة
بن شبیب قال نا سفیان قال سمعت رجلا سال جابرا عن قوله تعالی فلن ابرح الارض حتے
یاذن لی ابی او یحکم الله لی وهو خیر الحاکمین قال فقال جابر لم یجئ تاویل هذه قال سفیان وکذب
فقلنا وما اراد بهذا فقال ان الرافضة تقول ان علیا فی السحاب فلا نخرج مع من خرج من ولده حتی ینادی
مناد من السماء یرید علیا انه ینادی اخرجوا مع فلان یقول جابر فذا تاویل هذه الآیة وکذب کانت
فی اخوة یوسف وحدثنا سلمة قال نا الحمیدی قال نا سفیان قال سمعت جابرا یحدث بنحو من
ثلاثین الف حدیث ما استحل ان اذکر منها شیئا وان لی کذا وکذا انتہے۔ سندی حنفی حاشیہ
ابن ماجہ میں لکھتے ہیں وفی مجمع الزوائد فی اسناده جابر الجعفی کذاب انتہے میزان میں ہے وقال
سلام بن ابی مطیع قال لی جابر الجعفی عندی خمسون الف باب من العلم ما حدثت بهم احدا فاتیت
ایوب فذکرت هذا له فقال اما الآن فهو کذاب وروی اسمعیل بن ابی خالد عن الشعبی انه
قال یا جابر لا تموت حتے تکذب علے رسول الله صلعم قال اسمعیل فما مضت الایام واللیالی
حتی اتهم بالکذب عبد الله بن احمد عن ابیه قال ترک یحیے القطان جابر الجعفی وحدثنا عنه عبد الرحمن
قدیما ثم ترکه بآخره وترک یحیے حدیث جابر بآخره ابو یحیی الحمانی سمعت ابا حنیفة یقول ما رأیت فیمن لقیت
افضل من عطاء ولا اکذب من جابر الجعفی ما اتیته بشئ الا جاءنی فیه بحدیث وزعم ان عنده کذا
وکذا الف حدیث لم یظهرها جریر بن عبد الحمید عن ثعلبة قال اردت جابر الجعفی فقال لی لیث
بن ابی سلیم لا تاته فانه کذاب وقال النسائی وغیره متروک وقال یحیے لا یکتب حدیثه ولا کرامة و
قال ابو داود لیس عندی بالقوی فی حدیثه وقال عبد الرحمن بن مهدی الا تعجبون من سفیان
بن عیینة لقد ترکت جابر الجعفی لقوله لما حکی عنه اکثر من الف حدیث ثم هو یحدث عنه وقال
ابو معاویة سمعت الاعمش یقول الیس اشعث بن سوار یسالنی عن حدیث فقلت لا ولا نصف
حدیث الیس انت الذی تحدث عن جابر الجعفی وقال جریر بن حمید لا استحل ان یحدث عن
جابر الجعفی کان یؤمن بالرجعة وقال یحیی بن یعلی المحاربی طرح زائدة حدیث جابر الجعفی وقال هو

كذاب يؤمن بالرجعة وقال عباس الدوري عن يحيى لم يدع جابرا من راه الا زائدة كان جابر
كذابا ليس بشئ وقال شهاب بن عباد سمعت ابا الاحوص يقول كنت اذا مررت بجابر الجعفي سالت
ربي العافية وذكر شهاب انه سمع ابن عيينة يقول تركت جابر الجعفي وما سمعت منه قال دعا
رسول الله صلعم عليا فعلمه مما تعلم ثم دعا علي الحسن فعلمه مما تعلم ثم دعا الحسن الحسين فعلمه مما تعلم ثم الحسين
دعا ولده حتى بلغ جعفر بن محمد قال سفيان فتركته لذلك الشافعي سمعت سفيان سمعت من جابر
الجعفي كلاما بادرت خفت ان يقع علينا السقف قال سفيان كان يؤمن بالرجعة وقال الجوزجاني
كذاب سالت احمد عنه فقال تركه عبد الرحمن فاستراح العقيلي ثنا حيان بن اسحق المروزي ثنا
اسحق بن ماهويه الترمذي ثنا يحيى بن يعلى سمعت زائدة يقول جابر الجعفي رافضي يشتم اصحاب
النبي صلعم انتہی ملخصا حافظ عبد العظیم منذری ترغیب الترہیب میں لکھتے ہیں جابر بن زید الجعفی
الكوفي عالم الشيعة ترك يحيى القطان حديثه وقال النسائي وغيره متروك ووثقه شعبة وسفيان
الثوري وقال وكيع ما شككتم في شئ فلا تشكوا ان جابر الجعفي ثقة انتہی۔ دوم یہ کہ جابر جعفی مدلس ہے
میزان میں ہے وقال یحیی بن ابی بکیر عن شعبة كان جابر اذا قال انا وثنا وسمعت فهو من اوثق
الناس انتہی جزء القراءة میں ہے قال البخاری وروی الحسن بن صالح عن جابر عن ابی الزبیر
عن جابر عن النبی صلعم ولا یدری اسمع جابر من ابی الزبیر ام لا انتہی اور عنعنہ مدلس کا مقبول
نہیں اگر کہا جاوے کہ جابر جعفی کی متابعت لیث بن ابی سلیم نے کی ہے زیلعی میں ہے واخرجه
ابن عدی والدارقطنی عن الحسن بن صالح عن لیث بن ابی سلیم وجابر عن ابی الزبیر مرفوعا
نحوه قال ابن عدی وهذا معروف بجابر الجعفی ولكن الحسن بن صالح قرنه بالليث والليث ضعفه
احمد والنسائي وابن معين والسعدي ولكنه مع ضعفه يكتب حديثه فان الثقات رووا عنه كشعبة
والثوري وغيرهما انتہی تو جواب یہ ہے کہ لیث بن ابی سلیم قوی الضعف ہے میزان میں ہے
ليث بن ابي سليم الليثي الكوفي احد العلماء قال احمد مضطرب الحديث ولكن حدث عنه الناس
وقال يحيى والنسائي ضعيف وقال ابن حبان اختلط في آخر عمره وقال عبد الله بن احمد ثنا
ابي قال ما رايت يحيى بن سعيد اسوأ رايا في احد منه في ليث ومحمد بن اسحق وهمام لا يستطيع
احد ان يراجعه فيهم وقال ابن معين ليث اضعف من عطاء بن السائب وقال محمد بن الفضيل
سالت عيسى بن يونس عن ليث بن ابي سليم فقال قد رأيته وكان قد اختلط وكنت ربما مررت
به ارتفاع النهار وهو على المنارة يؤذن انتہی تقریب میں ہے صدوق اختلط اخيرا ولم يتميز

حدیثه فترک انتہی خلاصہ میں ہے قال احمد مضطرب الحدیث ترغیب و ترہیب میں ہے لیث
بن ابی سلیم فیہ خلاف و قد حدث عنہ الناس و ضعفہ یحییٰ والنسائی و قال ابن حبان اختلط
فی آخر عمرہ و قال مؤمل بن الفضل سالت عیسیٰ بن یونس عن لیث فقال قد رایتہ و کان قد
اختلط و کنت ربما مررت ارتفاع النہار و ہو علی المنارۃ یؤذن انتہی ان عبارات سے ظاہر
ہوا کہ اختلاط لیث کا اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ ارتفاع نہار کے وقت منارہ پر اذان دیتا تھا اور
حدیث اُس کی متمیز نہوئی کہ قبل الاختلاط کون لیگئی ہے اور بعد الاختلاط کون اسلیے اُس کی
حدیث چھوڑ دی گئی پس اس کے قوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے اور جابر جعفی بھی
قوی الضعف ہے بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے اور بعض نے متروک الحدیث پس حدیث
جابر کے ضعف کا انجبار حدیث لیث سے نہیں ہو سکتا ہے اور نہ حدیث لیث کا انجبار حدیث
جابر سے الفیہ عراقی میں ہے وان یکن الکذب او شذا او قوی الضعف فلم یجبر ذا
فتح الباقی وغیرہ میں ہے کحدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من امر دینہا بعثہ اللہ یوم القیامۃ
فی زمرۃ الفقہاء والعلماء فقد اتفق الحفاظ علی ضعفہ مع کثرۃ طرقہ لقوۃ ضعفہ وقصورہا عن الجبر
بخلاف ما مر مما خف ضعفہ ولم یقصر الجابر عن جبرہ انجبر واعتضد وکحدیث طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم قال البیہقی ہذا حدیث مشہور بین الناس واسنادہ ضعیف قد روی من اوجہ
کثیرۃ کلہا ضعیف انتہی سیوم راوی اس کا محمد بن مسلم ابو الزبیر مکی مدلس ہے تقریب میں
ہے صدوق الا انہ یدلس مقدمہ فتح میں ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر المکی احد التابعین
مشہور وثقہ الجمہور وضعفہ بعضہم لکثرۃ التدلیس وغیرہ انتہی اور یہاں اُس نے عن کہا
ہے دوسرا طریق حدیث جابر کا وہ ہے جسکو دار قطنی لائے ہیں عبارت اُن کی یہ ہے حدثنا علی
بن عبد اللہ بن مبشر ثنا محمد بن حرب الواسطی ثنا اسحق الازرق عن ابی حنیفۃ عن موسی بن ابی عائشۃ
عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ
قراءۃ لم یسندہ عن موسی بن ابی عائشۃ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان انتہی اور نیز
سنن دار قطنی میں ہے حدثنا بہ احمد بن محمد بن سعید نا یوسف بن یعقوب بن ابی الازہر الیتمی
ثنا عبید بن یعیش ثنا یونس بن بکیر ثنا ابو حنیفۃ والحسن بن عمارۃ ہذا الحسن بن عمارۃ متروک
الحدیث وروی ہذا الحدیث سفیان الثوری وشعبۃ واسرائیل بن یونس وشریک وابو خالد
الدالانی وابو الاحوص وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد الحمید وغیرہم عن موسی بن ابی عائشۃ

عن عبد الله بن شداد مرسلا عن النبی صلعم وهذا هو الصواب انتہے اس حدیث میں کلام ہے بچند
وجوہ اول یہ کہ اس کی سند میں امام ابو حنیفہ واقع ہیں نسائی و دارقطنی و ابن عدی و ابن
الجوزی وغیرہم نے ان کی تضعیف کی ہے تحقیق المقام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ مختلف فیہ ہیں۔
تاریخ ابن خلکان میں ہے وقد ذکر الخطیب فی تاریخہ منها اے مناقب الامام ابی حنیفة شیئا
کثیرا ثم اعقب ذلک بذکر ما کان الالیق ترکه والاضراب عنه فمثل هذا الامام لا یشک فی دینه ولا
فی ورعه وتحفظه انتہے اور خیرات حسان میں ہے اعلم ان الخطیب لم یقصد بذلک الا جمع ما قیل فی
الرجل علی عادة المورخین ولم یقصد بذلک حطه عن مرتبته وانتقاصه بدلیل انه قدم کلام
المادحین واکثر منه ومن نقل مآثره السابقة اذ اکثر مما اعتمد اهل المناقب فیه علی تاریخ بغداد
للخطیب ثم عقبه بذکر کلام القادحین فیه انتہے۔ اور خیرات حسان میں ہے قال ابو یوسف بن
عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفة ووثقوه واثنوا علیه اکثر من الذین تکلموا فیه والذین تکلموا فیه
من اهل الحدیث اکثر ما عابوا علیه الاغراق فی الرائے والقیاس انتہے۔ میزان میں ہے
وترجم له الخطیب فی فصلین من تاریخه واستوفی کلام الفریقین معدلیه ومضعفیه انتہے تذکرة الحفاظ
میں ہے ابو حنیفة الامام الاعظم فقیه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی مولاهم الکوفی
مولده سنة ثمانین رای انس بن مالک غیر مرة لما قدم علیهم الکوفة رواه ابن سعد عن سیف
بن جابر انه سمع ابا حنیفة یقول وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الاعرج وعدی
بن ثابت وسلمة بن کهیل وابی جعفر محمد بن علی وقتادة وعمرو بن دینار وابی اسحٰق وخلق کثیر وحدث
عنه وکیع ویزید بن هارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید الله بن موسیٰ وابو
نعیم وابو عبد الرحمن المقرئ وبشر کثیر وکان اماما ورعا عالما متعبدا کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان
بل یتجر ویتکسب قال ضرار بن صرد سئل یزید بن هارون ایما افقه الثوری او ابو حنیفة فقال ابو حنیفة
افقه وسفیان احفظ للحدیث وقال یزید ما رایت احدا اورع ولا اعقل من ابی حنیفة وروی احمد
بن محمد بن القاسم بن محرز عن یحییٰ بن معین قال لا باس به لم یکن یتهم ولقد ضربه یزید بن عمر بن هبیرة
علی القضاء فابی ان یکون قاضیا وقال ابو داود رحمه الله ان ابا حنیفة کان اماما انتہے مختصرا
حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ۔ ۔ ۔ ۔ میں لکھتے ہیں قال محمد بن سعد سمعت یحییٰ بن
معین یقول کان ابو حنیفة ثقة لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظه وقال صالح
بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفة ثقة فی الحدیث انتہے ابن الاثیر جزری نے

جامع الاصول میں لکھا ہے ذکرہ ھہنا الی شرح مناقبہ و فضائلہ لاطلنا الخطب و لم نقصد الی القدح منہا فانہ کان عالما زاہدا عابدا ورعا تقیا اماما فی علوم الشریعۃ مرضیا انتہے اور خیرات حسان میں ہے قال ابو عمر یوسف بن عبد البر و قد قال ابن المدینی ہو ثقۃ لاباس بہ و کان شعبۃ حسن الرائے فیہ و قال یحییٰ بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ و اصحابہ فقیل لہ و کان یکذب قال لا انتہے اور نیز خیرات حسان میں ہے و سئل سفیان عنہ قال نعم کان ثقۃ صدوقا فی الفقہ و الحدیث مامونا علی دین اللہ و سئل ابن معین عنہ اثقۃ ہو فقال نعم ما سمعت احدا یضعفہ ہذا شعبۃ یکتب الیہ ان یحدث انتہے مزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ و لا یحدث بما لا یحفظ و قال صالح بن محمد الاسدی سمعت یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث و قال احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن یحییٰ بن معین کان ابو حنیفۃ لا باس بہ و قال مرۃ کان ابو حنیفۃ عندنا من اہل الصدق و لم یتہم بالکذب انتہے ذہبی نے تذہیب میں کہا قال صالح بن محمد جزرۃ و غیرہ سمعت یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث و روی احمد بن محمد بن محرز عن ابن معین لا باس بہ انتہے تقریب میں ہے النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس و یقال مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ انتہے خلاصہ میں ہے النعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفۃ امام العراق و فقیہ الامۃ عن عطاء و نافع و الاعرج و طائفۃ و عنہ ابنہ حماد و زفر و ابو یوسف و محمد و جماعۃ و ثقہ ابن معین و قال ابن المبارک ما رأیت فی الفقہ مثل ابی حنیفۃ و قال مکی ابو حنیفۃ اعلم اہل زمانہ و قال القطان لا نکذب اللہ ما سمعنا احسن من رائے ابی حنیفۃ قال ابن المبارک ما رایت اورع منہ انتہے کاشف میں ہے النعمان بن ثابت بن زوطا الامام ابو حنیفۃ فقیہ اہل العراق مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبۃ رائے انسا و سمع عطاء و الاعرج و نافعا و عکرمۃ و عنہ ابو یوسف و محمد و ابو نعیم افردت سیرتہ فی جزء انتہے نسائی کتاب الضعفاء و المتروکین میں لکھتے نعمان بن ثابت ابو حنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث و ہو کثیر الغلط و الخطاء علی قلۃ روایتہ انتہے میزان میں ہے النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام الرائے ضعفہ النسائی من جہۃ حفظہ و ابن عدی و آخرون و ترجم لہ الخطیب فی فصلین من تاریخہ و استوفی کلام الفریقین معدلیہ و مضعفیہ انتہے اگر کہا جاوے کہ یہ عبارت بعض نسخ میزان میں ہے اور بعض میں نہیں جیسا کہ کاتب نے عذر کیا ہے بدیں عبارت لما لم تکن ہذہ الترجمۃ فی نسخۃ و کانت فی الاخری اوردتہا علی الحاشیۃ

اس لئے یہ عبارت قابل اعتماد نہیں تو جواب یہ ہے کہ بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا
موجب عدم اعتماد نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ نسخہ جو متن میں لکھا گیا ہے وہ بھی قابل اعتماد
نہ ہو علاوہ اس کے بخاری و ابوداؤد کی کتنی روایتیں ایسی ہیں کہ بعض نسخے میں ہیں بعض میں
نہیں اور ان کو بھی حاشیہ میں لکھا جاتا ہے چاہیئے کہ وہ روایتیں بھی قابل اعتماد نہ سمجھی
جاویں نیموی نے تعلیق حسن میں لکھا ہے قلت ومما یدل علی انہا الحاقیہ ان الذہبی لم یورد
کنیۃ الامام فی باب الکنی من المیزان علے حسب عادتہ والدلیل الواضح علی کونہا الحاقیۃ ثم
ان الذہبی اقر بنفسہ انہ لم یذکر ترجمتہ فی المیزان حیث قال فی دیباجتہ وکذا لا اذکر فی کتابی
من الائمۃ المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتہم فی الاسلام وعظمتہم فی النفوس مثل ابی حنیفۃ والشافعی
والبخاری انتہی وقال العلامۃ العراقی فی شرح الالفیۃ والسیوطی فی تدریب الراوی الا انہ
لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین انتہی کلامہما فہذہ العبارات تنادی باعلے
صوت ان ترجمۃ الامام علے ما فی بعض النسخ الحاقیۃ جدا انتہی قلت وفیہ کلام من وجوہ الاول
ان الذہبی لیس من عادتہ ایراد کنیۃ صاحب الترجمۃ فی باب الکنی بل قد یورد وقد لا یورد ولہ
امثلۃ کثیرۃ منہا ابان بن جبلۃ الکوفی ابو عبد الرحمن لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابان بن ابی
عیاش فیروز ابو اسمعیل البصری لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی - ومنہا ابان بن یزید العطار الحافظ
ابو یزید البصری لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابان بن جعفر ابو سعید لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا
ابراہیم بن اسمعیل بن ابی حبیبۃ الاشہلی ابو اسمعیل لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم
بن خالد ابو ثور الکلبی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن زکریا ابو اسحق العجلی البصری
المعلم لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف ابو اسحق
الزہری المدنی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم سعید الجوہری الحافظ ابو اسحق البغدادی
لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا ابراہیم بن عبد الصمد بن موسی بن محمد ابو اسحق الہاشمی العباسی
امیر الحاج لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا محمد بن اسحق بن یسار ابو بکر المخرمی لیس لکنیۃ ذکر
فی الکنی ومنہا اسحق بن ابراہیم بن مخلد الحافظ ابو یعقوب الحنظلی ابن راہویہ لیس لکنیۃ
ذکر فی الکنی ومنہا الحسین بن صالح ابن حی الفقیہ ابو عبد اللہ الہمدانی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی
ومنہا الاقلح بن العلاء ابو العلاء السعدی الکوفی لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی ومنہا موسی بن اسمعیل
ابو سلمۃ المنقری التبوذکی البصری الحافظ الحجۃ لیس لکنیۃ ذکر فی الکنی وغیر ذلک من غیر واحد

من الامثلة - والثانی ان الذہبی قال بعد قولہ وکذا لا اذکر فی کتابی من الآئمۃ المتبوعین الی قولہ والبخاری فان ذکرت احدا منہم فاذکرہ علی الانصاف ومایضرہ ذلک عند اللہ ولا عند الناس اذ انما یضر الانسان الکذب والاصرار علی کثرۃ الخطاء والتجری علی تدلیس الباطل فانہ خیانۃ وجنایۃ والمرء المسلم یطبع علی کل شئے الا الخیانۃ والکذب انتہے فہذا اصرح دلیل علی ان الذہبی لاینفی ذکر احد من الائمۃ المتبوعین مطلقا فی کتابہ وانما ینفی ذکر احد منہم علی غیر الانصاف والثالث ان قول العراقی والسیوطی الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین مبنی علی عدم عثورہما علی النسخۃ التی فیہا ذکر ترجمۃ الامام ابیحنیفۃ رح وہذا لایقتضی کونہا الحاقیۃ ویعضدہ مافی فتح الباقی فی مبحث الجرح المفسر من انہ یکون قادحا کما فسر الذہبی وابن عبدالبر وابن عدی والنسائی والدارقطنی فی ابیحنیفۃ انہ ضعیف من قبل حفظہ انتہے فہذا التفسیر من الذہبی انکان فی المیزان فقد ثبت صحۃ النسخۃ التی فیہا ذکر ترجمۃ الامام وان کان فی غیرہ فقد ثبت التائید وقال النیموی ایضا فی التعلیق الحسن فحاصل الکلام ان الجرح المفسر لم یثبت فی حق الامام ابی حنیفۃ عن احد من آئمۃ الفن قولا یقدح فی عدالتہ الجرح المبہم الذی صدر عن الدارقطنی واضرابہ انتہے اقول قد ثبت من فتح الباقی کون الجرح مفسرا والجرح المبہم وان لم یقدح فی العدالۃ الا انہ یوجب التوقف عن الاحتجاج بارواہ کما قال ابن الصلاح فی مقدمتہ وقال النیموی ایضا علے ان الجرح المفسر ایضًا لایقبل بعض الاحیان فی حق الاعیان الخ اقول الجرح المفسر اذا صدر من الآئمۃ الغیر المتشددین کالذہبی وابن عبدالبر وغیرہما ولم یوجد ہناک قرینۃ یحمل علے الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافسۃ دنیویۃ فای وجہ لعدم قبولہ ومن ہہنا عرفت بطلان ماقالہ المولوی عبدالحی المرحوم فی غیث الغمام حیث قال وخلاصۃ المرام فی ہذا المقام انہ لاشبہۃ فی کون ابیحنیفۃ ثقۃ وکون روایتہ معتبرۃ مصححۃ والجروح الواقعۃ علیہا بعضہا مبہمۃ وبعضہا صادرۃ من اقرانہ وبعضہا من المتعصبین المخالفین لہ وبعضہا من المشددین المتساہلین فکلہا غیر مقبولۃ انتہے وجہ البطلان ان بعض الجروح مفسر صادر من غیر الاقران ومن غیر المتعصبین ومن غیر المشددین بوجہ الذہبی وابن عبدالبر وعلی بن المدینی وغیرہم فلا وجہ لعدم قبولہ میزان میں ترجمہ اسمٰعیل بن حماد میں ہے اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلثہم ضعفاء انتہے یہاں ذہبی نے ابن عدی کا قول نقل کرکے اسپر رد نہیں کیا یہ پکی دلیل ہے اسپر کہ امام ابوحنیفہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں ورنہ ذہبی موافق اپنی عادت کے ضرور ابن عدی پر رد کرتا اس عادت کے اثبات میں چند عبارات

پیش کیجاتی ہیں۔ میزان میں ترجمہ ابان بن اسحق المدنی میں ہے قال ابو الفتح الازدی متروک قلت لا یترک فقد وثقہ احمد العجلی اور ترجمہ ابان بن یزید العطار میں ہے ثم قال ابن عدی ہو... حسن الحدیث فیا سکت یکتب حدیثہ وعامتہا مستقیمۃ وارجوانہ من اہل الصدق قلت بل ہو حجۃ ثقۃ وقد اوردہ ایضاً العلامۃ ابو الفرج ابن الجوزی فی الضعفاء ولم یذکر فیہ اقوال من وثقہ وہذا من عیوب کتابہ یسرد الجرح ویسکت عن التوثیق ولولا ان ابن عدی وابن الجوزی ذکرا ابان بن یزید لما اوردتہ اصلا انتہے اور ترجمہ ابراہیم بن ایوب الفرسانی الاصبہانی میں ہے قال ابو حاتم مجہول قالہ عنہ ابن الجوزی وما رأیتہ انا فی کتاب ابن ابی حاتم بل فیہ انہ روی عنہ النضر بن ہشام وعبد الرزاق بن بکر الاصبہانیان انتہے اور ترجمہ ابراہیم بن البراء بن النضر بن انس بن مالک الانصاری میں ہے قال ابن حبان ہو الذی روی عن الشاذکونی عن الدراوردی عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ مرفوعا من ابی صبیاحتے یتشہد وجبت لہ الجنۃ وہذا باطل قلت احسب ان ابراہیم بن البراء ہذا الراوی عن الشاذکونی آخر صغیر انتہے حافظ ابن عبد البر تمہید شرح موطا بحث قراءۃ خلف الامام میں لکھتے ہیں لم یسندہ ای حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ غیر ابی حنیفۃ رح وہو سیئ الحفظ عند اہل الحدیث انتہے امام محمد بن نصر مروزی قیام اللیل میں لکھتے ہیں سمعت اسحق بن ابراہیم یقول قال ابن المبارک کان ابو حنیفۃ یتیما فی الحدیث انتہے ابن الجوزی منتظم میں لکھتے ہیں عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال سألت ابی عن ابی حنیفۃ یضعفہ جدا وقال خمسون حدیثا اخطأ فیہا انتہے۔ اور نیز منتظم میں ہے عن ابی حفص عمر بن علی قال ابو حنیفۃ رح لیس بحافظ مضطرب الحدیث واہب الحدیث انتہے اور نیز اُسی میں ہے قال ابو بکر بن داؤد جمیع ما روی ابو حنیفۃ الحدیث مائۃ وخمسون اخطأ او قال غلط فی نصفہا انتہے ان عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رح بوجہ سوء حفظ کے ضعیف ہیں اور اگر ثقہ ہونا اُن کا تسلیم کر لیا جاوے تو بھی یہ حدیث جابر ضعیف ہے بسبب شذوذ کے کیونکہ امام صاحب نے ثقات اثبات کے خلاف اِس حدیث کو مسند کیا ہے اور ثقات اثبات نے اُس کو مرسلا روایت کیا ہے وہ ثقات اثبات یہ ہیں سفیان ثوری وشعبہ واسرائیل بن یونس وشریک وابو خالد والانی وابو الاحوص وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد الحمید وابو عوانۃ وزائدہ وزہیر وابن ابی لیلی وقیس کما یظہر من سنن الدارقطنی وکتاب المعرفۃ للبیہقی والکامل لابن عدی اگر کہا جاوے کہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں

وقولہم ان الحفاظ الذین عدوہم لم یرفعوہ غیر صحیح قال احمد بن منیع فی مسندہ اخبرنا اسحق الازرق ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبید اللہ بن شداد عن النبی صلعم فذکرہ ولم یذکر عن جابر ورواہ عبد بن حمید ثنا ابو نعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم فذکرہ واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین والثانی علی شرط مسلم فہولاء سفیان وشریک وجریر وابو الزبیر رفعوہ بالطریق الصحیحۃ فبطل عدہم فیمن لم یرفعہ انتہے تو جواب یہ ہے کہ اس کلام میں نظر ہے بچند وجوہ - اوّل یہ کہ مسند احمد بن منیع کتب متداولہ درسیہ میں سے نہیں ہے اسلئے اُسکے نسخون میں زیادۃ ونقصان وسہو کاتب کا احتمال قوی ہے پس مدعی صحت کو چاہئے کہ کسی نسخہ صحیحہ مسند احمد بن منیع میں یہ روایت دکھلادی اور دلیل واضح سہو کاتب پر یہ ہے کہ دارقطنی وبیہقی وابن عدی وغیرہم نے رفع سفیان وشریک کو مرسل ٹھیرایا ہے فتح القدیر میں ہے واعترف المضعفون رفعہ مثل الدارقطنی والبیہقی وابن عدی بان الصحیح انہ مرسل انتہے تخریج زیلعی میں ہے قال الدارقطنی وہذا الحدیث لم یسندہ عن جابر بن عبد اللہ غیر ابیحنیفۃ والحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان وقد رواہ سفیان الثوری وابو الاحوص وشعبۃ واسرائیل وشریک وابو خالد الدالانی وسفیان بن عیینۃ وجریر بن عبد الحمید وغیرہم عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم مرسلا وہو الصواب انتہے وقال البیہقی فی المعرفۃ وقد روی السفیانان ہذا الحدیث وابو عوانۃ وشعبۃ وجماعۃ من الحفاظ عن موسی بن ابی عائشۃ فلم یسندوہ عن جابر قال ابن عدی وہذا الحدیث زاد فیہ ابو حنیفۃ جابر بن عبد اللہ وقد رواہ جریر والسفیانان وابو الاحوص وشعبۃ وزائدۃ وزہیر وابو عوانۃ وابن ابی لیلی وقیس وشریک وغیرہم فارسلوہ ورواہ الحسن بن عمارۃ کما رواہ ابو حنیفۃ وہو اضعف انتہے حافظ ابن حجر تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں قال الدارقطنی وابن عدی لم یسندہ غیر ابیحنیفۃ وتابع الحسن بن عمارۃ وہما ضعیفان ورواہ الثوری وشعبۃ وتمام العشرۃ عن موسی عن عبد اللہ بن شداد مرسلا انتہے پس تعجب ہے کہ یہ روایت دارقطنی وبیہقی وابن عدی وزیلعی وحافظ ابن حجر کو تو نہ ملی اور ابن الہمام کو ملگئی الحاصل حدیث جابر کا مسند مسند احمد بن منیع کے نسخہ صحیحہ میں پایا جانا ممنوع ہے اور سند اس منع کی یہی ہے کہ یہ روایت دارقطنی وبیہقی وابن عدی وزیلعی وحافظ ابن حجر اور ائمہ ستہ وغیرہم کسی کو نہ ملی اور نہ مالکیہ وشافعیہ وحنابلہ میں سے کسی نے

اِس روایت کو پایا اور نہ کسی نے متقدمین حنفیہ میں سے مانند امام ابو یوسف و امام محمد و طحاوی وغیرہم کے صرف ایک ابن الہمام اسپر مطلع ہوئے پس اس سے احتمال قوی ہوتا ہے کہ یا تو وہ نسخہ مسند احمد بن منیع کا غلط تھا یا ابن الہمام کو کچھ وہم ہو گیا دوم علے تقدیر تسلیم اس روایت کے کہا جائے گا کہ احمد بن منیع یا اون کے استاد یعنی اسحق ازرق کے ثقات اثبات کے خلاف یہ روایت کی ہے اِس لئے یہ شاذ ہوئی سیوم سفیان و شریک کی روایت جب مختلف ہے تو موافق قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کے ساقط ہو جائینگے - اب تعداد مرسلا روایت کرنیوالوں کی یہ ہوئی شعبہ اسرائیل بن یونس - ابو خالد دالانی - ابو الاحوص - سفیان بن عیینہ جریر بن عبد الحمید - ابو عوانہ زائدہ - زہیر - ابن ابی لیلی - قیس اور مسندا روایت کرنیوالوں کی تعداد یہ ہوئی امام ابو حنیفہ و حسن بن عمارہ اور چونکہ امام ابو حنیفہ کی روایت بھی مختلف ہے زیلعی میں ورواہ عبد اللہ بن المبارک ایضاً عن ابی حنیفۃ مرسلا انتہی پس وہ بھی ساقط ہو گئی بسبب تعارض کے پس اب مسندا روایت کرنے والے ایک حسن بن عمارہ باقی رہے اور وہ قوی الضعف ہیں پس بمقابلہ گیارہ ثقات اثبات کے اُن کی کیا مقدار ہے پس یہ حدیث شاذ ہوئی بلکہ منکر کیونکہ حسن بن عمارہ قوی الضعف ہیں چہارم جریر کو رافعین یعنی مسندین میں سے گنا یہ ابن الہمام کی خطا فاحش ہے کیونکہ خود مسند احمد بن منیع میں ہے ولم یذکر عن جابر - پنجم ابو الزبیر کو مسندین میں سے ابن الہمام نے گنا ہے یہ حدیث اصل میں وہی حدیث ہے جسکی سند میں جابر و لیث واقع ہیں اُس کی بحث کچھ گذر گئی اور کچھ آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم غیث الغمام میں لکھتے ہیں وقد تابع ابا حنیفۃ فی روایتہ عن موسیٰ سفیان الثوری کما فی روایۃ الطحاوی وہو ثقۃ فلو لم یکن للحدیث المذکور الا ہذا الطریق لکفی للاحتجاج فکیف وقد عاضدتہ طرق منکثرۃ ورح لو ادعی ان سند ہذا الحدیث اقوی من سند حدیث عبادۃ الاتی ذکرہ او مثلہ لم یبعد فانصف اقول قد اخطاء ہذا الشیخ فی ہذا المقام خطاء بینا دنسی ماقدمتہ یداہ من نقل روایۃ الطحاوی حیث قال فی صـ۳۳ـ من امام الکلام وعن ابی بکرۃ نا ابو احمد نا سفیان الثوری عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم نحوہ ولم یذکر جابرا انتہی فانی تابع سفیان ابا حنیفۃ فی روایۃ الطحاوی وانی قد راجعت الطحاوی فوجدتہ کما نقل ہذا الشیخ اگر کہا جاوے کہ امام ابو حنیفہ کی متابعت حسن بن عمارہ نے کی ہے تو جواب یہ ہے کہ حسن بن عمارہ امام صاحب سے بھی زیادہ ضعیف ہے تقریب میں ہے الحسن ق ت ق بن عمارۃ البجلی مولاہم ابو محمد الکوفی قاضی بغداد متروک

انتہے کاشف میں ہے ضعفوہ خلاصہ میں ہے قال الدارقطنی متروک ورماہ ابن المدینی بالوضع انتہے
ورویٰ ابوداؤد عن شعبۃ قال یکذب وقال احمد متروک وقال ابن معین لیس حدیثہ بشئے وقال
ابن المدینی ما احتاج شعبۃ فیہ امرہ ابین من ذلک قیل اکان یغلط قال ایش یغلط وذہب الی
انہ کان یضع الحدیث وقال الجوزجانی ساقط وقال ابوحاتم ومسلم والدارقطنی وجماعۃ متروک وقال
احمد بن سعید الدارمی نا النضر بن شمیل ثنا شعبۃ قال افادنی الحسن بن عمارۃ عن الحکم سبعین حدیثا
فلم یکن لہا اصل وقال ابوداؤد الطیالسی قال شعبۃ الا تعجبون من جریر بن حازم ہذا المجنون
وعن حماد بن زید اتانی یسئلانی ان اکف عن ذکر الحسن بن عمارۃ لا واللہ لا اکف علی بن الحسن بن
شقیق قلت لابن المبارک لم ترکت حدیث الحسن بن عمارۃ قال جرحہ عندی سفیان الثوری وشعبۃ
وروی ابن المبارک عن ابن عیینۃ قال کنت اذا سمعت الحسن بن عمارۃ یروی عن الزہری
جعلت اصبعی فی اذنی وقال احمد بن حنبل کان وکیع اذا اتی علی حدیث الحسن بن عمارۃ قال اجیج
علیہ یعنی اضرب علیہ انتہے ملخصا یہاں سے معلوم ہوا کہ حسن بن عمارۃ متابعت کی صلاحیت نہیں
رکھتا ہے علاوہ اس کے وہ ضعف جو شذوذ سے ناشی ہو اُس کا انجبار متابعت سے نہیں ہو سکتا
کما تقدم حدیث جابر کا ایک طریق اور ہے زیلعی میں ہے طریق آخر اخرجہ الدارقطنی فی سننہ
والطبرانی فی معجمہ الوسط عن سہل بن العباس المروزی الترمذی ثنا اسمٰعیل بن علیۃ عن ایوب
عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے
قال الدارقطنی ہذا حدیث منکر وسہل بن العباس متروک ولیس بثقۃ وقال الطبرانی لم یرفعہ
احد عن ابن علیۃ الا سہل بن العباس ورواہ غیرہ موقوفا انتہے میزان میں ہے سہل بن العباس
الترمذی عن اسمعیل بن علیۃ ترکہ الدارقطنی وقال لیس بثقۃ انتہے اور اُس کی سند میں ابو الزبیر
مدلس ہے اور اُس نے یہاں ساتھ عنعنہ کے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں اِس
حدیث کا ایک اور طریق بھی ہے زیلعی میں طریق آخر اخرجہ الدارقطنی فی غرائب مالک من طریق
مالک عن وہب بن کیسان عن جابر بن عبد اللہ مرفوعا نحوہ سواء قال الدارقطنی ہذا باطل لا یصح
عن مالک ولا عن وہب بن کیسان وفیہ عاصم بن عصام لا یعرف انتہے اس حدیث کا ایک
ایک اور طریق بھی ہے زیلعی میں ہے طریق آخر رواہ الامام احمد فی مسندہ عن جابر بن عبد اللہ
عن النبی صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ولکن فی اسنادہ ضعف ورواہ مالک
عن وہب بن کیسان عن جابر من کلامہ ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ انتہے لفظ مسند احمد کا یہ ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا اسود بن عامر انا حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم قال من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ انتہے یہ وہی حدیث ہے جسکی نسبت فتح القدیر میں ہے ورواہ عبد بن حمید ثنا ابو نعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر فذکرہ انتہے اور عقود الجواہر المنیفہ فی ادلہ مذہب الامام ابی حنیفہ میں ہے وقول البیہقی بعد ان اوردہ من طریق الحسن بن صالح عن جابر ولیث بن ابی سلیم عن ابی الزبیر عن جابر وجابر ولیث لا یحتج بہما مسلم لہ ذلک لکن فی مصنف ابن ابی شیبۃ نا مالک بن اسمٰعیل عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر رفعہ قال المار دینی فی الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ہذا سند صحیح وکذا رواہ ابو نعیم عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر ولم یذکر الجعفی کذا فی اطراف المزی وسماع الحسن بن صالح عن الزبیر ممکن انتہے کذا فی غیث الغمام اس حدیث کی اُس روایت کی نسبت جو مسند احمد میں ہے زیلعی لکھتے ہیں ولکن فی اسنادہ ضعف میں کہتا ہوں یہ امر تنقیح طلب ہے کہ ضعف کی کیا وجہ ہے اسکا پہلا راوی عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل ہیں وہ ثقہ ہیں تقریب میں ہے عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ابو عبد الرحمن ولد الامام ثقۃ انتہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الامام الحافظ الحجۃ ابو عبد الرحمن محدث العراق ولد امام العلماء ابی عبد اللہ الشیبانی المروزی الاصل البغدادی قال الخطیب کان ثقۃ ثبتا فہما وما زلنا نری اکابر شیوخنا یشہدون لعبد اللہ بمعرفۃ الرجال ومعرفۃ علل الحدیث والاسماء والمواظبۃ علی الطلب حتے افرط بعضہم وقدمہ علی ابیہ فی الکثرۃ والمعرفۃ انتہے مختصراً دوسرا راوی ع اسود بن عامر ہے وہ بھی ثقہ ہے تقریب میں ہے الاسود بن عامر الشامی نزیل بغداد یکنی ابا عبد الرحمن ویلقب شاذان ثقۃ انتہے خلاصہ خلاصہ میں ہے وثقہ ابن المدینی تہذیب میں ہے وقال ابو حاتم صدوق انتہے تیسرا راوی حسن بن صالح وہ بھی ثقہ ہے تقریب میں ہے ع م عا الحسن بن صالح بن صالح بن حی ثقۃ فقیہ عابد رمی بالتشیع انتہے میزان میں ہے قال ابن معین وغیرہ ثقۃ وقال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ ہو اثبت من شریک وقال ابو حاتم ثقۃ حافظ متقن وقال ابو زرعۃ اجتمع فیہ اتقان وفقہ وعبادۃ وزہد وقال النسائی ثقۃ انتہے ملخصاً چوتھا راوی ع محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر ہے اُس کی نسبت تقریب میں ہے صدوق الا انہ یدلس خلاصہ میں ہے احد الائمۃ ثقۃ یدلس انتہے کاشف میں ہے حافظ ثقۃ میزان میں ہے واما ابن المدینی فسالہ عنہ محمد بن عثمان العبسی فقال ثقۃ ثبت واما ابو محمد ابن حزم فانہ یرد من حدیثہ ما یقول فیہ عن جابر ونحوہ لانہ عندہم ممن یدلس واذا قال سمعت واخبرنا

احتج بہ او یحتج بہ ابن حزم فانہ اذا قال عن مما رواہ عنہ اللیث بن سعد خاصۃ وقال ابن معین النسائی
وغیرہما ثقۃ وفی صحیح مسلم عدۃ احادیث مما لم یوضح فیہا ابو الزبیر السماع عن جابر ولا ہی من طریق اللیث
عنہ ففی القلب منہا انتہے مختصرا مقدمہ فتح میں ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر المکی احد التابعین
مشہور وثقہ الجمہور وضعفہ بعضہم لکثرۃ التدلیس وغیرہ واحتج بہ مسلم والباقون انتہے تذکرۃ الحفاظ
میں ہے وقال غیر واحد ہو مدلس فاذا صرح بالسماع فہو حجۃ مختصرا یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس
حدیث کے رواۃ میں کچھ جرح معتد بہ نہیں ہے سوائے تدلیس ابو الزبیر کے مگر اس حدیث میں
ایک علت شذوذ کی ہے کیونکہ اسود بن عامر نے خلاف ثقات اثبات کے حسن بن صالح
وابو الزبیر کے فیما بین ایک راوی جابر جعفی چھوڑ دیا ہے وہ ثقات اثبات یہ ہیں۔ ایک عبیداللہ
بن موسیٰ جنکی روایت سنن ابن ماجہ میں موجود ہے دوسری وتیسری اسحق بن منصور ویحییٰ
بن ابی بکر چوتھی وپانچویں بن ذان وابو غسان جنکی روایات سنن دارقطنی میں موجود ہیں
چھٹے احمد بن عبداللہ بن یونس جنکی روایات طحاوی شرح معانی الآثار میں لائے ہیں اور جابر
جعفی کے چھوڑنے والے صرف تین رواۃ ہیں ایک اسود بن عامر دوسرے ابو نعیم تیسرے
مالک ابن اسمٰعیل ان میں سے روایت ابو نعیم کی ساقط ہے کیونکہ ابو نعیم کی روایت مختلف ہے
دو روایتیں ابو نعیم کی سنن دارقطنی میں ایسی ہیں جن میں جابر جعفی موجود ہیں پس روایت
ابو نعیم بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا ساقط ہوگئی باقی رہے دو راوی ایک اسود بن عامر دوسرے
مالک بن اسمٰعیل انکی بمقابلہ چھ رواۃ ثقات کے کیا مقدار ہے اسلئے یہ حدیث شاذ ہوئی صحیح
وہ روایت ہے جسمیں جابر جعفی واسطہ ہے اور جابر جعفی قوی الضعف ہے کما تقدم اور دوسری
علت اضطراب کی ہے کیونکہ حسن بن صالح پر اختلاف ہوا ہے بعض کہتے ہیں عن الحسن بن صالح عن
لیث بن ابی سلیم وجابر عن ابی الزبیر عن جابر بعض کہتے ہیں نا الحسن بن صالح عن جابر عن ابی الزبیر
عن جابر بعض کہتے ہیں عن الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر بعض کہتے ہیں ثنا ابن حی عن
جابر عن نافع عن ابن عمر قالہ احمد شرح معانی الآثار میں طحاوی لکھتے ہیں وحدثنا قال ثنا احمد
قال ثنا ابن حی عن جابر عن نافع عن ابن عمر مثلہ اور اسی طرح حدیث عبداللہ بن شداد
جسکا اوپر ذکر ہوا مضطرب ہے کیونکہ اکثر رواۃ کہتے ہیں عن عبداللہ بن شداد عن النبی صلعم
ولم یذکروا جابرا بعض کہتے ہیں عن عبداللہ بن شداد عن جابر بن عبداللہ ان النبی صلعم بعض
کہتے ہیں عن عبداللہ بن شداد عن رجل من اہل البصرۃ عن رسول اللہ صلعم بعض کہتے ہیں

وقال عبد اللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا قرء خلف النبی صلعم الحدیث اور یہ روایات سنن دار قطنی و شرح معانی الآثار للطحاوی میں موجود ہیں علاوہ اسکے موسی بن ابی عائشہ الہمدانی ابو الحسن الکوفی مرسل ہیں تقریب میں ہے وکان یرسل انتہے ایک اور حدیث جابر کی سنن دار قطنی وغیرہ میں ہے لفظ دار قطنی کا یہ ہے حدثنا ابو بکر النیسابوری ثنا بحر بن نصر ثنا یحیی بن سلام ثنا مالک بن انس ثنا وہب بن کیسان عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلعم قال کل صلاۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہے خداج الا ان یکون وراء الامام یحیی بن سلام ضعیف والصواب موقوف حدثنا ابو بکر النیسابوری ثنا یونس ثنا ابن وہب ان مالکا اخبرہ عن وہب بن کیسان عن جابر نحوہ موقوفا انتہے میزان میں ہے یحیی بن سلام البصری حدث بالمغرب عن سعید بن ابی عروبۃ و مالک و جماعۃ ضعفہ الدار قطنی وقال ابن معین عدی یکتب حدیثہ مع ضعفہ روی عنہ بحر بن نصر وغیرہ انتہے اور ذہبی نے میزان میں دو حدیثیں منکر اس کے مناکیر سے نقل کی ہیں تنبیہ مخفی نہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ہے حدثنا محمد بن یحیی ثنا سعید بن عامر ثنا شعبۃ عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبد اللہ قال کنا نقرء فی الظہر والعصر خلف الامام فی الرکعتین الاولین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الآخرین بفاتحۃ الکتاب انتہے ابو الحسن سندی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات یعنی انہ یعارض حدیث جابر من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ویقدم علیہ لضعف ذلک ولا اقل ان ہذا اقوی من ذلک قطعا انتہے ملخصا میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند کو کتب رجال سے تحقیق کیا گیا تو ایسا ہی پایا جیسا کہ فاضل سندی نے فرمایا ہے اور جزء القراۃ میں ہے وروی سفیان بن حسین عن الزہری عن مولی جابر بن عبد اللہ قال لی جابر بن عبد اللہ رض اقرأ فی الظہر والعصر خلف الامام انتہے ابن عبد البر استذکار میں لکھتے ہیں وما اعلم فی ہذا الباب من الصحابۃ من صح عنہ ما ذہب الیہ الکوفیون من غیر اختلاف عنہ الا جابر بن عبد اللہ وحدہ انتہے مولوی عبد الحی صاحب مرحوم امام الکلام میں لکھتے ہیں وقد یقال علیہ ان کون جابر ممن صح عنہ ما ذہب الیہ الکوفیون من غیر اختلاف عنہ ممانیکرہ روایۃ ابن ماجۃ عنہ الدالۃ علی القراءۃ السریۃ کما مر ذکرہا انتہے میں کہتا ہوں کہ جابر رض کا ان صحابہ میں سے ہونا جنسے صحیح طور سے ثابت ہو وہ خبر جس طرف کوفیین گئے ہیں بغیر اختلاف کے اس کا انکار کرتی ہے روایت سنن دار قطنی بھی لفظ دار قطنی کا یہ ہے ثنا محمد بن خالد ثنا ابو حاتم الرازی ثنا الحمیدی ثنا موسی بن شبیب

عن محمد بن کلیب عن ابن جابر بن عبد اللہ عن جابر و ہو ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم الامام
ضامن فما صنع فاصنعوا قال ابو حاتم ہذا تصحیح لمن قال بالقراءة خلف الامام انتہے دوسری حدیث
عبد اللہ بن عمر رض کی ہے زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں واما حدیث ابن عمر فاخرجہ الدار قطنی
فی سننہ عن محمد بن الفضل بن عطیۃ عن ابیہ عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عبد اللہ بن عمر
عن النبی صلعم قال من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءة انتہے قال الدار قطنی محمد بن الفضل متروک
ثم اخرجہ عن خارجۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مرفوعا ثم قال رفعہ وہم ثم اخرجہ عن احمد بن
حنبل ثنا اسمٰعیل بن علیۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر انہ قال فی القراءة خلف الامام یکفیک
قراءة الامام انتہے قال وہو الصواب انتہے قلت وکذلک رواہ مالک فی الموطا عن نافع عن
ابن عمر قال اذا صلے احدکم خلف الامام فحسبہ قراءة الامام واذا صلے وحدہ فلیقرء قال وکان عبد اللہ
لا یقرء خلف الامام انتہے میں کہتا ہوں کہ حدیث محمد بن فضل سنن الدار قطنی کے باب ذکر قولہ صلعم
من کان لہ امام فقراءة الامام لہ قراءة میں ہے اور حدیث خارجہ و اسمٰعیل بن علیہ باب ذکر نیابتہ قراءة الامام
عن الماموین میں ہے محمد بن فضل کے ترجمہ میں میزان میں ہے قال احمد حدیثہ حدیث اہل الکذب
وقال یحییے لا یکتب حدیثہ وقال غیر واحد متروک وقال البخاری سکتوا عنہ رماہ ابن ابی شیبۃ
بالکذب وقال الفلاس کذاب وقال احمد بن زہیر سمعت ابن معین یقول الفضل بن عطیۃ
الخراسانی ثقۃ وابنہ محمد لم یکن بثقۃ کذاب قلت ومناکیر ہذا الرجل کثیرلانہ صاحب حدیث انتہے
ملخصا اور خارجہ بن مصعب کے ترجمہ میں میزان میں ہے وہاہ احمد وقال ابن معین لیس بثقۃ
وقال ایضا کذاب وقال مرۃ ترکہ ابن المبارک ووکیع وقال الدار قطنی وغیرہ ضعیف انتہے تقریب
میں ہے متروک وکان یدلس عن الکذابین ویقال ان ابن معین کذبہ انتہے خلاصہ میں ہے ضعفہ
غیر واحد ووہاہ احمد وترکہ ابن المبارک فیما قالہ محمد بن اسمٰعیل انتہے کاشف میں ہے وہو ضعیف
جدا انتہے مولوی عبد الحی صاحب امام الکلام میں لکھتے ہیں واما علۃ حدیث ابن عمر فاجاب
عنہا العینی بقولہ نحن نحتج بالموقوف لان الصحابۃ عدول انتہے وقال ابن الہمام اذا صح ذلک
عن ابن عمر فالظاہر انہ بسماعہ من النبی صلعم فیکون رفعہ صحیحا وان کان راویہ ضعیفا انتہے میں کہتا
ہوں کہ عینی کے جواب میں یہ نظر ہے کہ عدالت صحابہ مستلزم اس کو نہیں ہے کہ اُن کی مسائل
میں خطاء نہ واقع ہو ہاں عدالت کا مقتضی یہ ہے کہ روایت اُن کی مقبول ہے اور ابن الہمام
کے جواب میں یہ خدشہ ہے کہ موقوفا صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ

قول ہب سب سُنّی اُن کے کے ہے نبی صلعم سے محتمل ہے کہ یہ قول اجتہادا ہو غیث الغمام
میں ہے اعلم ان الموقوف علی الصحابۃ حجۃ عند جمع من الحنفیۃ مطلقا سواء کان فیما لا یدرک بالرائے
او یدرک وعند جمع منہم حجۃ فیما لا یدرک لا فی ما یدرک وہو المشہور من مذہب المحدثین بل یکاد
ان تکون حجۃ الآثار فی ما لا یدرک مجمعا علیہا عندہم بل قد نقل الاجماع علیہ بعضہم کما ہو مبسوط
فی کتب اصول الحدیث فاعرض بعض افاضل عصرنا فی رسالتہ اتمام الحجۃ علی من اوجب الزیارۃ
مثل الحجۃ ان الموقوف لیس بحجۃ مطلقا عند المحدثین ناش عن الغفلۃ انتہے میں کہتا ہوں یہ اعتراض
ناشی سوء فہم سے ہے کیونکہ عبارت اتمام الحجۃ کی یہ ہے - اور حدیث موقوف موافق مذہب
صحیح کے حجت نہیں ہے اور یہ قول ما لا یدرک بالرائے میں اثر کے حجت ہونے منافی نہیں ہے
کیونکہ اثر کا ما لا یدرک بالرائے میں حجت ہونا نہ بحیثیت موقوفیت کے ہے بلکہ بحیثیت مرفوعیت
کے ہے جیسا کہ اتمام الحجۃ کے صـ۲۷۳ میں ہے لیکن ما لا یدرک بالقیاس حکم مرفوع میں ہے
پس اُس کا حجت مستقلہ ہونا بحیثیت اثر صحابی کے نہیں ہے بلکہ بحیثیت مرفوع ہونیکے ہے
انتہے علاوہ اسکے اثر ابن عمر رض ما نحن فیہ میں بالاتفاق قابل احتجاج نہیں ہے کیونکہ کتب اصول
فقہ میں مانند توضیح وغیرہ کے مرقوم ہے فصل فی تقلید الصحابی رض یجب اجماعا فیما شاع فسکتوا مسلمین
ولا یجب اجماعا فیما ثبت الخلاف بینہم انتہے اور مسئلہ قراءۃ خلف الامام صحابہ میں مختلف فیہ تھا
تیسری حدیث ابو سعید خدری رض کی ہے زیلعی تخریج میں لکھتے ہیں واما حدیث الخدری فرواہ
الطبرانی فی معجم الوسط حدثنا محمد بن ابراہیم ابن عامر بن ابراہیم الاصبہانی حدثنی ابی عن جدی عن النضر
بن عبد اللہ ثنا الحسن بن صالح عن ابی ہرون العبدی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے واخرجہ ابن عدی فی الکامل عن اسمٰعیل بن
عمرو بن نجیح ابی اسحٰق البجلی عن الحسن بن صالح بہ سندا ومتنا قال ابن عدی ہذا لا یتابع علیہ
اسمعیل وہو ضعیف قلت قد تابعہ النضر بن عبد اللہ کما تقدم عند الطبرانی انتہے امام الکلام
میں ہے واما علۃ حدیث ابی سعید التی ذکرہا ابن عدی فردہا الزیلعی فی نصب الرایۃ بانہ
قد تابع اسمٰعیل النضر بن عبد اللہ کما اخرجہ الطبرانی وذکر العینی ان ضعف اسمعیل بن عمرو ینجبر بطریق
الطبرانی مع ان اسمٰعیل بن عمرو ہو اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح البجلی الاصبہانی الکوفی الاصل وان ضعفہ
ابو حاتم والدارقطنی وابن عقدہ والعقیلی والازدی وقال الخطیب صاحب غرائب ومناکیر
عن الثوری وغیرہ لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکرہ ابراہیم بن ارامۃ فاثنی علیہ وقال

شیخ مثل اسمٰعیل صبغوہ وقال ابونعیم الاصبہانی کان عبدان بن احمد یوازی اسمٰعیل بن عمرو ہذا باسمٰعیل بن ابان وقال وقع باصبہان فلم یعرف قدرہ کذا ذکرہ ابن حجر فی تہذیب التہذیب انتہےٰ میں کہتا ہوں کہ یہ کلام مخدوش ہے بچند وجوہ اوّل یہ کہ اگر اسمٰعیل بن عمرو کی بعض نے توثیق بھی کی ہے مگر جمہور ائمہ جرح وتعدیل تضعیف کی طرف گئے ہیں کما یظہر من المیزان وتہذیب التہذیب دوم تساہل ابن حبان کا توثیق میں معروف ہے سیوم ثنا اُسپر مقتضی توثیق کی نہیں ہے بہت رواۃ ایسے ہیں کہ بالاجماع یا باتفاق الاکثر ضعیف ہیں اور اُن پر بسبب زہد وعبادت وغیرہ کے ثنا کی گئی ہے۔ چہارم اسکا متابع نضر بن عبداللہ الازدی مجہول ہے کذا فی التقریب والمیزان والخلاصہ پنجم اس حدیث کا ایک راوی ابوہرون عبدی ہے وہ متروک ہے بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے تقریب میں ہے عمارہ بن جوین بجیم مصغر ابوہارون العبدی مشہور بکنیتہ متروک ومتہم من کذبہ شیعی انتہےٰ میزان میں ہے تابعی لین بمرۃ کذبہ حماد بن زید وقال شعبۃ لان اقدم فتضرب عنقی احب الی من ان احدث عن ابی ہارون وقال احمد لیس بشئے وقال ابن معین ضعیف لایصدق فی حدیثہ وقال س متروک الحدیث وقال الدارقطنی یتلون خارجی وشیعی فیعتبر بما روی عنہ الثوری وقال ابن حبان کان یروی عن ابی سعید مالیس من حدیثہ وروی مغوثیہ بن صالح عن یحیٰی ضعیف یحیٰی القطان قال قال شعبۃ کنت اتلقی الرکبان اسأل عن ابی ہارون العبدی فقدم فرایت عندہ کتابا فیہ اشیاء منکرۃ فی علی رض فقلت ما ہذا الکتاب قال ہذا الکتاب حق قال القطان لم یزل ابن عون یروی عن ابی ہارون حتے مات قال الجوزجانی ابوہارون کذاب مفتر ابن عدی ثنا الحسن بن سفیان حدثنی عبدالعزیز بن سلام حدثنی علی بن مہران سمعت بہز بن اسد سمعت شعبۃ یقول اتیت اباہارون فقلت اخرج الی ما سمعتہ من ابی سعید فاخرج الی کتابا فاذا فیہ ثنا ابوسعید ان عثمان ادخل حفرتہ وانہ لکافر باللہ فدفعت الکتاب فی یدہ وقمت الاثرم ثنا احمد ثنا یحیٰی بن آدم ثنا معلی بن خالد قال لی شعبۃ لو شئت ان یحدثنی ابوہارون العبدی عن ابی سعید بکل شئ اری اہل واسط یصنعونہ باللیل لفعلت وقال ابن معین کان عند ابی ہارون صحیفۃ یقول ہذہ صحیفۃ الوصی قال السلیمانی سمعت ابابکر بن حامد یقول سمعت صالح بن محمد انا علی وسئل عن ابی ہارون العبدی فقال اکذب من فرعون انتہےٰ عجب ہے اسمقام پر زیلعی وعینی ومولوی عبدالحی مرحوم وغیرہم سے کہ اس حدیث میں جرح اسمٰعیل بن عمرو کا ذکر کرکے اُس کا جواب دیتے ہیں۔

اور ابو ہارون عبدی کی جرح کا مطلقا ذکر ہی نہیں کرتے حال آنکہ اس کا ضعف اشد ہے یہاں
تک کہ اسکے حق میں اکذب من فرعون کہا گیا ہے پس اگر ان علماء حنفیہ کو اسکی جرح کا علم نہیں
ہے تو یہ بڑی جہالت ہے اور اگر علم ہے اور تعصب مذہب ہی سے اُسکو چھپاتے ہیں تو خلاف
دیانت ہے ؎ فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم +
چوتھی حدیث ابو ہریرہ رض کی ہے زیلعی میں ہے واما حدیث ابو ہریرۃ فاخرجہ الدارقطنی فی سننہ
عن محمد بن عباد الرازی ثنا اسمٰعیل بن ابراہیم التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ
مرفوعا نحوہ سواء قال الدارقطنی لایصح ہذا عن سہیل تفرد بہ محمد بن عباد الرازی وہو ضعیف
انتہے میں کہتا ہوں کہ دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ کا ذکر سنن میں دو جگہ کیا ہے ایک
باب ذکر نیابۃ قراءۃ الامام عن الماموین میں لفظ اسکا یہ ہے ثنا محمد بن مخلد ثنا محمد بن اسمٰعیل
الترمذی ثنا محمد بن عباد الرازی ثنا اسمٰعیل بن ابراہیم التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لایصح ہذا عن
سہیل تفرد بہ محمد بن عباد الرازی عن اسمٰعیل وہو ضعیف انتہے دوسرے باب ذکر قولہ صلعم
من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ میں لفظ اس کا یہ ہے حدثنا محمد بن مخلد ثنا الفضل بن
العباس الرازی حدثنا محمد بن عباد الرازی ثنا ابو یحیی التیمی عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءتہ لہ قراءۃ ابو یحیی التیمی ومحمد بن
عباد ضعیفان انتہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں ایک
اسمٰعیل بن ابراہیم ابو یحیی التیمی دوسرا محمد بن عباد میزان ترجمہ محمد بن عباد میں ہے محمد بن عباد
عن ابی یحیی التیمی ضعفہ الدارقطنی انتہے اور ترجمہ اسمٰعیل بن ابراہیم میں ہے قال محمد بن عبداللہ
بن نمیر ضعیف جدا وقال ابن المدینی ضعیف وکذا ضعفہ غیر واحد وما علمت احدا اصلحہ الا
ابن عدی فانہ قال لیس فیما یرویہ حدیث منکر المتن وقال ابن معین یکتب حدیثہ انتہے تقریب
میں ہے اسمٰعیل بن ابراہیم الاحول ابو یحیی التیمی الکوفی ضعیف انتہے خلاصہ میں ہے ضعفہ
ابو حاتم انتہے حاشیہ خلاصہ میں والبخاری وغیرہما وقال ابن عدی لہ احادیث حسان ولیس
فیما یرویہ حدیث منکر المتن ویکتب حدیثہ اھ تہذیب الکاشف میں ہے ضعیف پانچویں حدیث ابن
عباس رض کی ہے زیلعی میں ہے واما حدیث ابن عباس فرواہ الدارقطنی فی سننہ من حدیث
عاصم بن عبد العزیز المدنی عن ابی سہیل عن عون بن عبداللہ بن عتبۃ عن ابن عباس

عن النبی صلعم قال یکفیک قراءۃ الامام خافت او جہر انتہے قال الدارقطنی قال ابوموسی قلت لاحمد
بن حنبل فی حدیث ابن عباس ہذا فقال حدیث منکر ثم اعاد الدارقطنی فی موضع آخر قریب منہ و
قال عاصم بن عبد العزیز لیس بالقوی و رفعہ وہم انتہے میں کہتا ہوں عاصم بن عبد العزیز کے
ترجمہ میزان میں ہے عاصم بن عبد العزیز الاشجعی عن ہشام بن عروۃ وغیرہ قال النسائی والدارقطنی
لیس بالقوی وقال البخاری فیہ نظر قلت روی عنہ علی بن المدینی و وثقہ معن القزاز انتہے تقریب
میں ہے صدوق یہم انتہے کاشف میں ہے قال النسائی لیس بالقوی خلاصہ میں ہے وثقہ
معن بن عیسے قال النسائی لیس بالقوی انتہے چھٹی حدیث انس رض کی ہے زیلعی میں ہے
و اما حدیث انس فرواہ ابن حبان فی کتاب الضعفاء عن غنیم بن سالم عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہے و اعلہ بغنیم وقال انہ
یخالف الثقات فی الروایات لایعجبنی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ روی عنہ المجاہیل والضعفاء
ولا یوجد من روایتہ احد من الاثبات انتہے میزان میں ہے غنیم بن سالم عن انس بن مالک
قال ابن حبان روی العجائب والموضوعات لایعجبنی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ ومن بلایاہ
عن انس مرفوعا من شک فی ایمانہ فقد حبط عملہ و بہ انہ نظر فی المراۃ فقال الحمد للہ الذی زان
منی ما شان من غیری وہدانی للاسلام وفضلنی علی کثیر من خلق تفضیلا انتہے یہاں سے ثابت
ہوا کہ اِس حدیث کے سب طرق ایسے ضعیف ہیں کہ اُن کا ضعف منجبر نہیں ہوسکتا ہے ساتھ
کثرت طرق کے اور ایک بھی طریق صحیح یا حسن نہیں ہے اما حدیث جابر پس اُس کا وہ طریق
جس میں جابر جعفی واقع ہے اس لئے منجبر نہیں ہوسکتا ہے کہ ایوب و اسمٰعیل بن ابی خالد
ولیث بن ابی سلیم وزائدہ وجوزجانی وغیرہم نے اسکو کذاب کہا ہے علی الخصوص علماء
حنفیہ کے نزدیک کیونکہ اُن کے امام نے اسکے حق میں ما رایت اکذب منہ فرمایا ہے اور غیر واحد
ائمہ نے اسکو متروک کہا ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے اِس لئے اُسکی
حدیث منجبر نہیں ہوسکتی ہے اور وہ طریق جس میں امام ابوحنیفہ رح واقع ہیں اور روایت
اُس کی امام محمد بن حسن نے کی ہے اگرچہ صرف ان امامین کا ضعف ایسا نہیں ہے کہ وہ
طریق منجبر بکثرت طرق نہو سکے مگر اُس میں ایک بڑی علت شذوذ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے ثقات
اثبات کے خلاف اُسکو مسند کیا ہے اور حدیث شاذ ساتھ کثرت طرق کے منجبر نہیں ہوسکتی ہے
کما تقرر فی اصول الحدیث یہاں سے ظاہر ہوا بطلان قول عینی کا حیث قال وحدیث ابی حنیفہ

حدیث صحیح و بطلان قول مولوی عبدالحی مرحوم حیث قال فی غیث الغمام ہذا حکم صحیح لکون رواتہ ثقات انتہےٰ کیونکہ ان بزرگوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر ثقات ہونا رواۃ کا بالفرض تسلیم کرلیا جاوے تو بھی صحت حدیث ثابت نہیں ہوتی ہے کیونکہ صحت سند مستلزم صحت حدیث کو نہیں ہے لجواز ان یکون فیہ شذوذ او علۃ خفیۃ غامضۃ اخری کما تقرر فی الاصول اور وہ طریق جسمیں حسن بن عمارہ واقع ہے وہ بھی منجبر بکثرت طرق نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ حسن بن عمارہ متروک الحدیث ہے اور نیز اس میں شذوذ ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے اور وہ طریق جس میں لیث بن ابی سلیم ہے اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ ضعف لیث کا ایسا نہیں ہے کہ اس کی حدیث منجبر بکثرت طرق نہوسکے مگر اس کا عاصد و جابر کسکو قرار دیا جائے گا یا حدیث جابر جعفی کو یا حدیث امام ابوحنیفہ کو اول قوی الضعف ہے دوسری شاذ اور دونوں عاصد و جابر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں کما تقرر فی الاصول اور وہ طریق جسمین سہل بن عباس واقع ہے وہ بھی منجبر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ سہل بن عباس متروک ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا ریب ہے اور وہ طریق جس میں عاصم بن عصام واقع ہے وہ بھی منجبر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اسکو دارقطنی نے باطل کیا ہے اور نیز اس میں شذوذ ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا مرتبہ ہے اور وہ طریق جو مسند احمد بن منیع میں ہے جس کا ذکر ابن الہمام فتح القدیر میں کر کے کہا ہے واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین اُسکا صحیح علی شرط الشیخین ہونا چہ معنی دار و ایسا ضعیف ہے کہ اُسکا انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اسحق ازرق نے ثقات اثبات کے خلاف سفیان سے اس حدیث کو مسندا روایت کیا ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے اور وہ طریق جس میں الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر ہے جسکو بروایت نعیم ابن الہمام نے ذکر کر کے یہ کہا ہے واسناد حدیث جابر الثانی علی شرط مسلم اور ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں اور امام احمد اپنی مسند میں اُس کو لائے ہیں اور ماردینی نے کہا ہذا سند صحیح اسکا صحیح ہونا تو چہ معنے دار د ایسی ضعیف ہے کہ انجبار اس کا کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اسکے رواۃ نے ثقات اثبات کے خلاف حسن بن صالح اور ابوالزبیر کے درمیان میں سے ایک راوی جابر جعفی حذف کر دیا ہے پس یہ طریق شاذ ہوا پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا تامل ہے یہ سب طرق ہوئے حدیث جابر کے اور یہ سب ایسے ضعیف ہیں کہ ان کا انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا ہے۔ پس

باطل ہوا قول مولوی عبدالحی مرحوم کا حیث قال فی امام الکلام صفحہ ۱۳۶ وجوابہ ان الضمیر فی قولہ
الحافظ ابن حجر کلہا راجع الی الطرق الی جماعۃ من الصحابۃ غیر جابر فلا یفسد معلولیۃ طرق
جابر انتہے وجہ بطلان کی یہ ہے کہ ان سب کا معلول وضعیف ہونا ثابت ہوا علاوہ اِس کے
یہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے کیونکہ حافظ ابن حجر خود فتح الباری میں لکھتے ہیں لکنہ حدیث
ضعیف عند الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدارقطنی وغیرہ انتہے اما حدیث ابن عمر پس
اُس کا وہ طریق جس میں محمد بن الفضل واقع ہے وہ ایسا ضعیف ہے کہ اُس کا انجبار کثرت
طرق سے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ محمد بن فضل متروک ہے پس اسکے قوی الضعف ہونے میں
کیا تامل ہے اور وہ طریق جس میں خارجہ ہے اُسکا بھی انجبار نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ خارجہ
کو کذاب ومتروک لکھا ہے پس اُسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے علاوہ اسکے اسنے
اسمٰعیل بن علیہ جو ثقہ حافظ ہے اُسکے خلاف اِس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور صواب موقوف ہے
پس یہ حدیث شاذ ہوئی واما حدیث ابوسعید خدری پس اُسکی سند میں ابوہرون عبدی
واقع ہے وہ متروک ہے اور بعض نے اُسکو کذاب کہا ہے اون میں سے ہیں حماد بن زید
وجوزجانی وشعبہ وعلی پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا کلام ہے واما حدیث ابوہریرہ
پس اسکی سند میں اسمٰعیل بن ابراہیم ابویحیی التیمی ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اُس کو
ضعیف جدا کہا ہے کذا فی المیزان پس اسکے قوی الضعف ہونے میں کیا شک رہا اور اُسکی
سند میں محمد بن عباد ہے وہ بھی ضعیف ہے پس اور زیادہ قوت ضعف کو ہوگئی واما
حدیث ابن عباس پس اسکی سند میں عاصم بن عبدالعزیز ہے بخاری نے اِس کی نسبت
کہا ہے فیہ نظر کذا فی المیزان اور یہ کلمہ قوی الضعف کے حق میں بولا جاتا ہے علاوہ اسکے امام
امام احمد نے اسکی حدیث کو منکر کہا ہے اور منکر کا مانند شاذ کے انجبار کثرت طرق سے نہیں ہوسکتا
ہے کما تقرر فی الاصول واما حدیث انس پس اسکی سند میں غنیم بن سالم ہے وہ کذاب ہے
اور مخالفت ثقات کی کرتا ہے روایات میں میزان میں ہے قال ابن حبان روی العجائب
والموضوعات لا ینبغی الروایۃ عنہ فکیف الاحتجاج بہ الظاہر ان ہذا ہو غنیم بن سالم احد المشہورین
بالکذب قلت وعثمان ای الراوی عنہ متہم بالوضع ایضا انتہے زیلعی میں ہے رواہ ابن حبان
فی کتاب الضعفاء واعلہ بغنیم وقال انہ یخالف الثقات فی الروایات روی عنہ المجاہیل الضعفاء
ولا یوجد من روایتہ احد من الاثبات انتہے پس اسکے اقوی الضعف ہونے میں کیا شک ہے

اب ثابت ہوا کہ اس حدیث کے سب طرق ایسے شدید الضعف ہیں کہ اُن کا انجبار کثرت طرق
سے نہیں ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حفاظ حدیث میں سے کسی نے اس حدیث کے کسی طریق کی
تصحیح یا تحسین نہیں کی بلکہ مطلقاً اسکی تضعیف کی ہے اور کسی غیر حافظ متعصب حنفی کا اسکی
تقویت یا تصحیح یا تحسین کرنا مانند عینی و ابن الہمام و مولوی عبد الحی وغیرہم کے قابل اعتبار
نہیں ہے دیکھو حنفیہ میں سے ایک بڑا حافظ ابو موسیٰ رازی بھی اس حدیث کی تضعیف
کرتا ہے زیلعی نقلاً عن البیہقی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ثم قال اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال سمعت
سلمۃ بن محمد الفقیہ یقول سالت اباموسی الرازی الحافظ عن حدیث من کان لہ امام فقراءۃ
الامام لہ قراءۃ فقال لم یصح عن النبی صلعم فیہ شئ انما اعتمد مشائخنا فیہ علی الروایات عن علی و ابن
مسعود وغیرہما من الصحابۃ قال ابو عبد اللہ الحافظ اعجبنی ہذا لما سمعتہ فان اباموسیٰ احفظ من
راینا من اصحاب الرای علی ادیم الارض انتہی پس یہاں سے ظاہر ہوا بطلان مولوی عبد الحی
صاحب مرحوم کے اس قول کا جو امام الکلام کے صفحہ ۱۳۸ میں ہے فاما علۃ حدیث انس و ابی
ہریرۃ و ابن عباس فغیر مضرۃ لان الضعیف قد یتقوی بالصحیح ولیتقوی ایضاً بالضعیف کذا قال
العینی فی البنایۃ اور نیز ظاہر ہوا فساد ان اقوال کا جو غیث الغمام کے صفحہ ۱۳۲ میں ہیں واما
قول ابن الجوزی فی العلل المتناہیۃ بعد ما روی ہذا الحدیث من طریق الدارقطنی عن جابر ہذا حدیث
لا یصح والترمذی ای سہل بن عباس الترمذی احد رواتہ متروک و لہذا الحدیث طرق عن جابر
و علی و ابن عمر و ابن عباس و عمران بن حصین لیس فیہا ما یثبت وقد ذکرتہا فی کتاب التحقیق
انتہی فالکلیۃ فیہ غیر صحیحۃ فان فیہا ما یثبت علی الرای المنقح وکذا لا ینبغی ان یصغی الی اطلاق
قول الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی قولہ استدل من اسقطہا عن الماموم مطلقاً کالحنفیۃ
بحدیث من صلی خلف الامام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ لکنہ حدیث ضعیف عند الحفاظ وقد استوعب
طرقہ و عللہ الدارقطنی وغیرہ انتہی وکذا لا تصغ الی اطلاق قول البخاری فی جزء القراءۃ خلف
الامام ان ہذا خبر لم یثبت عند اہل العلم من اہل الحجاز و اہل العراق وغیرہم انتہی وجہ فساد
و بطلان کی یہ ہے کہ اوپر ابھی ثابت ہوا کہ اس حدیث کے سب طرق ایسے ضعیف ہیں کہ
انجبار اُن کا کثرت طرق سے نہیں ہو سکتا ہے تکمیل مخفی نہ رہے کہ اس مقام پر علماء حنفیہ کی
دو دلیلیں اور ہیں اول حدیث صحیح البخاری کی عن ابی بکرۃ انہ انتہی الی الناس وہو راکع
فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی صلعم فقال زادک اللہ حرصاً ولا تعد تقریبہ

استدلال کی یہ ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہی اور
حال آنکہ اُس کی سورۃ فاتحہ فوت ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ رکن نہین ہی خصوصاً
مقتدی کے لئے جواب اس کا یہ ہی کہ یہان دو مذہب ہین ایک یہ کہ مدرک رکوع مدرک
رکعت ہے اور دوسرا یہ کہ مدرک رکوع ...... مدرک رکعت نہین ہی پہلے مذہب کی بنا پر جواب
یہ ہے کہ حدیث ابو بکرہ حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب کی مخصص واقع ہوئی ہی
یعنی عموم صلوۃ سے یہ صورت مستثنےٰ ہے جیساکہ قیام رکن ہے اور ضرورت کیوقت
ساقط ہوجاتا ہے ایسا ہی سورہ فاتحہ رکن ہے اور مدرک رکوع سے ساقط ہوجاتی ہے اور
دوسرے مذہب کی بنا پر جواب ظاہر ہے اب رہی یہ بات کہ ان دونون مذہبون مین سے اقوی
بنظر دلیل کے کون ہے تو جواب اسکا یہ ہی کہ اقوی بنظر دلیل کے مذہب دوم ہے بیان اس کا یہ
ہے کہ مرفوع اس باب مین دو حدیثین ہین ایک حدیث ابو بکرہ دوسری حدیث ابو ہریرہ اول
ثابت صحیح ہے مگر دلالت اس کی مطلوب پر غیر مسلم ہے دوسری مطلوب پر دلالت تو کرتی
ہے مگر غیر ثابت ہے باقی سب آثار ہین اور اثر من حیث آنہ اثر حجت نہین ہے اما حدیث ابو بکرہ
کی دلالت علی المطلوب کا غیر مسلم ہونا پس اس لئے ہے کہ تقریر استدلال اون لوگون کی جو کہتے
ہین کہ حدیث ابو بکرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے یہ ہی کہ جب ابو بکرہ
نے اعادہ اُس رکعت کا نہین کیا اور آنحضرت صلعم نے حکم باعادہ نہین فرمایا اس سے ثابت
ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اُس کے ساتھہ اعتداد کیا بیان ملازمہ کا یہ ہی کہ عدم الامر بالاعادہ
یہان سکوت ہے فی معرض الضرورۃ اور سکوت فی معرض الضرورۃ بیان ہے رسالہ شفاء العی
مین اُس پر اونتیس وجوہ سے اعتراض کیا گیا ہے ان کا جواب مولوی عبد الحی صاحب نے
غیث الغمام مین لکھا ہے اس مقام پر ان سب وجوہ کو بیان کیا جاتا ہے اور ان کا جواب
الجواب بھی انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جاتا ہے فاقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ وجہہ اول یہ ہی کہ حدیث
مین یہ نہین ہے کہ ابو بکرہ نے اس رکعت کو قضا نہین کیا پس محتمل ہی کہ اسکو بعد انصراف نبی صلعم
کی قضا کر لیا ہو اسکا جواب غیث الغمام مین یہ ہی لایخفی علی الفطن ما فیہ فانہ قد ورد ان ابابکرہ
دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰۃ فانطلق یسعی وفی روایۃ وقد حضرۃ النفس وثبت انہ رکع دون الصف
ثم مشی فی الصلوٰۃ الی الصف وکل عاقل یفہم من ہذا الصنیع انہ لم یقض تلک الرکعۃ وانہ کان
یظن باعتداد تلک الرکعۃ بالشرکۃ فی الرکوع وان فاتہ ام القرآن والا لما کان ہذا الاہتمام

معنى مع ان مجرد احتمال انه قضى تلك الركعة بدون ورود ما يدل عليه لا يعتبر لا يقال قد استشهر اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال لانا نقول اطلاق هذه الجملة لا يذعن به الا اهل الضلال
واما اهل الكمال فيعلمون ان المراد بالاحتمال في هذه القضية هو الاحتمال الناشئ عن الدليل فان
قلت عدم النقل لا يثبت منه العدم قلت كثير من الفقهاء والمحدثين استدلوا بعدم نقل فعل على كراهته
وعدم ثبوته انتهى ملخصا اقول فيه نظر من وجوه الاول ان قوله الا انما كان لهذا الاهتمام معنى جوابه ان هذا الاهتمام
له معنى وهو ان الكون مع الامام مامور به سواء كان الشئ الذي يدركه المؤتم معتدا به ام لا كما في حديث اذا
جئتم الى الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا اخرجه ابو داؤد وغيره ويعضده حديث
اذا اتى احدكم الصلوة والامام على حال فليصنع كما يصنع الامام الترمذي من حديث علي و معاذ بن جبل
قال الحافظ في التلخيص وذكر عن بعضهم انه قال لعله لا يرفع راسه من تلك السجدة حتى يغفر له انتهى وروى احمد
وابو داؤد من حديث ابن ابي ليلى عن معاذ قال احيلت الصلوة ثلاثة احوال فذكر الحديث وفيه
فجاء معاذ فقال لا اجده على حال ابدا الا كنت عليها ثم قضيت ما سبقني قال فجاء وقد سبقه النبي صلعم
ببعضها قال فقمت معه فلما قضى النبي صلعم صلاته قام يقضي فقال رسول الله صلعم قد سن لكم معاذ فهكذا
فاصنعوا وعبد الرحمن لم يسمع من معاذ لكن رواه ابو داؤد من وجه اخر عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال
ثنا اصحابنا ان رسول الله صلعم فذكر الحديث وفيه فقال معاذ لا اراه على حال الا كنت عليها الحديث
انتهى ما في التلخيص فان قلت روى البخاري في جزء القراءة في حديث ابي بكرة هذا اللفظ قال نعم جعلني
الله فداك خشيت ان تفوتني ركعة معك فاسرعت المشي فقال رسول الله صلعم زادك الله
حرصا ولا تعد صل ما ادركت واقض ما سبق انتهى وهذا اصرح دليل على ان ابا بكرة كان يظن
باعتداد تلك الركعة بالشركة في الركوع قلت ليس فيه دليل على هذا لجواز
ان يكون المراد بالركعة في هذا الحديث هو الركوع فكثيرا ما يأتي لفظ الركعة بمعنى الركوع فالمراد
خشيت ان يفوتني الركوع معك الكون مع الامام مامور به سواء كان الشئ الذي يدركه
المؤتم معتدا به ام لا كما قد عرفت آنفا والثاني ان قوله مجرد احتمال انه قضى تلك الركعة بدون ورود
ما يدل عليه ولو بسند ضعيف يعتبر ولا يقدح في الاستدلال فيه انه ابداء الاحتمال ههنا هو المنع
وهو طلب الدليل فاذا طلب المستدل دليلا يدل على ذلك الاحتمال فقد قابل المنع
بالمنع وهو غير جائز فبقي ابداء الاحتمال من المعترض على حاله الاصلي وهو الجواز بمعنى الصحة
فكيف لا يعتبر وكيف لا يقدح في الاستدلال والثالث ان قوله ان المراد بالاحتمال في هذه القضية

هو الاحتمال الناشی عن دلیل فیه نظر من وجهین احدهما انه ادعاء صرف لا دلیل علیه بدعة محضة لم
یقل بها احد من العلم من الاصولیین واصحاب المناظرة وثانیهما ما عرفت آنفا من انه لو کان
الاحتمال الغیر الناشی غیر قادح فی الاستدلال لجاز للمستدل طلب الدلیل علی ذلک الاحتمال
فیلزم مقابلة المنع بالمنع فان قال قائل الدلیل ما ذکره اهل اصول الفقه فی بحث قطعیة العام
والاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص ههنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعله محکما
جواب عما قال الواقفیة انه یوکد بکل واجمع وایضا عما قال الشافعی رح انه یحتمل التخصیص فنقول
نحن لا ندعی ان العام لا احتمال فیه اصلا فاحتمال التخصیص فیه کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد
یصیر محکما ای لا یبقی احتمال اصلا ناش عن دلیل ولا غیر ناش کذا فی التوضیح وقال التفتازانی
فی التلویح وتقریره انه ان ارید باحتمال العام التخصیص مطلق الاحتمال فهو لا ینافی القطع بالمعنی
المراد وهو عدم الاحتمال الناشی عن الدلیل فیجوز ان یکون قطعیا مع انه یحتمل الخصوص احتمالا غیر
ناش عن الدلیل کما ان الخاص قطعی مع احتماله المجاز کذلک فیوکد العام بکل واجمعین لیصیر محکما ولا یبقی
فیه احتمال التخصیص اصلا کما یوکد الخاص فی مثل جاءنی زید نفسه عینه لرفع احتمال المجاز بان یجیء
رسوله او کتابه وان ارید انه یحتمل التخصیص احتمالا ناشیا عن الدلیل فهو ممنوع قوله لان التخصیص شائع
فیه فهو دلیل الاحتمال قلنا لا نم ان التخصیص الذی یورث الشبهة والاحتمال شائع بل هو فی غایة
القلة لانه انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام علی ما سیاتی انتهی یقال له ان الاستدلال
بما ذکره الاصولیون فی هذا البحث اول دلیل علی سوء فهم المستدل فان کل من له ادنی حظ من
العلم والعقل یعلم ان مقصودهم ان الاحتمال الغیر الناشی عن الدلیل لا یقدح فی قطعیة العام بالمعنی
المراد وهو عدم الاحتمال الناشی عن الدلیل لا انه لا یقدح فی الاستدلال ولانه لا یقدح فی قطعیة
العام بالمعنی الآخر وهو عدم الاحتمال مطلقا مع ان هذا قول مشائخ العراق وعامة المتاخرین واما
جمهور الفقهاء والمتکلمین والشافعی بل الائمة الاربعة ومشائخ سمرقند الذین یقولون ان العام
ظنی فلا یقولون ان الاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر علی انه حق علی المستدل ان یثبت
جمیع مقدمات دلیله ومنها ان ابا بکرة لم یقض الرکعة التی ادرک النبی صلعم فیها راکعا ولیس فی الحدیث
ما یدل علیه اما ما قال هذا الفاضل لم یرد فی روایة احدهم ما یدل علی القضاء فلو وقع منه لنقل ففیه
خدشتان الاولی المعارضة بانه لم یرد فی روایة احدهم ما یدل علی عدم القضاء فلو لم یقع منه لنقل
فهذا اول دلیل علی بطلان احتمال عدم القضاء واذا بطل احتمال عدم القضاء ثلم

ثبت المقدمة الممنوعة لا يقال ان عدم نقل فعل من الافعال يدل على عدم وقوعه لان الفعل امر وجودي بخلاف عدم نقل عدم الفعل فانه لا يدل على عدم وقوع عدم الفعل لان عدم الفعل امر عدمي لانا نقول العدم عدمان عدم بسيط لاحظ له من التحقق والوجود وعدم ثبوتي له قسط من الثبوت والعدم الذي لا يدل عدم نقله على عدم وقوع ذلك العدم البسيط وكما ان الافعال تنقل في الاخبار والآثار كذلك اعدامها الثابتة ولنذكر ههنا عدة امثلتها منها ما في حديث ميمونة المتفق عليه في صفة الغسل فناولته ثوبا فلم ياخذه ومنها ما في حديث ابن عمر المتفق عليه في صفة الصلوة كان لا يفعل ذلك في السجود ومنها ما في حديث ابن عباس المتفق عليه في باب صلوة العيدين لم يصل قبلها ولا بعدها ومنها ما في حديث جابر بن سمرة الذي رواه مسلم قال صليت مع رسول الله العيدين غير مرة ولا مرتين بغير اذان ولا اقامة ومنها ما في حديث ابن مسعود في صفة الصلوة ولم يرفع يديه الا مرة واحدة والثانية ما ذكره هذا الفاضل من ان عدم النقل لا يثبت منه العدم وقوله كثير من الفقهاء والمحدثين استدلوا بعدم نقل فعل على كراهته وعدم ثبوته فيه ان المعترض يقول عدم النقل لا يثبت منه العدم والمجيب يقول كثير من الفقهاء والمحدثين استدلوا بعدم نقل فعل على عدم ثبوته ولا منافاة بينهما لجواز ان لا يثبت من عدم النقل عدم الفعل وان ثبت منه عدم ثبوت الفعل اذ الفرق ظاهر بين عدم الفعل وبين عدم ثبوته ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور على ان مشروعية فعل من الافعال متوقفة على ثبوت ذلك الفعل من الشارع وثبوت الفعل متوقف على النقل فاذا لم ينقل كان الفعل غير مشروع فيكون مكروها وبدعة بخلاف ما نحن فيه فان تمامية الدليل متوقفة على ثبوت عدم قضاء الركعة التي ادرك النبي صلعم فيها راكعا وعدم النقل لا يدل عليه والذي يدل عليه عدم النقل هو عدم ثبوت القضاء وهو اعم من ان يكون عدم القضاء ثابتا ام لا وثبوت العام لا يقتضي ثبوت الخاص لان العام له افراد غير هذا الخاص فيجوز ان يتحقق في ضمن خاص آخر فلم يوجد ما يتوقف عليه الدليل فلم يتم وهو المطلوب **قوله** فان هذا الجواب انما يفيد اذا ثبت من رواية ما وجود القضاء **اقول** افادة الجواب غير متوقفة على ثبوت القضاء من رواية ما نعم تمامية الدليل متوقفة على ثبوت عدم القضاء برواية صحيحة او حسنة ودونه خرط القتاد اعتراض دوم صاحب شفاء العي كا اس دليل پر يه هے كه اگر يه بات تسليم كر لى جاوے و

۴ ومنها ما في حديث ابن عباس وجابر بن عبد الله قال لم يكن يؤذن يوم الفطر ولا يوم الاضحى رواه مسلم

که ابوبکره نے اس رکعت کو قضا نہین کیا تو اثبات مطلوب متوقف ہی اس پر کہ نبی صلعم
کو ان کے قضا نہ کرنے کا علم ہوا ہو کیونکہ سکوت حجت نہین ہے مگر اس لئے کہ وہ تقریر ہے اور
تقریر کسی امر پر بغیر علم کے نہین ہو سکتی اور علم کا ہونا ممنوع ہے اس اعتراض کا جواب غیث
الغمام مین یہ دیا گیا ہے وغیر خفی علی کل ذکی ان ہذا المنع لیس الا مکابرة واضحة ومغالطة ظاہرة
فانه قد ثبت فی الصحیحین والسنن والمسانید ان النبی صلعم کان اذا سلم مکث قلیلا کیما تنفذ النساء
قبل الرجال وثبت ایضا انه کان اذا سلم انصرف من شقیه یمینه ویساره وثبت ایضا فی سنن
ابی داؤد وغیره انه انفتل فی بعض صلوة فقام رجل ممن صلے معه یتطوع فی مکانه فقال له
عمر اجلس فانه لم یہلک اہل الکتاب الا انهم لم یکن بین صلاتهم فصل فقال له النبی صلعم اصاب
الله بک یا ابن الخطاب وثبت انه رأے رجلا یصلے خلف الصف وحده فامره ان یعید و
امثال ہذه الوقائع کثیرة فی کتب الحدیث شہیرة فمع ہذا کله احتمال ان ابابکرة لم یقض تلک
الرکعة وہو فی الصفوف بل سلم مع النبی صلعم ولم یطلع النبی صلعم علی عدم قضائه لا یقول
به الا خفیف العقل العاری عن المہارة فی النقل انتہی اقول بحول الله تعالی وقوته لیس
فی حدیث ابی بکرة ولا فی غیره ما یدل علی ان ابابکرة لم یقض تلک الرکعة وان النبی صلعم
اطلع علیه وہذه مقدمة من مقدمات الدلیل یتوقف علی ثبوتها تمامیة الدلیل فبقی الدلیل
غیر تام وکون المکث والانصراف بعد السلام عادة للنبی صلعم واطلاعه علی بعض الوقائع
لا یدل علی اطلاعه علی کل واقعة لجواز توجہه صلعم والتفاته الی امر آخر من الاستغراق فی
صفاته تعالی ومناجاة الرب والنظر فی امور امته ومصالحهم والامر بالمعروف والنہی عن
المنکر ومحاربته اعداء الله وتجہیز الجیوش وقطع البعوث والمناظرة بالکفار والمشرکین و
ذکر الله تعالی سیما بعد الصلوة من التسبیح والتکبیر والتحمید والتہلیل والاستغفار والتعوذ و
سائر الادعیة والاذکار الماثورة وغیرها من امور الدین والدنیا والآخرة قال الله تعالی
ان لک فی النہار سبحا طویلا فمع وجود ہذه الاشغال الکثیرة احتمال عدم اطلاعه صلی الله
علیه وسلم علی عدم قضائه ممکن قطعا فالقول بان ہذا المنع لیس الا مکابرة واضحة ومغالطة
ظاہرة وانه لا یقول به الا خفیف العقل العاری عن المہارة فی النقل وان ہذا قول من لا یفتر
شیئا من الکذب لا فادوا مر اجتہاد اعتراض سیوم یہ ہے کہ ہم نے مانا کہ آنحضرت صلعم کو عدم قضا کا علم ہو گیا تھا لیکن
اثبات مدعی کیلئے یہ کافی نہین ہے بلکہ اثبات مدعی متوقف ہے اس پر کہ آپ صلعم نے امر بالاعادہ نہین کیا اور یہ ممنوع

کرام کیا ہو لیکن ہم تک نقل نہ کیا گیا ہو۔ غیث الغمام مین اسکا یہ جواب دیا ہے وضعفہ ظاہر علے کل ماہر فلان مجرد جواز وقوع شئ امکانہ امکانا ذاتیا عقلیا لا یفید فی امثال ہذہ المباحث النقلیۃ ولا یضر المستدل مثل ہذا الاحتمال ومثل ہذا المنع ہو الذی عدہ اہل المناظرۃ مکابرۃ او مجادلۃ فان اہتمام الرواۃ لقضاء بکرۃ حیث رووا کل ما شاہدوا وما سمعوا شاہد عدل علی انہ لا اثر ہہناک لقضاء تلک الرکعۃ ولا للامر النبوی بالاعادۃ والا لنقلوہ انتہے اقول مقصودہ ما قال فی جواب الاعتراض الاول من ان مجرد احتمال وقوع شئ من غیر دلیل لا یضر الاستدلال انما یضر الاحتمال الناشی عن الدلیل وفیہ ما مر من ان ہذا القول بدعۃ لم یقل بہ احد من اہل الاصول والمناظرۃ فلا یعتد بہ وانہ علے تقدیر صحۃ ہذا القول یلزم مقابلۃ المنع بالمنع وان لنا ان نعارض بانہ لو کان لعدم الامر النبوی بالاعادۃ اثر لنقلوہ اذ کما تنقل فی الاخبار والآثار الافعال کذلک تنقل الاعدام ایضا علی ان قضاء ما فات فیہ الرکن کان معلوما مشہورا فی الصحابۃ وکذلک الامر باعادۃ ما فات فیہ الرکن کان معروفا من النبی صلعم فای حاجۃ الی نقلہ وہذا یعرفہ کل من لہ ادنی معرفۃ بفن الخبر والاثر بکلیۃ لا ینقل فی الاخبار ما ہو المشہور وامثلتہ کثیرۃ لا تطول الکلام بذکرہا اعتراض چہارم ہمنے تسلیم کیا کہ نبی صلعم نے اُسوقت حکم اعادہ کا نہین کیا لیکن اُسوقت حکم نہ کرنے سے رکعت کا معتد بہا ہونا لازم نہین آتا ہے اگر کہا جاوے کہ عدم الامر بالاعادۃ اگر مستلزم اعتداد بالرکعۃ کو نہو تو تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لازم آئے گی اور وہ اجماعا غیر جائز ہے تو کہا جائے گا کہ محتمل ہے کہ یہ حکم قبل اس واقعہ کے بیان کر دیا گیا ہو اور ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ پھر بیان کی حاجت نہو یا اس واقعہ سے ایک زمانہ کے بعد امر بالاعادہ کر دیا ہو ایسے وقت مین کہ نماز کا وقت اتنا باقی ہو کہ اُس مین صلوۃ ادا ہو سکتی ہے پس تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لازم نہ آئے گی ہان اُسوقت میں تاخیر البیان الی وقت الحاجۃ البتہ لازم آئے گی سو وہ محققین کے نزدیک جائز ہے۔

اس پر غیث الغمام مین تین جا خدشہ کیے گئے ہین پہلا خدشہ یہ ہے ان تاخیر البیان الی وقت الحاجۃ وان کان جائزا فی الواجبات الموسعۃ ولکن المعلوم من عادات النبی صلعم خلافہ والجواب عنہا انہ لو سلم ان المعلوم من النبی صلعم خلافہ فکذلک المعلوم من عادات النبی صلعم اتیان فعل مخالف للعادۃ اذا کان جائزا کما ان من عادۃ النبی صلعم شرب الماء قاعدا وکذلک قد ثبت منہ صلعم شرب الماء قائما فی بعض الاحیان وکما ان من عادۃ النبی صلعم البول قاعدا وقد ثبت منہ صلعم فی بعض الازمنۃ البول قائما وکما ان من عادۃ النبی صلعم

الثلاث فی غسل اعضاء الوضوء والمرة توضأ مرة مرة ایضاً وکما ان من عادة النبی اداء کل صلوٰة فی وقتها فی الحضر وقد ثبت منہ صلعم الجمع بین الصلاتین فی الحضر وکما ان من عادة النبی صلعم اداء کل صلوٰة لاول وقتها وقد ثبت منہ صلعم اداء الصلوٰة فی آخر الوقت کما ان من عادة النبی صلعم الوضوء لکل صلوٰة وقد فعل خلافہ ایضاً فلو فعل النبی صلعم فعلا جائزا مخالفا للعادة لمصلحة فای استبعاد فیہ دوسرا خدشہ یہ ہے انہ قد ثبت فی روایات قصة ابی بکرة انہ صلعم استفسر بعد السلام من صلاتہ عمن رکع دون الصف ومشی راکعا وانہ قال لابی بکرة زادک اللہ حرصا ولا تعد فمع ہذا کلہ ہل یجوز عاقل ان یکون قد ترک امرا لاعادة مع وجوبہا وامرہ بہا فی وقت آخر مع المشافہة والتکلم بما یتعلق بصنیعہ فی ذلک کلا واللہ لا یجوزہ الا من لم یبلغ مبلغ الکمال او التزم جعل ایات الاحتمال اقول لا یخفاک ان حاصل الاعتراض الرابع منع الملازمة بین عدم الامر بالاعادة وبین الاعتداد بالرکعة وابطال ما یتوہم ان یکون دلیلا علیہا والمجیب کان حقا علیہ ان یثبت الملازمة بدلیل آخر او یجیب عما بین المانع فی وجہ ابطال ما یتوہم کونہ دلیلا ولما لم یفعل المجیب شیئا من الامرین ما قضی نحبہ وما ادی الدین الذی کان واجبا علیہ فلیس شیئا من الجواب فی شیء والاستبعاد المحض لا یفید اصلا فہذا ادل دلیل علی عجزہ عن الجواب لیعلم ان لیس فی حدیث ابی بکرة ولا فی غیرہ من الاحادیث ان ابا بکرة قضی تلک الرکعة ولا انہ لم یقض تلک الرکعة فالاحتمالان سیان لا ترجیح لواحد علی الآخر وکذلک لیس فیہ ولا فی غیرہ من الاحادیث انہ صلعم امرہ بالاعادة ولا انہ لم یامرہ بالاعادة ولا ترجیح لواحد علی الآخر والترجیح بعدم النقل جار فی القضاء وعدم القضاء وکذلک فی الامر بالاعادة وعدم الامر بہا والواجب علی المستدل اقامة الدلیل علی الاحتمال الذی یفید بحیث یقطع دابر سائر الاحتمالات المخالفة للدعوی والمانع یکفیہ ابداء الاحتمال المخالف للدعوی ولیس علیہ اقامة دلیل علی ذلک الاحتمال فالتشنیع علی المانع بابداء احتمال غیر ناش عن الدلیل والطلب الدلیل علیہ وقبول الاحتمال الذی یفیدہ المستدل من غیر اقامة دلیل علیہ بل ہو الا قلب الموضوع وعکس القضیة ولا یجوزہ الا من لا خلاق لہ من العقل والعلم۔ تیسرا خدشہ یہ ہے انا قد ذکرنا غیر مرة ان مجرد الجواز والاحتمال امر آخر وثبوت الشیء امر آخر فمجرد احتمال ان یکون امرہ بالاعادة فی الوقت الآخر مع عدم ورود ما یدل علیہ ولو بسند ضعیف غیر محتج بہ ہل یفید شیئا وہل یظہر امر نعم لو ثبت فی روایة انہ امرہ بالاعادة فی وقت آخر لقلنا انہ اخر البیان الی وقت الحاجة انتہی۔ اقول اما

ہے واسطے جواز اس امر کے قد رددنا علیہ غیر مرۃ ان القول بان مجرد الاحتمال غیر معتبر بل لابد من الاحتمال
الناشی عن الدلیل امر محدث و بدعۃ سیئۃ لم یقل بہ احد من اہل العلم انما ہو من مخترعات ہذا الفاضل
اما تعلم ان حمل الاثبات علی المدعی لا علی المانع فابداء الاحتمال مع عدم ورود مایدل علیہ یفید المانع
و یضر المستدل الا مرتبۃ واما المدعی فلا یکفیہ ابداء الاحتمال بل لابد لہ من اقامۃ دلیل یبطل سائر الا
الاحتمالات المضرۃ - چوتھا خدشہ یہ ہے ان ماذکرہ من ترجی الاشتہار باطل عند الکل العند
من لا یبصر فی ضوء النہار لانہ لو کان ہذا الامر مشتہرا و معلوما لابی بکرۃ لما ارتکب بتلک الحرکات
السخیفۃ من العدو الی الصلوٰۃ بان یحفز النفس و لما رکع دون الصف و لما مشی فی الصلوٰۃ
للاتصال بالصف انتہی اقول قد مر سابقا ان تلک الحرکات کانت للکون مع الامام ہو ما سوی
سواء کان الشی الذی یدرکہ الموتم معتدا بہ ام لا علی ان ہذا الحکم کان مشہورا فی حدیث عبادۃ
بن الصامت وغیرہ حتی بلغ مبلغ التواتر قال البخاری فی جزء القراءۃ و تواتر الخبر عن رسول
اللہ صلعم لا صلوٰۃ الا بقراءۃ ام القرآن انتہی و لمسلم حدیث ابی قتادۃ و انس و ابی ہریرۃ
عن النبی صلعم اذا اتیتم الصلوٰۃ فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا قال البخاری فی جزء القراءۃ
بعد ذکر ہذا الحدیث فمن فاتہ فرض القراءۃ و القیام فعلیہ اتمامہ کما امر النبی صلعم و قد ورد ہذا
فی قصۃ ابی بکرۃ خاصۃ ایضا ذکر البخاری فی جزء القراءۃ فی حدیث ابی بکرۃ صل ما ادرکت واقض
ما سبق انتہی - پانچواں اعتراض یہ ہے کہ متحقق ما نحن فیہ میں عدم ثبوت الامر بالاعادۃ ہے نہ ثبوت
عدم الامر بالاعادہ کیونکہ وہ متوقف ہے عدم الامر بالاعادۃ کی نقل پر اور نقل یہاں متحقق
نہیں اور عدم ثبوت الامر بالاعادہ مفید مدعی نہیں ہے اور جو مفید مدعی ہے یعنی ثبوت عدم
الامر بالاعادۃ وہ متحقق نہیں اس پر غیث الغمام میں بدین عبارت تکلم کیا گیا ہے وانت
تعلم ما فیہ فان الاصل فی مثل ہذا الاشیاء بل فی جمیع الاشیاء العدم فیحکم بہ ما لم یثبت الوجود
بدلیل عقلی او نقلی فما لم یثبت الامر بالاعادۃ بروایۃ یحکم بعدم الاعادۃ و عدم الامر بالاعادۃ
فان الاحکام تبتنی علی الظواہر واللہ یعلم السرائر بل نقول لو کان ہناک الامر بالاعادۃ
لنقلتہ رواۃ القصۃ کما نقلوا غیرہ من الامور الجزئیۃ فلما لم یذکر الامر بالاعادۃ احد منہم مع
ذکر ما ہو ادون منہ منزلۃ ثبت انہ لم یامر بالاعادۃ و اذا ثبت انہ لم یامر بالاعادۃ ثبت انہ
اعتد بہا و العجب لو اعتمد علی مثل ہذا الاحتمال الذی ذکرہ ہذا القائل فی باب الاعادۃ
والامر بالاعادۃ . . . . لفسد انتظام الشریعۃ و بطلت اکثر ادلۃ

الملة السوية انتہی ملخصا اقول فیہ بحث من وجوہ الاول ان قولہ الاصل فی مثل ہذہ الاشیاء
بل فی جمیع الاشیاء العدم دعوی فلا بد من اقامة الدلیل علیہا ولیس فی کلام صاحب التحفة
شی یصلح الدلیل لا قولہ فان الاحکام تبتنی علی الظواہر واسرار السرائر منتظر فی ان ہذا القول
ان یثبت الدعوی المذکورة ام لا فنقول لا یعلم لہذا القول تعلق وربط بالدعوی فکیف
یکونہ مثبتا لہا ومن یدعی فعلیہ البیان الثانی ان المراد بالاحکام ماذا ہل ہو مطلق الاحکام
سواء کانت شرعیة او عقلیة او الاحکام الشرعیة علی الاول ابتنائہا علی الظواہر غیر مسلم
لا بد من اقامة الدلیل علیہا وعلی الثانی لا یتم التقریب فان الدعوی عامة بدلیل لفظ فی
جمیع الاشیاء ونفظ بدلیل عقلی او نقلی والدلیل خاص والثالث ان الدلیل یقتضی ان ینحصر
ذلک الحکم بالاحکام الشرعیة مثل الفرضیة والوجوب والسنیة والاستحباب والاباحة والحرمة
والکراہة والبطلان والفساد والصحة والشرطیة وغیرہا فما لم یثبت فرضیة فعل بدلیل لم یحکم
بالفرضیة بل یحکم بعدم الفرضیة وہکذا الحال فی غیرہا من الاحکام الشرعیة وکل من یدعی
امرا من امور الدین فدعواہ حکم من الاحکام الشرعیة وفیما نحن فیہ من یقول ان مدرک الرکوع
مدرک الرکعة مدع وہذا القول ہی دعواہ فالاصل فیہ ہو العدم ما لم یثبت الوجود بدلیل
وہہنا لم یثبت الوجود اذ ثبوتہ متوقف علی مقدمتین الاولی ان ابا بکرة رضہ لم یقض تلک
الرکعة والثانیة ان النبی صلعم لم یامر باعادتہا کما ان المدعی مدع لاصل الدعوی وحمل اثباتہا
علیہ کذلک المدعی مدع للمقدمات التی یتوقف علیہا الدعوی وحمل اثباتہا علیہ وقد ثبت باعتراف
المورد ان الاصل فی کل الدعاوی والاحکام العدم فالاصل فی تلک المقدمتین ایضا العدم
فالاصل علی ہذا فی المقدمة الاولی القضاء لان عدم عدم القضاء ہو القضاء وفی المقدمة الثانیة
الامر باعادتہا لان عدم عدم الامر ہو الامر فقد ثبت باقرار المورد عدم ثبوت المقدمتین
فلم یثبت اصل الدعوی التی ہی متوقفة علیہما والمانع لیس من الدعوی فی شیء حتی یقال فی
مقابلة الاصل فی مثل ہذہ الاشیاء العدم ویطالب بالدلیل انما ہو یطلب الدلیل علی تلک المقدمتین
فلو طولب بالدلیل لزم مقابلة المنع بالمنع وہو غیر جائز وبالجملة کل ما تفوہ بہ ہذا الفاضل فی ہذا
المقام لیس من شان اہل العلم والعقل والرابع ان ہذا الفاضل استدل عدم الامر بالاعادة
بقولہ لو کان ہناک الامر بالاعادة لنقلہ رواة القصة وفیہ ان لنا ان نقول لو کان ہناک
عدم الامر بالاعادة لنقلہ رواة القصة فلما لم یذکر عدم الامر بالاعادة احد منہم ثبت انہ امر بالاعادة

واذا ثبت انه امر بالاعادة ثبت انه لم یعتد بہا وہو نقیض ما ادعی المدعی چھٹا اعتراض یہ
ہے کہ جیسا امر بالاعادہ منقول نہیں ہوا ایسا ہی عدم الامر بالاعادہ بھی منقول نہیں
ہوا پس اگر عدم نقل امر بالاعادہ مثبت ہو عدم الامر بالاعادہ کے لیے تو لازم آئے گا کہ عدم
نقل عدم الامر بالاعادہ ثبت ہو عدم عدم الامر بالاعادہ کو اور وہ عین ہے امر بالاعادہ
کا یا مستلزم اسکے لیے پس جب ثابت ہوا امر بالاعادہ تو ثابت ہوا کہ نبی صلعم نے نہیں
اعتداد کیا ساتھ اسکے اور وہ نقیض ہے دعوی مدعی کی اسپر غیث الغمام میں امام
القاضلین نے یہ فضول بکا ہے وہذا مما یضحک علیه الاطفال فضلا عن الرجال ولا
یصدر مثل ہذا التقریر الا عمن فہمہ وعقلہ انقص بالنسبة الی علمه کالشوکانی ومقلدیه وانصاره
او ما دری ان عدم نقل عدم الامر بالاعادة کیف یکون مثبتا لعدم عدم الامر بالاعادة فان
العدم اصل فی الاشیاء والنقل انما یتعلق بالوجودات دون اعدام الاشیاء اقول فیه
نظر من وجہین الاول انه قد ثبت بمقتضی الدلیل فیما تقدم ان الاحکام والدعاوی کلها العدم
اصل فیہا وبہذہ المقدمة فلا قرینة فی ان عدم نقل الامر بالاعادة یکون مثبتا لعدم عدم الامر
بالاعادة والثانی انک قد عرفت فیما سلف ان النقل کما یتعلق بالوجودات یتعلق بالاعدام
ایضا وقد عرفت السر فیه ایضا فتذکر وکن من الشاکرین۔ ساتواں اعتراض یہ ہے کہ
جیسا کہ امر بالاعادہ مستلزم عدم اعتداد کو نہیں ہے واسطے جواز اس کے کہ یہ
امر بسبب ترک افضل کے ہوا ایسا ہی جائز ہے کہ نہ مستلزم ہو عدم الامر بالاعادہ
اعتداد کو واسطے جواز اس امر کے کہ عدم اعتداد مشہور ہو اسپر صاحب غیث نے یہ فضول
بکا ہے وفیہ سخافة ظاہرة فان شہرة عدم الاعتداد ممنوعة بل باطلة ومن ادعی ذلک فلیأت
بالحجة العادلة انتہی اقول فیہ سخافة جلیة من وجوہ الاول ان صاحب شفاء العی ہہنا
مانع وطلب الدلیل والحجة من المانع مقابلة للمنع بالمنع وہی غیر جائزة والثانی انه ادعی
البطلان حیث قال بل باطلة ولم یات علیه بدلیل والدعوی بلا دلیل لا تسمع والثالث
ان حدیث لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب قد بلغ حد المتواتر وقد سلمه الخصوم ایضا وقد اخرج
البخاری فی جزء القراءة حدیث جابر بن عبد الله یقول یقرء فی الرکعتین الاولیین الحدیث وفیه
کنا نتحدث انه لا یجزی صلوة الا بفاتحة الکتاب انتہی وہذا یدل علی ان ہذا الحدیث کان
مشہورا فثبت بذلک رکنیة قراءة الفاتحة وقد ثبت فی حدیث ابی قتادة وانس وابا ہریرة

ان قضاء ما فات فیہ الرکن و اجیب قد تقدم فتذکر فای حجۃ اظہر من ہذا۔ اٹھوان اعتراض یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم کے عدم الامر بالاعادہ اعتداد کو جب مستلزم ہے کہ یہ سکوت ہو معرض ضرورۃ مین اور وہ ممنوع ہے اسلئے کہ وقت اداء صلوۃ کا مضیق نہین ہے پس ہو سکتا ہے کہ بیان کو موخر کیا ہو ایسے وقت تک کہ اُس مین اداء صلوۃ ہو سکے انتہے اسپر صاحب غیث نے یہ سخافت ظاہر کی ہے وہو سخیف جدا فان لیت ولعل فی مثل ہذا المقام غیر قادح فی شئی عند الامر بل مثل ہذا الاحتمال یجب تنزیہ صاحب الشرع صلعم عنہ الا عند ضرورۃ ۱۴۸ اقول قد مر جوابہ فی الاعتراض الرابع من انہ لو سلم ان المعلوم من عادات النبی صلعم انہ کان ینکر علی من صدر منہ الامر الغیر المشروع فی الفور لکن کان النبی صلعم قد یفعل خلاف العادۃ لمصلحۃ اذا کان ذلک الفعل امرا مباحا وقد ذکرت عدۃ امثلۃ لذلک لیست فیہ شناعۃ اصلا۔ نوان اعتراض یہ ہے کہ صغری دلیل (یعنی عدم الامر بالاعادۃ حدیث ابوبکرہ مین سکوت ہے معرض ضرورۃ مین) ممنوع ہے کیونکہ ضرورۃ توجب متحقق ہو کہ حکم اُس شخص کا کہ جسنے ترک فاتحہ و قیام و قراءۃ کو مشہور نہو اور وہ غیر مسلم ہے انتہے اسپر غیث الغمام مین یہ تکلم کیاہے ولا یخفی علے الفطن بانی ہذا المنع من ضیق الفطن فان شہرۃ حکم من ترک الفاتحۃ من المقتدین لا یستلزم ان یکون ہو الاعادۃ علی ان کراہۃ المشی فی الصف راکعا والرکوع دون الصف والسعی فی الصلوۃ اشہر بالنسبۃ الی ما ذکرہ فلو کانت الشہرۃ باعثۃ لعدم الامر بالاعادۃ لکانت شہرۃ ہذا الامور باعثۃ لعدم قول النبی صلعم لا تعد زجرہ واذ لیس فلیس انتہی اقول فیہ نظر من وجوہ الاول ان ہذا تکلم علے السند وقد تقرر فی مقرہ ان بطلان السند لا یقتضی بطلان المنع بل لا بد للمستدل من اثبات المقدمۃ الممنوعۃ واقامۃ الدلیل علیہا ودونہ خرط القتاد والثانی ان شہرۃ حدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب وحدیث ما فاتکم فاتموا مقتضا ان یکون حکم من ترک الفاتحۃ من المقتدین ہو الاعادۃ والثالث ان قولہ کراہۃ المشی الی الصلوۃ راکعا والرکوع دون الصف والسعی الی الصلوۃ اشہر بالنسبۃ الی ما ذکرہ ممنوع لا بد من اقامۃ الدلیل علیہ الرابع ان قولہ صلعم ولا تعد یقتضی الامر بالاعادۃ فان النہی عن العود الی ما فعلہ ابوبکرۃ یستلزم ان یکون ذلک الفعل فیشاعتہ حراما یا طلا و الصلوۃ الباطلۃ لا بد من اعادتہا اذ ہی لیست بصلوۃ فلم یوجد ہہنا عدم الامر بل تحقق الامر قال الغمام

فی جزء القراءة فليس لاحد ان يعود لما نهی النبی صلعم عنه وليس فی جوابه انه اعتد بالركوع عن
القيام والقيام فرض فی الكتاب والسنة قال الله تعالى وقوموا لله قانتين وقال اذا قمتم
الی الصلوة وقال النبی صلعم صل قائما فان لم تستطع فقاعدا انتہی دسواں اعتراض کلام
ہے دلیل ملازمت کی کبری کے ساتھ منع اسکے کیونکہ کبری نہ بدیہی ہے اور نہ برہان
سے ثابت ہوا ہے اور نہ اسپر اجماع ہے خاص کر مقابلہ شوکانی میں اس مقدمہ کو پیش کرنا
غیر مناسب ہے کیونکہ امام شوکانی مذہب فقہا کے مقلد نہیں ہیں تاکہ انپر تعقب کیا جاوے
ساتھ مختار فقہاء کے کیونکہ قاضی شوکانی بلکہ مجتہد ہیں فقہ میں اصول میں بھی مجتہد ہیں
انتہی اسپر غیبت میں یہ کہا ہے وہذا من ابطل الاباطیل عند کل عقیل فان المجتہد لا بد له
من ان يكون ذا عقل وقاد وطبع نقاد وهو مفقود فی الشوكانی على ما لا يخفى على كل قاصر ان
من وقف على مزخرفاته واطلاع على تصرفاته وعدم تقليده مذاهب الفقهاء لا يستلزم
ان يكون خارجا عن عداد العقلاء فلا نسلم انه ثبت بالبرهان او بشهادة العيان ان الكبرى
المذكورة قد ثبتت فی مواضعها من كتب الفقه والحديث بحيث لا ينكرها الا خبيث فمن
منعها منعا مجردا فعليه ان يحضر مجالس دروس الفضلاء ويقرأ عندهم كتب الاصول ليظهر له
صدق المقدمة الزهراء ومجرد منع امثال هذه المقدمات التی قد برهن عليها الثقات وسلمها
قولا وعملا جميع من الاثبات من خبائث الحركات وفتح باب المنع المجرد يبطل الواضحات
انتہی اقول هذا الكلام يشبه كلام المجانين بوجوه الاول ان القول بفقدان العقل الوقاد
والطبع النقاد فی الشوكانی من خطوات الشياطين لا يقول به الا من كان بينهم حطبا والتكلم
فی اجتهاده كالتكلم فی اجتهاد المجتهدين من السلف والثانی ثبوت هذه الكبرى بكليتها
بالبرهان او بشهادة العيان فی كتب الفقه والحديث كذب صريح لا يقول به الا امام
الكاذبين والثالث انك قد عرفت فيما تقدم ان تاخير البيان عن وقت الحاجة غير
جائز وتاخير البيان الى وقت الحاجة جائز فالسكوت فی موضع الحاجة الذی يلزم فيه
تاخير البيان عن وقت الحاجة بيان والا يلزم ارتكاب الفعل المحرم والسكوت فی موضع
الحاجة الذی يلزم فيه تاخير البيان الى وقت الحاجة ليس ببيان لانه لا يلزم فيه محذور اصلا
اذا تمهد هذا فنقول ان كانت هذه المقدمة جزئية فشرط الانتاج اى كلية الكبرى مفقود
وان كانت كلية فهی كاذبة لا يقول بها الا الخبيث المريد- اعتراض گیارہواں یہ ہے

حنفیہ نے خلاف اس قاعدہ کے بہت مسائل فقہیہ مین عمل کیا ہے پھر اگر اُن سے
تم نے کیا تو کیا وجہ تشنیع کی ہے انتہے اسیر صاحب غیث فرماتے ہین وانت تعلم
ان ہذا لاینفع المستدل لاینفع المورد وا لمفصل فان عملہم بخلاف تلک القاعدۃ فی مواضع
الدلیل لاح لہم قائم علی خلافہا وہو مفقود فی المسئلۃ التی نحن فیہا اقول فیہ کلام
من وجوہ الاول ان عملہم علے خلاف ہذہ القائلۃ تبطل کلیتہا والجزئیۃ لاتفید لفقدان
شرط الانتاج والثانی ان خصوم المستدل ایضا عملوا علے خلاف ہذہ القاعدۃ لدلیل
لاح لہم وہو حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فی حدیث ما فاتکم فاتموا والثالث
ان ادلۃ من خالف من الحنفیۃ ہذہ القاعدۃ اکثرہا بل کلہا واہیۃ ودلیل الخصوم قوی
شاہ وکشف حقیقتہا فلیمعن حتے یوازن بینہا وبین دلیل الخصوم فقبول ادلۃ الحنفیۃ وعدم
قبول دلیل الخصوم ترجیح بلا مرجح بل ترجیح مرجوح لایرتکبہ الا من لانصیب لہ من الدیانۃ
بارہوان اعتراض یہ ہے کہ بیان مجمل منحصر ہے چھ مین یا سات مین اور سکوت
فی معرض الضرورۃ کسی مین داخل نہین ہے انتہے اسیر غیث الغمام مین لغویت ظاہر
کی ہے وہذا الغو من الکلام فان عدم دخول السکوت فی معرض الضرورۃ فی وجوہ
بیان المجمل لایستلزم ان لایکون بیانا فان اقسام البیان کثیرۃ ولا ینحصر فی بیان
المجمل المفصل فی کتب الاصول انتہی اقول ہذا الکلام اول دلیل علی جہل قائلہ فان مقصود
المعترض المراد بالبیان فی القاعدہ القائلۃ بان السکوت فی معرض الضرورۃ بیان ماذا
بیان بیان المجمل فالسکوت لیس داخلا فی شئی من وجوہ بیان المجمل او غیرہ فلابد
من بیانہ حتے ینظر فیہ امام الفضلاء لم یفہم ہذا فقال ما قال وارتکب صنیع الجہال۔
تیرہوان اعتراض یہ ہے کہ سکوت کا مرجع نہین ہے مگر تقریر اور تقریر مطلقا حجت نہین
ہے بلکہ اسوقت حجت ہوتی ہے کہ اسکا معارض قول نہو اور اس تقریر کا معارض
قول ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ما فاتکم فاتموا عموماً اور خصوصاً وہ
قول جو ابو بکرہ سے فرمایا صل ما ادرکت واقض ما سبقک اخرجہ الطبرانی
انتہے۔ اس پر غیث الغمام مین یون جہالت ظاہر کی ہے وہذا کلہ اوہن من نسج
العنکبوت لایرتضی بہ الا المحروم عن فواتح الرحموت فان کلمۃ ما فی ہذین الحدیثین
ان ابقیت علے عمومہا لزم خلاف الاجماع وخلاف المعقول والمنقول

بلا نزاع علی ما ذکرناہ فیما یأتی فلا جرم ہی عامۃ خص منہا البعض فلتخص منہا قراءۃ الفاتحۃ بمثل ہذا التقریر وغیرہ من الآثار والاخبار الدالۃ علی ان یدرک الرکوع مدرک للرکعۃ والمعارضۃ التی تبطل العمل بالتقریر ہہنا انما یکون لو کان العام فی الحدیثین المذکورین معمولا علی عمومہ ومجریا علی شمولہ وہو باطل عقلا ونقلا انتہی اقول ہذا القول اصرح دلیل علی جہل امام الحائرین من وجوہ الاول ان القول بان المعارضۃ التی تبطل العمل بالتقریر ہہنا انما تکون لو کان العام فی الحدیثین المذکورین معمولا علی عمومہ ومجریا علی شمولہ من اکذب الاقاویل وابینہا اما تری انہ کما ان العام الذی لم یخص منہ البعض حجۃ فی الکل کذلک العام الذی خص منہ البعض حجۃ فی الباقی قال فی التوضیح والتلویح وہو حجۃ فیہ شبہۃ قالوا کل عام خص بمستقل فانہ دلیل فیہ شبہۃ والمختار ان العام بعد تخصیص دلیل تمکن فیہ شبہۃ معلوما کان المخصوص او مجہولا وعندنا تمکن فیہ شبہۃ لانہ علم انہ غیر محمول علی ظاہرہ فیصیر عندنا کالعام الذی لم یخص عند الشافعی ای العام الذی خص منہ البعض دلیل فیہ شبہۃ حتی لا یکون موجبا قطعا ویقینا اما کونہ حجۃ فلاجماع السلف من الصحابۃ وغیرہم بالعمومات المخصوص منہا البعض شائعا ذائعا من غیر نکیر فکان اجماعا واما تمکن الشبہۃ فلانہ اذا اخرج منہ البعض لم یبق مستعملا فی الکل بل فیما دونہ مجازا وما دون الکل افراد متعددۃ متساویۃ فی کون اللفظ مجازا فیہا من غیر احجان فلا یثبت بعض منہا لانہ ترجیح من غیر مرجح انتہی والخارج من ہذا العام بالاجماع ہو الثناء والتوجیہ ونحو ذلک من الادعیۃ الواردۃ والسورۃ کما ذکرہ صاحب امام الکلام ولقی سورۃ الفاتحۃ فوجب علی فائتہا قضاء ما فات فبقیت المعارضۃ اذا کان ہذا العام عاما خص منہ البعض ایضا لا یقال سلمنا ان المعارضۃ بقیت ولکنہا لا یضرنا فانا تقینا المعارضۃ التی تبطل العمل بالتقریر وہذہ غیر مبطلۃ انما المبطلۃ ہی المعارضۃ التی تکون اذا کان العام لم یخص منہ البعض لانا نقول ہذا ادعاء بلا دلیل فلا یقبل الثانی انہ قد تقرر فی اصول الحنفیۃ انہ ان تعارض الخاص والعام ولم یعلم التاریخ حمل علی المقارنۃ وثبت حکم التعارض فی قدر ما تناولاہ کذا فی التوضیح فعلی ہذا لابد ان یثبت حکم التعارض فیما نحن فیہ والعمل بالاقوی وترک الاخر قال فی التلویح یعنی اذا دل دلیل علی ثبوت شیٔ والآخر علی انتفائہ فاما ان یتساویا فی القوۃ اولا علی الثانی اما ان یکون زیادۃ احدہما بما ہو بمنزلۃ التابع اولا ففی الصورۃ الاولی معارضۃ لا ترجیح والثانیۃ معارضۃ مع ترجیح وفی الثالثۃ

لامعارضة حقیقة فلا ترجیح لابتنائه علی التعارض المتبنی من التماثل وحکم الصورتین الاخرین
ان یعمل بالاقوی ویترک الاضعف لکونه فی حکم العدم بالنسبة الی الاقوی انتہی الثالث انا لانسلم
ان کلمة ما فی ہذین الحدیثین للعموم لم لایجوز ان تکون للعہد الخارجی والمراد بہا ما کان
اداءہ واجبا فی الصلوة فان قلت لابد فی العہد الخارجی من تقدم ذکر المعہود
صریحا او کنایة او علم المخاطب بالمعہود بسبب القرینة قلت ہہنا علم المخاطب بالمعہود
حاصل بسبب القرینة فلا حاجة الی تقدیم ذکرہ قال العلامة فی المطول وقد یستغنی
عن تقدیم ذکرہ بعلم المخاطب بالقرائن نحو خرج الامیر اذا لم یکن فی البلد الا امیر واحد
وکقولک لمن دخل البیت اغلق الباب انتہی والقرینة ہہنا الامر بالاتمام فانه لایکون
الا لما اداءہ واجب الرابع القول تخصیص الحدیثین المذکورین بحدیث ابی بکرة مخالف
لما تقرر فی اصول الحنفیة قال فی التلویح وان علم التاریخ فالمتاخر اما العام واما الخاص
فعلی الاول العام ناسخ للخاص وعلی الثانی الخاص مخصص للعام ان کان موصولا به
وناسخ له فی قدر ما تناولاہ ان کان متراخیا عنه انتہی وفیما نحن فیه التاریخ غیر معلوم
فکیف یستقیم التخصیص الخامس ان الفرق فیما نحن فیه بین العام الذی خص منه البعض
وبین العام الذی لم یخص منه البعض کما ارتکبه امام الفاضلین لایفید اصلا فان العام
ہہنا عام السنة ای خبر الاحاد وہو عند اہل الاصول ظنی مطلقا قبل التخصیص وبعدہ
اعتراض جو وہو ان تقریر جبکہ مخصص ہو عموم سابق کی تو ہوتی ہے خاص اوسکے
لئے جسکے بلئے تقریر کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد الفحول میں ہے اور یہ تقریر مخصص
ہے عموم سابق کی یعنی ما فاتکم فاتموا کی پس یہ خاص ہوگی ابو بکرہ رض کے ساتھ انتہی اسپر
غیث الغمام میں یہ ہذیان سرائی کی ہے وہذا اضعف مما مر کله لان اختصاص
ہذا الحکم بابی بکرة لا دلیل علیه ومثله لایثبت بمجرد الاحتمال والتقریر المخصص بمن قرر له
انما ہو الذی دلت ہناک قرینة مقالیة او حالیة علی کونه مختصا به فان لم تدل
قرینة الخصوصیة فلا یجعل مختصا بل مخصصا لعام سابق عموما وہذا ظاہر علی کل من مہر
فی الفقه والاصول وان خفی علی ابی اللغو والفضول انتہی اقول فیه بحث من وجوہ
الاول ان قوله فان اختصاص ہذا الحکم بابی بکرة لا دلیل علیه مردود فان الدلیل
علیه ہی القاعدة الثابتة فی الاصول کما نقل الشوکانی ولم یقدر امام الفاضلین

علی الرد علیہا ولم ینقل عبارۃ مخالفۃ لہا من اہل الاصول فعلم انہ سلمہا الثانی ان
قولہ ومثلہ لا یثبت بمجرد الاحتمال فاسد فانا لا نثبت الاختصاص بمجرد الاحتمال بل بالقرائن
الثابتۃ المسلمۃ فی مدارک الاصولیین الثالث ان قولہ والتقریر المختص بمن قرر لہ انما
ہو الذی دلت ہناک قرینۃ مقالیۃ او حالیۃ علی کونہ مختصا بہ من اکاذیب الاقوال
لانہ ادعاء لم یات علیہ بدلیل ولیس ہو بدیہیا ولم ینقل فیہ کلام احد من اہل العلم
فلا یقبل الرابع ان قولہ فلا یجعل مختصا بل مخصصا للعام السابق عموما فیہ ما عرفتہ
فیما تقدم من ان ذلک لا یستقیم علی اصول الحنفیۃ والتحقیق فی ہذا المقام ان الناسخ
ان کان معلوما بالقدم العام وتاخر الخاص ثابتا فالحجۃ تامۃ علی المستدل بالقاعدۃ
المذکورۃ والا فالتخصیص لا یستقیم علی اصول الحنفیۃ اعتراض پندرہوان یہ ہے
سکوت جو تقریر ہوتا ہے وہ سکوت ہے قول پر جو سامنے رسول صلعم کے
کہا جاوے یا آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اور آنحضرت صلعم کو اوسکا علم ہو
یا فعل پر جو آنحضرت صلعم کے سامنے یا زمانہ مین کیا جاوے اگر آنحضرت صلعم
اوسکا علم ہوا اور یا سخن فیہ نہ سکوت قول پر ہے نہ فعل پر بلکہ سکوت ہے امر
بالاعادۃ سے پس نہوگا حجت انتہی اسیر غیث الغمام مین یہ کہا گیا ہے وہذہ
مغالطۃ فاضحۃ یتفضح بہا من اتی بہا فان عدم الاعادۃ مستلزم لفراغ
ابی بکرۃ مع النبی صلعم عن الصلوۃ وسلامہ للخروج عنہا معہ وہو فعل یکون
السکوت علیہ حجۃ فان قلت لم یثبت الی الآن عدم اعادتہ قلت قدم جوابہ
غیر مرۃ انتہی اقول قد تقدم الرد علیہ بحیث لا یاتی انکارہ ممن لہ حظ من العقل
والعلم والدیانۃ والحیاء واما من لا خلاق لہ منہا فیقول ما یشاء اعتراض سولہوان
یہ ہے کہ وہ فعل جسکی تقریر آنحضرت صلعم نے فرمائی وہی فعل ہے جسکو ابو بکرہ
نے کیا یا کوئی دوسرا فعل ہے اگر پہلا ہے پس تقریر نہ پائی گئی اسلئے کہ اوسکا
انکار کیا جناب رسول مقبول صلعم نے حیث قال ولا تعد اور اگر دوسرا ہے تو اوسکی
تصریح کرنا چاہیئے تاکہ اوسمین نظر کیا جاوے انتہی اسیر غیث الغمام مین یہ کہا ہے
وہذہ مغالطۃ اخبث من الاولی فان الفعل الذی انکرہ علیہ بقولہ لا تعد انما ہو
السعی الی الصلوۃ والرکوع وحدہ والمشی راکعا والذی قررہ علیہ ہو فعلہ المستلزم

لعدم الاعادة وهو فراغه معه انتهى اقول فيه كلام من وجوه الاول انه لو وقع فراغ ابى بكرة مع النبى
صلعم عن الصلوة وسلامه للخروج عنها معه لنقل ولو فى رواية كما نقل سعيه ومشيه الى الصف وركوعه
دون الصف وقد روى قصة ابى بكرة جمع من المحدثين باسانيد متفرقة ولم يرد فى رواية احدهم
ما يدل عليه ولو دلالة ضعيفة فهذا اول دليل على عدم وقوع هذا الفعل ولا مجال فى هذا المقام
لان يقال النقل انما يتعلق بالوجودات دون اعدام الاشياء كما قال امام الفاضلين فى
جواب الاعتراض السادس فان الفراغ فعل باعتراف ذلك الفاضل والثانى ان عدم
الاعادة مستلزم للفراغ المذكور كما اقر به هذا الفاضل فى جواب الاعتراض الخامس عشر و
عدم اللازم مستلزم لعدم الملزوم فثبت عدم عدم الاعادة وهو مستلزم للاعادة فثبت
الاعادة وهى تقطع دابر الاستدلال والثالث انه لو سلم ان قبل وقوع قصة ابى بكرة كان الحكم
ان مدرك الركوع مدرك الركعة وعلى هذا فعل ابو بكرة رض ما فعل من السعى الى الصلوة
والركوع وحده والمشى راكعا والفراغ مع الامام فنقول ان النبى صلعم قد نهى عن جميع
تلك الافعال بقوله لا تعد واما تخصيص ذلك الفاضل بالافعال الثلثة الاول فمما لا دليل
عليه هذا كما قال الحافظ ابن حجر فى الفتح واستنبط بعضهم من قوله لا تعد ان ذلك الفعل كان جائزا
ثم ورد النهى عنه بقوله لا تعد فلا يجوز العود الى ما نهى عنه النبى صلعم وهذه طريقة البخارى فى
جزء القراءة خلف الامام انتهى الرابع ان قوله الذى قرره عليه هو فعله المستلزم لعدم
الاعادة وهو فراغه معه فيه انه لم يثبت ذلك الفعل بعد والدليل الذى ذكره هذا الفاضل من
ان عدم الاعادة قد ثبت فيما تقدم وهو مستلزم للفراغ وبثبوت الملزوم ثبوت اللازم
والا لم يبق اللازم لازما فقد عرفت جوابه آنفا بل قام الدليل على عدم وقوع هذا الفعل وهو
من مسلمات ذلك الفاضل الخامس ان قوله المستلزم لعدم الاعادة غلط محض وخطاء
بين بل لابد موضعه المستلزم له عدم الاعادة كما قال فى جواب الاعتراض الخامس عشر فان
عدم الاعادة مستلزم للفراغ ابى بكرة والدليل على خطاء هذا القول هو ان المقصود بوصف
الفعل بهذه الصفة انما هو الاشارة الى دليل وقوع هذا الفعل والدليل انما هو استلزام
عدم الاعادة للفراغ لا استلزام الفراغ لعدم الاعادة لان وجود الملزوم دال على وجود اللازم
من غير عكس السادس ان ما سكت عليه النبى صلعم فى حديث ابى بكرة ما ذا اهو عدم الاعادة او
الفراغ الذى يستلزمه عدم الاعادة على الاول لا يكون تقريرا لانه اما على القول او الفعل وليس

عدم الاعادة شيئا منهما والثانى وان كان فعلا لكن ثبوته غير مسلم والدليل الذى ذكره هذا الفاضل قد
عرف فساده بل الدليل قائم على عدم ثبوته بحيث لا مناص لهذا الفاضل عن تسليمه اعتراض
سترہوان یہ ہے کہ یہ مقدمہ کہ السکوت فی معرض الضرورة بیان امین ابہام و اجمال سے ہے
اسکے قائلین نے یہہ نہین بیان کیا کہ مراد ضرورت سے کیا ہے اور یہ بیان کس چیز کا ہے اور وہ
چیز مجمل ہے یا غیر مجمل پس ایسے مقدمہ پر ابتناء دلیل کا نہایت فاسد و ضعیف ہے
انتہے اسپر غیث الغمام مین یہ کہا گیا ہے وہذا کلام خال عن التحصیل فان کتب الاصول مملوة
عن تفصيل هذه القاعدة وتوضيحها على وجه التكميل فليقرأ منكرها والمستفسر عنها كتب الاصول
المطولة عند من يعلمه ويفهمه ويبلغه الى مراتب التكميل ولولا عادتى ترك التطويل الممل لاوردت
من عبارات الاصوليين ما يقطع عنق المكابر المضل انتهى اقول هذا كلام عار عن الصدق
فان كتب الاصول المتداولة فى زماننا كالتوضيح والتلويح وحواشيه والمسلم وشروحه وغيرها
ما وجدت فيها تفصيل هذه القاعدة والتوضيحها على وجه التكميل بحيث يظهر منها ان السكوت
سكوت اى شخص وان المراد بالضرورة ماذا وانه بيان لاى شئ وهو مجمل ام لا وما الدليل
عليه لو كان هذا الكلام صادقا لنقل هذا الفاضل عباراتها كما هو عادته فعدم نقله دليل على
كذبه ومن يدعى فعليه نقل عبارات الاصول مختصرة كانت او مطولة حتى ننظر فيها وودونه خرط القتاد
اعتراض اٹھارہوان یہ ہے کہ اگر سکوت انحضرت صلعم کا تسلیم کیا جاوے اور اوسکو بیان
قرار دیا جاوے تو بیان ہوگا حدیث ما فاتکم فاتموا کے بعد واقع ہوا انتہے اسپر غیث الغمام
مین یہ لکھا گیا ہے وہذا یشیر الی انه لم یفهم الی الآن معنی المجمل الاصطلاحی والفرق بینه وبین العام
ولم یعلم الی الآن معنی السکوت فی موضع الضرورة بیان وظن ان البیان مختص بالمجمل انتہی اقول
لا ینفی فی هذا المقام من تمهید مقدمات الاولى فى تعريف المجمل وفيما اختلف فى كونه مجملا والثانية
ان المجمل هل يجتمع مع العام والثالثة ما معنى المقدمة القائلة بان السكوت فى موضع الضرورة
بيان والرابعة ان البيان اكثر ما يستعمل فى مقابلة الاجمال الاولى فى تعريف المجمل وفيما اختلف
فى كونه مجملا قال فى التلويح قوله والمجمل هو ما خفى المراد منه لنفس اللفظ خفاء لا يدرك الا ببيان
من المجمل سواء كان لتزاحم المعانى المتساوية الاقدام كالمشترك او لغرابة اللفظ كالهلوع او لانتقاله
من معناه الظاهر الى ما هو غير معلوم كالصلوة والزكوة والربوا انتهى قال فى حصول المامول فالمجمل
فى اللغة المبهم من اجمل الامر اذا ابهم وفى الاصطلاح له حدود ولا تخلو عن ايراد عليها والاولى ان يقال

هو ما دل دلالة لا يتعين المراد بها الا بمعين سواء كان عدم التعيين لوضع اللغة او بعرف الشرع او
بالاستعمال انتهى وقال ايضا في حصول المامول الاجمال يكون في حال الافراد وفي حال التركيب
فالاول اما ان يكون بتصريفه نحو قال من القول والقيلولة والمختار للفاعل والمفعول واما ان
يكون باصل وضعه فاما ان يكون معانيه متضادة كالقرء للطهر والحيض والناهل للعطشان والريان
او متشابهة غير متضادة فاما ان يتناول معاني كثيرة بحسب خصوصياتها فهو المشترك واما بحسب
معنى تشترك فيه فهو المتواطي والاجمال كما يكون في الاسماء يكون في الافعال كعسعس بمعنى اقبل وادبر
ويكون في الحروف كتردد الواو بين العطف والابتداء واما في حال التركيب فكما في
قوله تعالى او يعفو الذي بيده عقدة النكاح لتردده بين الزوج والولي ويكون ايضا في مرجع
الضمير وفي الصفة وفي تعدد المجازات المتساوية مع مانع يمنع من حمله على الحقيقة وفي فعله صلعم
اذا فعل فعلا يحتمل وجهين احتمالا واحدا وفي ما ورد من الاوامر بصيغة الخبر كقوله تعالى والجروح قصاص
وقوله في المطلقات يتربصن بانفسهن فذهب الجمهور الى انها تفيد الايجاب وقال آخرون بالتوقف
فيها حتى يرد دليل يبين المراد بها انتهى وايضا قال في الحصول الاول في الالفاظ التي علق
التحريم فيها على الاعيان كقوله تعالى حرمت عليكم الميتة حرمت عليكم امهاتكم فذهب الجمهور الى انه
لا اجمال في ذلك وقال الكرخي والبصري انها مجملة الثاني لا اجمال في مثل قوله تعالى وامسحوا
برؤسكم والى ذلك ذهب الجمهور ثم اختلفوا فقالت المالكية باقتضائه مسح الجميع والشافعية بالبعض
حقيقة او عرفا وذهبت الحنفية الى انه مجمل لتردده بين الكل والبعض والسنة ثبتت البعض وعلى
كل حال فقد جاء في السنة المطهرة مسح كل الراس ومسح بعضه فكان ذلك دليلا مستقلا على انه يجزي
مسح البعض سواء كانت الآية من قبيل المجمل ام لا الثالث لا اجمال في مثل قوله تعالى السارق
والسارقة فاقطعوا ايديهما عند الجمهور وهذا هو الصواب وقال بعض الحنفية انها مجملة الرابع
لا اجمال في نحو لا صلوة الا بطهور لا صلوة لجار المسجد الا في المسجد لا صلوة الا بفاتحة الكتاب لا صيام
لمن لم يبيت الصيام من الليل لا نكاح الا بولي والى ذلك ذهب الجمهور قالوا لانه ان ثبت عرف
شرعي في اطلاقه للصحيح كان معناه لا صلوة صحيحة الا بطهور الخ فلا اجمال وان لم يثبت فيه عرف
شرعي فان ثبت عرف لغوي وهو ان مثله يقصد منه نفي الفائدة والجدوى نحو لا علم الا ما
نفع فتعين ذلك فلا اجمال وان قدر انتفاء العرفين فالاولى حمله على نفي الصحة دون الكمال
وذهب الباقلاني وغيره الى انه مجمل ونقله ابو منصور عن اهل الراي الخامس لا اجمال في نحو قوله صلعم

رفع عن امتی الخطاء والنسیان مما ینفی فیه صفة والمراد نفی لازم من لوازمه الی ذلک ذهب الجمهور وقال
ابو الحسین و ابو عبد الله البصری انه مجمل و حکی شارح المحصول فیه ثلاثة مذاهب والحق ما ذهب
الیه الجمهور ان دس اذا دار لفظ الشارع بین مدلولین ان حمل علی احدهما افاد معنے واحد
وان حمل علے الآخر افاد معنیین ح لا ظهور له فی احد المعنیین الذین دار بینهما قال الصفی الهندی
ذهب الاکثرون الی انه لیس بمجمل بل هو ظاهر فی افادة المعنیین الذین هما احد مدلولیه وذهب
الاقلون الی انه مجمل و به قال الغزالی واختاره ابن الحاجب واختار الاول الآمدی لتکثیر الفائدة
والحق انه مع عدم الظهور فی احد مدلولیه یکون مجملا الشارع لا اجمال فی ما کان له مسمی لغوی ومسمی
شرعی کالصوم والصلوة عند الجمهور بل یجب الحمل علی المعنی الشرعی لان النبی صلعم بعث لبیان
الشرعیات لا لبیان معانی الالفاظ اللغویة والشرع طار علی اللغة وناسخ له فالحمل علے
الناسخ المتاخر اولی وذهب جماعة الی انه مجمل ونقل هذا عن اکثر اصحاب الشافعی و ذهب جماعة
الی التفصیل بین ان یرد علے طریقة الاثبات فیحمل علی المعنی الشرعی وبین ان یرد علی
طریقة النفی فیحمل لتردده واختاره الغزالی ولیس بشیء والحق ما ذهب الیه الاولون وهکذا
اذا کان للفظ محمل او مسمی شرعی ولغوی فانه یحمل علی الشرعی لما قدمنا واذا تردد اللفظ
بین المسمی العرفی واللغوی فانه یقدم العرفی علی اللغوی لانه المتبادر عند المخاطبین انتهی
المقدمة الثانیة ان المجمل هل یجتمع مع العام قال فی التلویح فان قلت من حق الاقسام التباین
والاختلاف وهو منتف فی هذه الاقسام ضرورة صدق بعضها علی بعض کما لا یخفی قلت هذه
تقسیمات متعددة باعتبارات مختلفة فلا یلزم التباین والاختلاف بین جمیع اقسامها بل
بین الاقسام الخارجة من تقسیم تقسیم وهذا کما یقسم الاسم تارة الی المعرب والمبنی وتارة الی
المعرفة والنکرة مع انه کل منهما معرب او مبنی علی انه لو جعل الجمیع اقساما متقابلة لکفی فیها الاختلاف
بالحیثیات والاعتبارات کما فی اقسام التقسیم الاول فان لفظ العیون مثلا عام من حیث
انه یتناول جمیع افراد الباصرة ومشترک من حیث الوضع للباصرة وغیرها وکذا التقسیم الثانی انتهی
قال فی التوضیح حکم العام التوقف عند البعض حتی یقوم الدلیل لانه مجمل وقال فی التلویح
حکم العام عند عامة الاشاعرة التوقف حتی یقوم دلیل عموم او خصوص انتهی وایضا قال فیه
واستدل علی مذهب التوقف تارة ببیان ان مثل هذه الالفاظ التی ادعی عمومها مجمل
واخری ببیان انه مشترک انتهی وقال فی التوضیح والمجمل کآیة الربوا فان قوله تعالی وحرم الربوا

مجمل لان الربوا في اللغة هو الفضل وليس كل فضل حراما بالاجماع ولم يعلم ان المراد اي فضل
فيكون مجملا ثم لما بين النبي عليه السلام الربو في الاشياء الستة احتيج بعد ذلك الى الطلب
والتامل ليعرف علة الربوا والحكم في غير الاشياء الستة انتهى و الثالثة بامعنے المقدمة القائلة بان
السكوت في معرض الضرورة بيان فان قول لم يبين قائلوها ان المراد بالسكوت سكوت كل انسان
او البعض وعلى الثاني فاي بعض ولم يبينوا الضرورة وما حدها ولم يبينوا المراد بالبيان ماذا هل هو بيان
المجمل او غيره من المشترك والعام والمجاز والمطلق او هو بيان بمعنے التكلم والافصاح واظهار المراد وما وجدت
في كتاب من كتب الاصول الصغير والكبير القديم والحديث ذكرها بالتفصيل مع ذكر دلتها ومن ادعى
فعليه البيان ودونه خرط القتاد والرابع ان البيان انما يستعمل في مقابلة الاجمال الاصطلاحي
قال في حصول المامول في الباب السادس الذي في المجمل والمبين واما المبين فهو في اللغة
المظهر من بان اذا ظهر وفي الاصطلاح هو الدال على المراد بخطاب لا يستقل بنفسه في الدلالة على
المراد انتهى وايضا قال فيه قال الماوردي والروياني يجوز التعبد بالخطاب المجمل قبل البيان
لانه صلعم بعث معاذا الى اليمن وتعبدهم بالتزام الزكوة قبل بيانها انتهى والاصوليون كلهم يذكرون
المبين في مقابلة المجمل في كتبهم وكذا المجمل ربما يستعمل بمعنى المبهم فيشمل المشترك والعام والمجاز و
والمطلق وكذا المبين يستعمل في مقابلة غير المجمل مما فيه ابهام كمن المشترك وغيره تدل عليه
العبارات الآتية قال في الحصول الفصل الخامس في مراتب البيان للاحكام وهي خمسة بعضها اوضح من بعض الاول البيان
الذي لا يتطرق اليه التاويل كقوله تعالى في صوم التمتع فصيام ثلثة ايام في الحج وسبعة اذا رجعتم
تلك عشرة كاملة وسماه بعضهم بيان التقرير انتهى وقال فيه ايضا الثالث نصوص السنة
الواردة بيانا لمشكل في القرآن كالنص على ما يخرج عند الحصاد مع قوله تعالى واتوا حقه
يوم حصاده ولم يذكر في القرآن مقدار هذا الحق انتهى وايضا قال فيه اعلم ان كل ما يحتاج
الى البيان من مجمل وعام ومجاز ومشترك وفعل متردد ومطلق اذا تاخر بيانه فذلك على
وجهين انتهى قال في التوضيح باب البيان ويلحق بالكتاب والسنة البيان وهو اظهار المراد وهو اما
بالمنطوق او غيره والثاني بيان ضرورة والاول اما ان يكون بيانا لمعنى الكلام او للازم
له كالمدة الثاني بيان تبديل والاول اما ان يكون بلا تغير او معه الثاني بيان تغيير كالاستثناء
والشرط والصفة والغاية والاول اما ان يكون معنى الكلام معلوما لكن الثاني اكده بما يقطع
الاحتمال او مجهولا كالمشترك والمجمل الثاني بيان تفسير والاول بيان تقرير انتهى اذا تمهدت المقدمات

الاربعة المذكورة فاعلم ان قول هذا الفاضل انه لم يفهم الى الآن معنى المجمل الاصطلاحي بل عليه
دليل ام لا على الثاني ادعاء بلا دليل ليس من شان اهل العلم وعلى الاول ما الدليل عليه فان
كان دليله انه جعل حديث ما فاتكم الذي هو عام مجملا فثبت انه لم يفهم معنى المجمل الاصطلاحي
فقيل انه لا يلزم التباين والاختلاف بين جميع اقسام هذه التقسيمات بل بين الاقسام الخارجية
من تقسيم تقسيم كما عرفت من عبارة العلامة التفتازاني على ان الاشاعرة كلهم قالوا ان
كل عام مجمل والحنفية قد حكموا باجمال بعض العام كالربوا واستدلوا عليه بان الربوا في اللغة
الفضل وليس كل فضل حراما بالاجماع ولم يعلم ان المراد اي فضل فيكون مجملا ومثل هذا الدليل
يجري في الحديث بان يقال ليس كل ما فات يجب قضائه بالاجماع والا لزم ان يلزم
على فائت الثناء والتوجيه ونحو ذلك من الادعية الواردة قضاء ما فات ولم يعلم ان المراد اي
ما فات فيكون مجملا ولفظ الميتة والامهات في قوله تعالى حرمت عليكم الميتة حرمت عليكم امهاتكم
عام وقال الكرخي والبصري انها مجملة ولفظ السارق والسارقة عام وقال بعض الحنفية انه مجمل
ولفظ الصلوة والصيام والنكاح في حديث لا صلوة الا بطهور ولا صلوة لجار المسجد الا في المسجد
ولا صلوة الا بفاتحة الكتاب ولا صيام لمن لم يبيت الصيام من الليل ولا نكاح الا بولي عام وذهب
الباقلاني وغيره الى انه مجمل ونقله ابو منصور عن اهل الراي ولفظ الخطاء والنسيان في قوله صلعم
رفع عن امتي الخطاء والنسيان عام وقال ابو الحسين وابو عبد الله البصري انه مجمل فالقول
بتباين العام والمجمل كما وقع من هذا الفاضل دال على ان قائله لم يفهم معنى العام والمجمل
وقد ارتكب هذا القائل هذا الخطاء في موضع آخر من غيث الغمام حيث قال وذكر بعضهم
ان ما تيسر في القرآن اما مجمل مبين بحديث الفاتحة او مطلق مقيد به او مبهم مفسر وفيه
ايضا ضعف ظاهر لانه ليس بمجمل ولا مطلق بل عام فلا بد ان يعمل بعمومه انتهى وقال
في امام الكلام فان قلت هو مجمل فيكون الحديث بيانا له قلت هذا كلام من لا مهارة له
في علم الاصول والدراية له ومنشاء هذا الخطاء المبين التقليد الجامد للعيني حيث قال في
البناية فان قلت كلمة ما مجملة والحديث مبين والمبين يقضي على المبهم قلت كل من قال هذا
يدل قوله على عدم معرفته باصول الفقه لان كلمة ما من الفاظ العموم يجب العمل بعمومها من غير
توقف ولو كانت مجملة لما جاز العمل بها قبل البيان وقال في منحة السلوك فان قلت
اجعلها بيانا للاجمال فيكون فرضا قلت البيان يستدعي الاجمال ولا اجمال ههنا لامكان

العمل به قبله انتهى فان قلت العموم يقتضى وجوب العمل بالعام من غير توقف والاجمال يقتضى حرمة العمل بالمجمل
قبل البيان فكيف يجتمعان قلت اقتضاء العموم وجوب العمل من غير توقف انما هو اذا لم يكن هناك
مانع اما اذا كان مانع فلا يقتضى وجوب العمل من غير توقف والعام انما يكون مجملا اذا كان هناك مانع من
وجوب العمل من غير توقف كما فى قوله تعالى وحرم الربوا وكما فى قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر من القران
فان لفظ ما فيه وان كان عاما لكن هناك مانع من وجوب العمل من غير توقف اذ لو عمل بالعموم
يجب قراءة جميع ما تيسر وهو باطل بالاجماع والعقل والنقل فلا بد ان يراد بعض ما تيسر وهو غير متعين
فيكون مجملا فيكون الحديث بيانا له وان كان على عدم الفهم دليل آخر فليبين حتى ينظر فيه واما قوله ان
صاحب الشفاء لم يفهم الفرق بينه وبين العام فقد ظهر فساده مما قررناه آنفا واما قوله ولم يعلم
الى الآن معنى السكوت فى موضع الضرورة بيان فغير ان جوابه قد تقدم فتذكر وليعرف هنا ان
صاحب التلويح قال البيان يطلق على فعل المبين كالسلام والكلام وعلى ما حصل به التبيين كالدليل
وعلى متعلق التبيين ومحله وهو العلم وبالنظر الى هذه الاطلاقات قيل هو ايضاح المقصود وقيل
الدليل وقيل العلم عن دليل والى الاول ذهب المصنف رح وحصره فى بيان الضرورة وبيان التبديل
وبيان التغيير وبيان التفسير بيان التقرير وذكر فيه وجه ضبطه وبعضهم جعل الاستثناء بيان
تغيير والتعليق بيان تبديل ولم يجعل النسخ من اقسام البيان لانه رفع للحكم لا اظهار لحكم الا ان
فخر الاسلام اعتبر كونه اظهارا لانتهاء مدة الحكم الشرعى ولا يخفى انه ان اريد بالبيان مجرد اظهار
المقصود فالنسخ بيان وكذا غيره من النصوص الواردة لبيان الاحكام وان اريد اظهار ما هو المراد
من كلام سابق فليس ببيان وينبغى ان يراد اظهار المراد بعد سبق كلام له تعلق ما فى الجملة فيشمل
النسخ دون النصوص الواردة لبيان الاحكام ابتداء مثل اقيموا الصلوة انتهى ولا مرية لان السكوت
لو كان بيانا لكان داخلا فى بيان الضرورة وهو اربعة انواع الاول ما هو فى حكم المنطوق مثل
قوله تعالى وورثه ابواه فلامه الثلث يدل على ان الباقى للاب الثانى ما ثبت بدلالة حال المتكلم
كسكوت صاحب الشرع عن تغيير امر يعاينه يدل على حقيته وكذا السكوت فى موضع الحاجة كسكوت
الصحابة رض عن تقويم منفعة البدن فى ولد المغرور وكذا سكوت البكر البالغة جعل بيانا لحالها
التى توجب الحياء والثالث ما جعل بيان لضرورة دفع الغرور كالمولى يسكت حين يرى عبده
يبيع ويشترى يكون اذنا دفعا للغرور عن الناس وكذا سكوت الشفيع جعل تسليما والرابع ما ثبت
لضرورة الكلام نحو له على مائة ودرهم ومائة ودينار ومائة وقفيز حنطة يكون الآخر بيانا للاول

كذا فى التوضيح وغيره قال ابن نجيم المصرى الحنفى فى الاشباه والنظائر القاعدة الثانية عشر لا ينسب الى ساكت قول ثم ذكر لها عشرة امثلة وزاد عليها الحموى خمسة ثم قال ابن نجيم وخرجت عن هذه القاعدة مسائل كثيرة يكون السكوت فيها كالنطق وبلغها الى سبعة وثلثين وبلغها الحموى الى خمسين اذا عرفت هذا فقد علمت ان المقدمة القائلة بان السكوت فى معرض الضرورة بيان لفظ البيان فيها يحتمل وجوها الاول مجرد الاظهار المقصود الثانى اظهار ما هو المراد من كلام سابق والثالث اظهار المراد بعد سبق كلام له تعلق به فى الجملة الرابع النطق والتكلم اى فى حكم الكلام والمنطوق فلا بد من بيان ان المراد فى هذه المقدمة بالبيان اى وجه من الوجوه المذكورة واثباته بدليل ايضا دريت ان هذه المقدمة ليست كلية لخروج بعض السكوت عن هذه المقدمة قطعا والحاصل ان كبرى دليل الملازمة ان كانت جزئية فصدقها مسلم ولكن لا يوجد شرط الانتاج وهو كلية الكبرى وان كانت كلية فصدقها ممنوع اما قوله وظن ان البيان مختص بالمجمل فجوابه ان هذا مبنى على ما هو المتبادر من لفظ البيان من كونه بيانا لكلام سابق مجمل كما قال العينى فى منحة السلوك البيان يستدعى الاجمال ولا اجمال ههنا انتهى ومحصل الاعتراض الثامن عشر انه لو سلم سكوته صلعم وكونه بيانا فاما ان يكون بيانا للمجمل وهو حديث ما فاتكم فاتموا اولا والاول متوقف على اثبات ان هذه الواقعة اى واقعة وقعت بعد قوله فاتكم فاتموا وعلى الثانى لا بد من بيان انه بيان باى معنى وبيان لاى شىء حتى يتكلم فيه اعتراض انيسوان يه ہے كه امر بالاعادة ثابت ہے كيونكه حديث ابوبكره ميں بروايت طبرانى يه زيادت ہے صل ما ادركت واقض ما سبقك انتهى اسپر غيث الغمام ميں يه خدشه كيا گيا ہے وبطلانه ظاهر عند كل ماهر فان حمل هذه الجملة على الاعادة لا يتفوه به الا من غفل عن الجمل السالفة انتهى اقول فيه ان الجمل السالفة انما هى ما يتلى عليكم من انه انتهى الى النبى صلعم وهو راكع فركع قبل ان يصل الى الصف فذكر ذلك للنبى صلعم فقال زادك الله حرصا ولا تعد هذا لفظ البخارى وفى رواية سعيد انه دخل المسجد زاد الطبرانى من رواية عبد العزيز بن ابى بكرة عن ابيه وقد اقيمت الصلوة فانطلق يسعى وللطحاوى من رواية حماد بن سلمة عن الاعلم وقد حفزه النفس وفى رواية حماد عند الطبرانى فلما انصرف رسول الله صلعم قال ايكم دخل الصف وهو راكع كذا فى الفتح وقال فى الفتح ايضا قوله ولا تعد اى الى ما صنعت من السعى الشديد ثم من الركوع دون الصف ثم من المشى الى الصف وقد ورد ما يقتضى ذلك صريحا فى طرق

حديثہ کما تقدم بعضها وفی روایۃ عبد العزیز المذکورۃ فقال من الساعی فی روایۃ یونس
بن عبید عن الحسن عند الطبرانی فقال ایکم صاحب ہذا النفس قال خشیت ان تفوتنی الرکعۃ
معک وله من وجہ آخر عنہ فی آخر الحدیث صل ما ادرکت واقض ما سبقک فی روایۃ حماد
عند ابی داؤد وغیرہ ایکم الراکع دون الصف وقد تقدم من روایۃ قریبا ایکم دخل الصف
وہو راکع انتہی والثانیۃ قال فی الفتح قولہ ولا تعد ضبطناہ فی جمیع الروایات بفتح اولہ وضم العین
من العود وحکی بعض شراح المصابیح انہ روی بضم اولہ وکسر العین من الاعادۃ ویرجح الروایۃ
المشہورۃ ما تقدم من الزیادۃ فی آخرہ عند الطبرانی صل ما ادرکت واقض ما سبقک وروی
الطحاوی باسناد حسن عن ابی ہریرۃ مرفوعا اذا اتی احدکم الصلوۃ فلا یرکع دون الصف انتہی
قال ہذا الفاضل فی الغیث ومنها ما ہی فی رسالۃ القراءۃ خلف الامام للبخاری فی موضع آخر
حدثنا محمد بن مرادس ابو عبد اللہ الانصاری قال حدثنا عبد اللہ بن عیسی ابو خلف الخزاز
عن یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ ان النبی صلعم صلی صلاۃ الصبح فسمع نفسا شدیدا وبہرا من خلفہ
فلما قضی الصلوۃ قال لابی بکرۃ انت صاحب ہذا النفس قال نعم جعلنی اللہ فداک خشیت ان
تفوتنی رکعۃ معک فاسرعت المشی فقال رسول اللہ صلعم زادک اللہ حرصا ولا تعد صل ما
ادرکت واقض ما سبق انتہی وہذہ الروایۃ نص فی ان ابا بکرۃ انما رکع دون الصف لئلا تفوتہ
تلک الرکعۃ مع النبی صلعم وکان یعتقد ان ادراک الرکوع ادراک الرکعۃ وقد اخبر عما کان یراہ
النبی صلعم وقررہ علیہ النبی صلعم وسکت علیہ ولم یرد علیہ بان ادراک الرکوع لا یفید عدم فوت
الرکعۃ اذا فاتہ منک ام القرآن انتہی وقال فی الغیث فی جواب الاعتراض الاول وکل عاقل
یفہم من ہذا الصنیع انہ لم یقض تلک الرکعۃ وانہ کان یظن باعتداد تلک الرکعۃ بالشرکۃ فی الرکوع
وان فاتہ ام القرآن فانہ لو کان عندہ ان فوات قراءۃ ام القرآن یبطل الرکعۃ وان ادرک
الرکوع لما کان لاہتمامہ لشرکۃ فی الرکوع بالسعی والرکوع دون الصف معنی انتہی اذا
وعیت ما تلونا علیک من الروایات والعبارات فقد علمت ان لیس فی الجمل السابقۃ
الاستۃ امور السعی الشدید والرکوع دون الصف والمشی الی الصف وقول ابی بکرۃ خشیت
ان تفوتنی رکعۃ معک فاسرعت المشی وقول النبی صلعم زادک اللہ حرصا وقول النبی صلعم ولا تعد
ولیس شیء منہا ولا مجموعہا ما یمنع عن حمل ہذہ الجملۃ علی الاعادۃ اما تری ان النبی صلعم لما نہی
ابا بکرۃ رض عن العود الی ما صنع من السعی الشدید ثم من الرکوع دون الصف ثم من المشی

الی الصف تخالج فی الصدران عدم العود الی الامور المذکورة ربما یؤدی الی فوت رکن فیلزم
بطلان الصلوة وفسادها فدفعه النبی صلعم بقوله صل ما ادرکت واقض ما سبقک لما ثبت
الاحادیث الصحیحة رکنیة قراءة الفاتحة وجب بحدیث صل ما ادرکت واقض ما سبقک قضاء
رکعة فاتت فیها قراءة الفاتحة ومن یدعی ان شیئا من الامور الستة او مجموعها مما یمنع
عن حمل هذه الجملة علی الاعادة فعلیه البیان ودونه خرط القتادة فان قلت کما قال صاحب
الغیث ان روایة رسالة القراءة لمصنف الامام للبخاری نص فی ان ابابکرة انما رکع
دون الصف لئلا تفوته تلک الرکعة مع النبی صلعم وکان یعتقد ان ادراک الرکوع ادراک
للرکعة وقد آخبر عما کان یراه النبی صلعم وقرره علیه النبی صلعم وسکت علیه لم یرد علیه
بان ادراک الرکوع لا یفید عدم فوت الرکعة اذا فاتتک ام القرآن قلت قد عرفت فیما تقدم
جوابه من انه یجوز ان یکون المراد بالرکعة فی هذا الحدیث الرکوع والکون مع الامام ما مویه
سواء کان الشیء الذی یدرکه المؤتم معتدا به ام لا علی ان النبی صلعم رد علیه بقوله صل
ما ادرکت واقض ما سبق ولا یعلم عیب علی هذا المراد ومن یدعی العیب فعلیه البیان اعتراض بیدوان
یہ ہے کہ محتمل ہے کہ ابوبکرہ کو وجوب قراءة فاتحہ خلف الامام کا علم نہوا سلئے وہ معذور
رکھے گئے ہوں اس لئے آنحضرت صلعم نے اعادہ کا حکم نہ کیا ہو اور تمادا دونکی بسبب
اس عذر کے صحیح ہو گئے ہوا انتہی غیث الغمام میں اسپر یہ کلام کیا گیا ہے وہذا اعجب
مما مضی کله فانه قد ادعی سابقا یکون المسئلة مشتهرة غایة الاشتهار بحیث لا تخفی علی
ابی بکرة وههنا جوز جهله مع عدم ما یدل علیه بل هذا الا التهافت المنبی عن تعصبه جهله انتهی
اقول هذا اول دلیل علی تعصب صاحب الغیث وجهله وعلی انه لم یفهم الی الآن معنی المدعی
والفرق بینه وبین المانع وظن ان المدعی کما یحتاج الی الدلیل کذلک المانع یحتاج الیه وهذا لا یتاتی ممن قرء
الرشیدیة فضلا عن غیرها من کتب المناظرة غایة الاشتهار مع ان صاحب الشفاء مانع للمدعی کیف
وعبارته هکذا التاسع منع صغری الدلیل اما تری ان الضرورة انما تحقق اذا لم یکن حکم من ترک الفاتحة
والقیام مشهورا ومن غیر مسلم انتهی فجعل المانع مدعیا تعصب ای تعصب وجهل ای جهل علی ان قوله
وههنا جوز جهله مع عدم ما یدل علیه دال علی انه لا بد للمانع من اقامة الدلیل وهو فاسد وقوله بل
هذا الا التهافت دال علی سفاهة القائل وضلالته کیف ای تهافت فی ابداء الاحتمالین المتناقضین
اما تری ان الخبر یحتمل الصدق والکذب وان الممکن یحتمل الوجود والعدم ولا تهافت هنا اصلا

اعتراض اکیسوان نقض ہی بدین طور کہ نبی صلعم نے دم کا حکم نہین فرمایا جبکہ سوال کئے گئے
تقدیم بعض و ظائف یوم نحر سے بعض پر اور نہین حکم کیا سجدہ تلاوت کا اوس شخص کے لئے جسنے
پڑہا آیت سجدہ کو اور سجدہ نہین کیا اور نہین حکم کیا قضاء صوم تطوع کا اوس شخص کے لئے جسنے
افطار کیا اوسکو اور نہین حکم فرمایا صلوۃ مفترض کے اعادہ کا جسنے کہ اقتدا کی متنفل کی اور
نہین حکم فرمایا اعادہ کفارہ کا اوس معسر کے لئے جس نے جماع کیا تھا صوم مین اور اوسکو
آنحضرت صلعم نے ایک زنبیل تمر کی عطا فرمائی اور تصدق کا حکم کیا تو اوسنے اظہار اپنی افقریت
کا کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنے اہل کو کہلاوے اور نہین حکم فرمایا اعادۂ صلوۃ کا
اوس شخص کے لئے کہ جس نے چہینک کے جواب مین الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
مبارکا علیہ کما یحب ربنا و یرضی کہا انتہی اسپر غیث الغمام مین یہ بیہودہ بکا ہے و ہذا کلہ
لغو من الکلام عند الاعلام فانہ ہذہ المواضع قد ثبت فیہا بدلائل آخر ما لم یامرہ النبی صلعم
فی تلک الاوقات بدلائل آخر ثبوت خفی ضعیف بل فاسد بل باطل و اما ثبوت اعادۃ
الرکعۃ التی فاتت فیہا قراءۃ الفاتحۃ فجلی و اضح من اجلی الواضحات کیف و رکنیۃ قراءۃ الفاتحۃ
ثابت بالاحادیث الصحیحۃ المشہورۃ بل المتواترۃ و وجوب قضاء ما فات فیہ الرکن بالخبر
الصحیح المجمع علی صحتہ وہو حدیث ما فاتکم فاتموا و ہذا الاعتراض مما لیس عنہ جواب عند
من لہ حظ من العلم و العقل و الدیانۃ اعتراض بائیسوان یہ ہے کہ حدیث ابو بکرہ حجۃ ہی
اوپر امام احمد و اسحق وحماد کے انکے اس قول مین کہ جب نماز پڑھے خلف الصلوۃ اکیلا
تو اعادہ کرے اسلئے کہ ابو بکرہ نے ایک جزء صلوۃ کا پیچھے صف کے ادا کیا اور اعادہ کا
حکم اوسکو نہوا پس جو جواب ان حضرات کا ہے اس حدیث سے وہی ہمارا بھی جواب ہے
انتہی غیث الغمام مین اسپر یہ کہا گیا ہے وہو ہذا ظاہر فانہ فرق بین اداء الکل خلف الصف
وحدہ و بین اداء الجزء علی انہ ثبت وجوب الاعادۃ لمن صلی خلف الصف منفردا بحدیث
آخر فجوابہم ظاہر و مثلہ لا یوجد فیما نحن فیہ انتہی اقول فیہ کلام من وجہین الاول ان ہذا الجواب
یمکن عن الذین قالوا بالفرق بین اداء الکل خلف الصف وحدہ و بین اداء الجزء کاحمد و غیرہ
و اما من لم یقل بالفرق بل یقول ببطلان صلوۃ من صلی الصف وحدہ مطلقا فحدیث ابی بکرۃ حجۃ علیہم
فما ہو جوابہم ہو لنا عنہ فہو جوابنا و الثانی ان قولہ ثبت وجوب الاعادۃ لمن صلی خلف الصف منفردا
بحدیث آخر فیہ انہ کذلک نقول ثبت وجوب الاعادۃ لمن فاتتہ قراءۃ الفاتحۃ بدلیل آخر

مجموع الحدیثین الصحیحین المشہورین احدہما حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وثانیہما حدیث ما فاتکم فاتموا وہذا الاعتراض مما لا جواب عنہ عند من لہ حظ من الانصاف والحیاء

اعتراض تیسواں یہ ہے کہ حدیث ابوبکرہ مجمل متشابہ ہے جیسا کہ کہا ابن القیم نے اعلام الموقعین میں کہ یہ روایت مجملہ متشابہ ہے پس سمجھی جائے گی ساتھ اسکے نص صریح انتہی اسپر غیبت الغمام میں یہ لکھا گیا ہے ولعلی لا یقول بکون حدیث ابی بکرۃ واشالہ مجملا متشابہا الامن ہو ضعیف العقل کابن القیم واحزابہ ابن تیمیۃ واشیاعہ والشوکانی والضارہ او الغافل عن کتب الاصول لا اہل الفضل فلا عیقربہ عند ائمۃ النقل والاستبعاد بکون ہما والاکابر حقیقی العقل فستنقل من کلام الاعلام ان شاء اللہ عنقریب بحیث یتم الملام فقد ظہر من ہذا البیان والتبیان ان کل ما ذکرہ الناصر المختفی لغیر ملتزم الصحۃ القنوجی البہوپالی نصرۃ للشوکانی باطل عند کل عاقل وفاضل وعاطل عند من ہو لرایات العلوم حامل انتہی اقول لا یخفاک ان فی حد المجمل والمتشابہ اختلافا قال فی حصول المامول الفصل الاول فی حدہما فالمجمل فی اللغۃ المبہم من اجمل الامر اذا ابہم وفی الاصطلاح لہ حدود ولا تخلوا عن ایراد علیہا والاولی ان یقال ہو ما دل دلالۃ لا یتعین المراد بہا الا بمعین کان عدم التعیین بوضع اللغۃ او بعرف الشرع او بالاستعمال انتہی وایضا قال فیہ الفصل الثالث فی المحکم والمتشابہ واختلف فی تعریفہما فقیل المحکم ما لہ دلالۃ واضحۃ والمتشابہ ما لہ دلالۃ غیر واضحۃ فیدخل فی المتشابہ المجمل والمشترک وقیل المحکم الناسخ والمتشابہ المنسوخ وقیل غیر ذلک انتہی والمجمل فی اللغۃ المبہم من اجمل الامر اذا ابہم کما عرفت والمتشابہ فی اللغۃ الملتبس والمشکل اذا عرفت ہذا فاعلم ان المراد بالمجمل والمتشابہ ہہنا معناہما اللغوی لا انتہی ان المجمل والمتشابہ الاصطلاحیین فہما متقابلان وقد قال بعضہم ان ایدلو العلامۃ ابن القیم قد جمعہما فی ہذا القول ہذا اول دلیل علی ارادۃ المعنی اللغوی ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور وان ارید معناہما الاصطلاحی فلا مجال للتشنیع ایضا کما عرفت ان فی حدودہما اختلافا فیحتمل ان یصدق علی حدیث ابی بکرۃ معناہما الاصطلاحی باعتبار حد دون حد وتسلیم باحدہما بہ طائفۃ من اہل العلم غیر واجب علی الامام ابن القیم فانہ عالم کبیر لہ ان یختار من الامور التی اختلف فیہا ما رجح عندہ من غیر تقلید لاحد ولکن صاحب الغیث لا یعرف قدرہ ومفاسد الجہل اکثر من ان تحصی فیتفوہ فی حق مثل ہذا الامام بما یامرہ جہلہ ویدعوا الیہ ضلالہ فمن یستدل بحدیث ابی بکرۃ علی ان مدرک الرکوع

مدرک الرکعۃ فعلیہ ان یجیب عن ہذہ الاعتراضات التی عددتہا ثلثۃ وعشرون وانی لہم ذلک —
دوسری دلیل اون علماء کی جو کہتے ہین کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے حدیث ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہے
مرفوعا اذا جئتم الی الصلوۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوہا شیئا ومن ادرک الرکعۃ فقد ادرک
الصلوۃ اخرجہ ابوداؤد اس حدیث مین کلام ہے بدو وجہ اول یہ کہ اس حدیث پر اگرچہ ابوداؤد
ومنذری نے سکوت کیا ہے لیکن اسکا ایک راوی یحیی بن ابی سلیمان المدینی ضعیف
ہے تقریب مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی ابو صالح لین الحدیث انتہی کاشف
مین ہے قال البخاری منکر الحدیث خلاصہ مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی عن سعید المقبری
وعنہ شعبہ قال البخاری منکر الحدیث ووثقہ ابن حبان والحاکم انتہی حاشیہ خلاصہ پر نقلا عن
التہذیب مسطور ہے وقال ابوحاتم مضطرب الحدیث لیس بالقوی یکتب حدیثہ انتہی۔
حافظ عبدالعظیم منذری ترغیب وترہیب مین — لکھتے ہین یحیی بن ابی سلیمان المدنی
قال البخاری منکر الحدیث وقال ابوحاتم مضطرب الحدیث یکتب حدیثہ لیس ممن یکذب
وذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہی میزان مین ہے یحیی بن ابی سلیمان المدنی عن
المقبری وعطاء وعنہ شعبۃ وابو سعید مولی بنی ہاشم وابوالولید قال ابوحاتم یکتب حدیثہ
لیس ہو بالقوی وقال البخاری منکر الحدیث وقد ذکرہ ابن حبان فی الثقات انتہی ملخصا
بیہقی معرفۃ مین لکھتے ہین تفرد بہ یحیی بن ابی سلیمان ہذا ولیس بالقوی انتہی بخاری
جزء القراءۃ مین لکھتے ہین یحیی ہذا منکر الحدیث روی عنہ ابو سعید مولی بنی ہاشم
وعبداللہ بن رجاء البصری منہا سیر لم یتبین سماعہ من زید ولا من ابن المقبری ولا یقوم بہ الحجۃ
انتہی دوسرے یہ کہ اس حدیث مین یہ زیادت اذا جئتم الی الصلوۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوہا
شیئا غیر محفوظ ومنکر ہے ایک جماعت کثیرہ نے حدیث ابوہریرہ کو روایت کیا ہے
مگر سوائے یحیی بن ابی سلیمان کے کسی نے اس زیادہ کو روایت نہین کیا اس جماعت کی
حدیث کو بخاری جزء القراءۃ مین لائے ہین اور یہ دس رواۃ ہین اسماء مبارکہ اون کی
یہ ہین امام مالک عبیداللہ بن عمر یحیی بن سعید ابن الہاد یونس معمر ابن عیینہ شعیب
ابن جریج عراک بن مالک تلک عشرۃ کاملۃ ان سب کے خلاف یحیی بن ابی سلیمان نے
اس زیادہ کو روایت کیا ہے پس اسکے غیر محفوظ ومنکر ہونے مین کیا شک ہے دارقطنی
اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی لائے ہین لفظا وسیاقا یہ ہے حدثنا ابو طالب

الحافظ ثنا احمد بن محمد بن الحجاج بن رشیدین ثنا عمرو بن سوار و محمد بن یحیی بن اسمعیل قالا ثنا ابن وہب ح وحدثنا ابو طالب ثنا ابن رشیدین ثنا حرملة ثنا ابن وہب ثنی یحیی بن حمید عن قرة بن عبد الرحمن عن ابن شہاب اخبرنی ابو سلمة عن ابی ہریرة ان رسول اللہ صلعم قال من ادرک رکعة من الصلوة فقد ادرکہا قبل ان یقیم الامام صلبہ و اخرجہ ابن خزیمہ فی صحیحہ کذا فی التلخیص مگر اسمین بہی کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اسکا ایک راوی مجہول ہے بخاری جزء القراۃ مین لکہتے ہین واما یحیی بن حمید فمجہول لا یعتمد علی حدیثہ غیر معروف ولیس ہذا مما یحتج بہ اہل العلم انتہی ملخصا میزان مین ہے قال البخاری لا یتابع فی حدیثہ وضعفہ الدارقطنی انتہی دوم یہ کہ یہ حدیث غیر محفوظ و منکر ہے قبل ان یقیم الامام صلبہ کا لفظ یحیی بن حمید نے خلاف ثقات اثبات مذکور کی روایت کیا ہے سیوم اسکا راوی قرہ ابن عبد الرحمن ضعیف ہے تقریب مین ہے یقال اسمہ یحیی صدوق لہ مناکیر انتہی ترغیب و ترہیب مین ہے قال احمد منکر الحدیث جدا وضعفہ ابن معین وقال ابن عدی ارجوانہ لا باس بہ صحح حدیثہ ابن حبان واخرج لہ مسلم مقرونا بعمرو بن الحارث وغیرہ انتہی کاشف مین ہے ضعفہ ابن معین وقال احمد منکر الحدیث جدا انتہی خلاصہ مین ہے وثقہ ابن حبان وقال ابن عدی ارجوانہ لا باس بہ قال احمد منکر الحدیث جدا انتہی میزان مین ہے خرج لہ مسلم فی الشواہد وقال الجوزجانی سمعت احمد یقول منکر الحدیث جدا وقال یحیی ضعیف الحدیث وقال ابو حاتم لیس بقوی وقال ابن عدی روی الاوزاعی عن قرة بضعة عشر حدیثا وارجوانہ لا باس بہ انتہی اس باب مین آثار بہی وارد ہوئے ہین جنکے ساتھ استدلال کیا ہے اون علماء نے جو قائل ہین اس امر کے کہ مدرک رکوع رکعت ہی اونمین سے وہ آثار ہین جنکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اخراج کیا ہے عبارت اوسکی یہ ہے فمن ذلک ما حدثنا محمد بن عمرو بن یونس قال ثنا یحیی بن عیسی عن سفیان عن منصور عن زید بن وہب قال دخلت المسجد انا وابن مسعود رض فادرکنا الامام وہو راکع فرکعنا ثم مشینا حتی استوینا بالصف فلما قضی الامام الصلوة قمت لاقضی فقال عبد اللہ قد ادرکت الصلوة حدثنا فہد قال ثنا ابو نعیم قال ثنا بشیر بن سلیمان قال حدثنی سیار ابو الحکم عن طارق قال کنا مع ابن مسعود جلوسا فجاء آذنہ فقال قد قامت الصلوة فقام وقمنا فدخل المسجد فرای الناس رکوعا فی مقدم المسجد فکبر فرکع ومشی وفعلنا مثل ما فعل انتہی اور نیز طحاوی ہے حدثنا یونس قال ثنا سفیان عن الزہری عن ابی امامة بن سہل قال رأیت

زید بن ثابت دخل المسجد والناس رکوع فمشی حتی اذا امکنہ ان یصل الی الصف وہو راکع کبر
فرکع ثم دب وہو راکع حتی وصل الصف حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال حدثنی مالک
وابن ابی ذیب عن ابن شہاب فذکر باسنادہ مثلہ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابن
ابن ابی مریم قال انا ابن ابی الزناد قال اخبرنی ابی عن خارجۃ بن زید بن ثابت ان
زید بن ثابت کان یرکع علی عتبۃ المسجد ووجہہ الی القبلۃ ثم یمشی معترضا علی شقہ الایمن ثم یعتد
بہا ان وصل الی الصف او لم یصل انتہی اور اون مین سے وہ ہے جسکو امام محمد موطا
مین لائے ہین عن مالک عن نافع عن ابی ہریرۃ انہ قال اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک
السجدۃ اور اون مین سے وہ ہے جسکو امام مالک موطا مین لائے ہین انہ بلغہ ان
ابن عمر و زید بن ثابت کانا یقولان من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ اور اون
مین سے وہ ہے جسکو نیز امام مالک بلاغا لائے ہین ان ابا ہریرۃ کان یقول من
ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ ومن فاتتہ قراءۃ ام القرآن فقد فاتہ خیر کثیر اور اون مین سے
قول عمر رض کا ہے اذا ادرکت الامام راکعا فرکعت قبل ان یرفع راسہ فقد ادرکت
الرکعۃ وان رفع قبل ان ترکع فقد فاتتک الرکعۃ ذکرہ الحلبی فی غنیۃ المستملی وقال ہذا نص
فی المسئلۃ اور اون مین سے وہ ہے جسکو اخراج کیا ہے ابن عبد البر نے علی و ابن مسعود
و زید بن ثابت و ابن عمر سے تمہید مین اور رکھا استذکار مین وروی ذلک عن علی وابن
مسعود و زید وابن عمر وقد ذکرنا الاسانید عنہم فی التمہید کذا فی امام الکلام ان آثار کا جواب
شفاء العی مین سات وجوہ سے دیا گیا ہے اور غیث الغمام مین اون کے جواب مین
کچھ بھی نہین پڑا وہ وجوہ یہ ہین الاول ان اہل العلم اختلفوا اختلافا کثیرا فی حجیۃ
قول الصحابی ولکن الراجح والصحیح عند المحققین ان الحدیث الموقوف لیس بحجۃ انتہی اسکے
جواب مین غیث الغمام مین یہ لکھا ہے ولا یخفی علی المتفطن ما فیہ فان حجیۃ قول الصحابۃ
لاسیما فی ما لا یدرک بالرای قد ثبت بدلائل شافیۃ فی مدارک الحنفیۃ بل ومحققی المحدثین
والشافعیۃ فلا عبرۃ بمن خالفہم کائنا من کان انتہی وفیہ ان حجیۃ قول الصحابۃ مطلقا لم یثبت
بدلیل اصلا بل قد ثبت نقیضا بدلائل شافیۃ فی مدارک المحققین نعم حجیۃ قولہم فی ما لا یدرک
بالرای مسلمۃ ولکن لا من حیث انہ موقوف بل من حیث انہ داخل فی المرفوع وکون قولہم
فیما نحن فیہ مما لا یدرک [illegible] ثبت بعد ومن یدعی فعلیہ البیان ودونہ خرط القتاد

اور نیز غیث الغمام مین ہے علی انہ لا یضر فیما نحن فیہ عدم حجیۃ قول الصحابی فان نفس
المسئلۃ ثابتۃ بالحدیث النبوی فآثار الصحابۃ تکون شاہدۃ لہ مؤیدۃ و مفسرۃ لحدیث
ابی بکرۃ و ابی ہریرۃ انتہی قد عرفت فیما تقدم الجواب عن حدیث ابی بکرۃ من ثلثۃ و
عشرین وجہا و ان کل ما کتب فی الغیث فی ہذا الباب فاسد بل باطل و اما حدیث
ابی ہریرۃ فہو ضعیف لا تقوم بہ الحجۃ و قد تقدم ذلک کلہ فتذکر الثانی ان ما نحن فیہ
مما لا یجب تقلید الصحابی بالاتفاق لان ما اختلف العلماء فی وجوب التقلید فیہ و عدمہ
ہو ما لم یعلم اتفاقہم و لا اختلافہم و ہناک الاختلاف معلوم لان جماعۃ من الصحابۃ کابی ہریرۃ
و کل من ذہب الی وجوب القراءۃ خلف الامام قائلون بعدم اعتداد الرکعۃ انتہی
غیث الغمام مین اس پر چار خدشے ہین حیث قال و فیہ خدشۃ من وجوہ الاول
ان نسبۃ عدم اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع الی کل من ذہب الی وجوب القراءۃ
من الصحابۃ مطالبۃ ببیان ذلک بالاسناد الصحیح و الثانی ان کون ذلک مذہبا لابی ہریرۃ
غیر مقطوع عنہ فان البخاری روی عنہ فی رسالۃ القراءۃ خلف الامام لا یجزئک الا
ان تدرک الامام قائما قبل ان یرکع و روایۃ مالک مخالفۃ لہ صراحۃ و الثالث ان
عدم وجوب تقلید الصحابۃ حین اختلافہم انما ہو اذا لم یوافق احد منہم حدیث نبوی
و ہہنا قد وافق القائلین باعتداد الرکعۃ بادراک الرکعۃ حدیث نبوی فوجب اعتبار قولہم
دون اقوال غیرہم و الرابع ان آثار الصحابۃ فیما نحن فیہ لم تذکر للحجۃ الاستقلالیۃ حتی یضر
عدم حجیتہا عند الاختلاف بل تذکرہ للاستیناس و الاستشہاد و کان المسئلۃ ثابتۃ بالحدیث
المرفوع و ہذہ الآثار مؤیدۃ لہ فلا یضر وقوع الاختلاف فی ما بینہم انتہی اقول الوجہ الاول
فیہ کلام من وجوہ الاول ان البخاری قال فی جزء القراءۃ فی باب وجوب القراءۃ للامام
و المأموم فان احتج فقال اذا ادرک الرکوع جازت صلاتہ فکما اجزأتہ فی الرکعۃ کذلک
یجزیہ فی الرکعات کلہا قیل لہ انما اجاز ذلک زید بن ثابت و الذین لم یروا القراءۃ
خلف الامام فاما من روی القراءۃ فقد قال ابو ہریرۃ لا یجزیہ حتی یدرک الامام
قائما انتہی فقد نسب الامام البخاری جزما القول بعدم الاجزاء حتی یدرک الامام قائما الی
کل من ذہب الی وجوب القراءۃ خلف الامام و قال ایضا فی باب ہل یقرء باکثر من
فاتحۃ الکتاب و قال علی بن عبد اللہ انما اجاز ادراک الرکوع من اصحاب النبی صلعم

الذين لم يروا القراءة خلف الامام منهم ابن مسعود وزيد بن ثابت وابن عمر فاما من رأى القراءة
فان ابا هريرة قال اقرأ بها في نفسك يا فارسي وقال لا تعتد بها حتى تدرك الامام قائما انتهى
فقد صرح البخاري ان علي بن عبد الله ايضا نسب هذا القول الى كل من ذهب الى وجوب القراءة
خلف الامام من الصحابة فهذان امامان جليلا القدر في النقل فان قلت لابد لثبوتهما
من بيان الاسانيد الصحيحة قلت كثيرا ما ينقل اصحاب النقل اقوالا في كتب الرجال بلا
سند والعلماء الراسخون يعتمدون عليها ويذكرونها في مقام الاحتجاج فكذلك هذا القول ينبغي
ان يعتمد عليه الا ان يسد باب الجرح والتعديل واجراء احتمال سوء فهم البخاري مع علي بن عبد الله في
هذا الباب ساقط من اردء الاحتمالات واسوءها لا يقول بها الا من لا معرفة له بعلم الرجال وههنا
قال البخاري فيه في باب وجوب القراءة للامام والمأموم وان كان ذلك اجماعا لكان هذا المدرك
للركوع مستثنى من الجملة مع انه لا اجماع فيه انتهى يعني ان القول بان مدرك الركوع مدرك
للركعة ليس مما اجمع عليه لو كان مما اجمع عليه لكان هذا المدرك للركوع اي الذي فاتته
قراءة فاتحة الكتاب مستثنى من دلائل الاحاديث الصحيحة والثاني ان القائلين بوجوب
القراءة خلف الامام لو كانوا قائلين بادراك الركعة بادراك الركوع وان فاتت قراءة
الفاتحة لنقل عنهم كما نقل عن الذين لم يروا القراءة خلف الامام كابن مسعود وزيد بن ثابت
وابن عمر وهذا الادراك من الوجودات فالنقل يتعلق به كما قال هذا الفاضل في الغيث
في ص[illegible] والنقل انما يتعلق بالوجودات دون اعدام الاشياء فان قلت عدم النقل
لا يثبت منه العدم قلت كما قال هذا الفاضل في ص[illegible] وص[illegible] وص[illegible] من الغيث
ان الاصل في الاشياء العدم حتى يوجد دليل وجوده فما لم ينقل شيء حكم بعدم وجوده
فان كان هذا القول حقا فقد ثبت باعتراف هذا الفاضل ان القائلين بوجوب
القراءة خلف الامام ليسوا القائلين بادراك الركعة بادراك الركوع وهو المطلوب ههنا والحاصل
باطلا فبقي الاعتراض الاول والثالث والخامس والسادس على من يستدل بحديث ابي بكرة
كما كان وصار جواب صاحب الغيث باطلا زاهقا بالكلية والوجه الثاني فيه كلام من وجوه
الاول ان رواية البخاري صحيحة ورواية مالك ضعيفة اما صحة رواية البخاري فبيانها ان
البخاري قال في جزء القراءة حدثنا محمود قال ثنا البخاري قال ثنا مسدد وموسى بن اسمعيل
ومعقل بن مالك قالوا ثنا ابو عوانة عن محمد بن اسحق عن الاعرج عن ابي هريرة رض

قال لا يجزئك الا ان تدرك الامام قائما حدثنا محمود قال ثنا البخاري قال ثنا عبيد بن يعيش
قال ثنا يونس قال ثنا اسحق وفي نسخة ابو اسحق قال اخبرني الاعرج قال سمعت ابا هريرة رض يقول
يجزئك الا ان تدرك الامام قائما قبل ان يركع انتهى فشيوخ البخاري في السند الاول ثلثة
مسدد وموسى بن اسمعيل ومعقل بن مالك اما مسدد خ د ت س فقال في التقريب
ثقة حافظ انتهى وفي الخلاصة مسدد بن مسرهد الاسدي ابو الحسن البصري الحافظ عن جويرية
بن اسماء وابي عوانة وهشيم وخلق وعنه خ د وخلق قال ابو حاتم مسدد عن يحيى بن
سعيد عن عبيد الله نافع كانها الدنانير قال ابن معين ثقة ثقة انتهى واما موسى بن اسمعيل المنقري
فقال في التقريب ابو سلمة التبوذكي مشهور بكنيته وباسمه ثقة ثبت من صغار التاسعة ولا
التفات الى قول ابن خراش تكلم الناس فيه انتهى وقال في مقدمة الفتح موسى بن اسمعيل
التبوذكي ابو سلمة احد الاثبات الثقات اعتمده البخاري فروى عنه كثيرا ووثقه الجمهور
وشذ ابن خراش فقال تكلم الناس فيه وهو صدوق كذا قال ولم يفسر ذلك الكلام
وقال ابن معين ثقة مامون انتهى وفي الميزان موسى بن اسمعيل ابو سلمة المنقري التبوذكي
البصري الحافظ الحجة احد الاعلام سمع من شعبة حديثا واحدا ومن حماد بن سلمة وطبقته
وعنه البخاري وابو حاتم وابن الضريس وابن خيثمة وابو بكر بن ابي عاصم وخلق قال ابو حاتم
لا اعلم بالبصرة ممن ادركنا احسن حديثا وقال علي بن المديني من لم يكتب عن ابي
سلمة كتب عن رجل غفلت لم اذكر ابا سلمة للين فيه لكن لقول ابن خراش فيه صدوق
وتكلم الناس فيه قلت نعم تكلموا فيه بانه ثقة ثبت يا رافضي انتهى ملخصا واما معقل بن مالك
الباهلي فقال في التقريب ابو شريك البصري مقبول من العاشرة وزعم الازدي انه
متروك فاخطا انتهى وقال في الميزان قال الازدي وغيره منكر الحديث وذكره ابن
حبان في ثقاته وعنه البخاري في القراءة خلف الامام وابو مسلم الكجي وقال في الخلاصة
معقل بن مالك الباهلي ابو شريك البصري عن محمد بن راشد وعنه خ في جزء القراءة ووثقه
ابن حبان انتهى تنبيه قال صاحب الغيث مع ان في بعض طرق البخاري معقل
البصري وهو منكر الحديث كما ذكره الذهبي في ميزانه نقلا عن الازدي انتهى اقول اخطا
في هذا القول صاحب الغيث من وجهين الاول ان قول الازدي مردود كما في التقريب
والثاني ان معقلا تابعه في هذه الرواية ثقتان ثبتان مسدد وموسى بن اسمعيل فلا وجه

المتكلم فيه واما الراوي الثاني وهو ع وضاح ابو عوانة فقال في التقريب مشهور بكنيته ثقة ثبت
من السابعة انتهى وقال في الخلاصة ابو عوانة الواسطي احد الاعلام عن قتادة وابن
المنكدر واسمعيل السدي وخلق وعنه شيبان فروخ وخلف بن هشام وقتيبة ومسدد
وخلائق قال عفان كان صحيح الكتاب قال ابو حاتم اذا حدث من حفظه غلط وقال غيره
اذا حدث من كتابه فهو ثقة انتهى وقال في الكاشف ثقة متقن لكتابه انتهى قال في مقدمة
الفتح احد المشاهير وثقه الجمهور وقال ابو حاتم كان يغلط كثيرا اذا حدث من حفظه وكذا قال
احمد وقال ابن المديني في احاديثه عن قتادة لين لان كتابه كان قد ذهب قلت احتج به
الائمة كلهم انتهى قال في الميزان ع وضاح بن عبد الله ابو عوانة الواسطي صاحب قتادة مجمع
على ثقته وكتابه متقن بالمرة قال ابو حاتم ثقة يغلط كثيرا اذا حدث من حفظه انتهى واما
الراوي الثالث وهو محمد بن اسحق فقد قال صاحب امام الكلام انه وان كان متكلما فيه
من جانب كثير من الائمة لكن جروحهم لها محامل صحيحة وقد عارضتها تعديل جمع من
ثقات الائمة وله اصرح جمع منهم بان حديثه لا ينحط عن درجة الحسن بل صححه بعض اهل
الاسناد انتهى وقال في الغيث قد صرح ابن الهمام وهو من ائمة الحنفية الاعلام ايضا
بكون ابن اسحق حسن الحديث وانه يحتج بروايته انتهى وفي كتاب الترغيب والترهيب
للتيمي محمد بن اسحق بن يسار احد الائمة الاعلام حديثه حسن وقال احمد بن حنبل هو
حسن الحديث وقال العجلي ثقة وقال علي بن المديني حديثه عندي صحيح وصحح له الترمذي
من حديث سهل بن حنيف واحتج به ابن خزيمة في صحيحه وبالجملة فهو ممن اختلف فيه وهو
حسن الحديث انتهى ملخصا وفي الكاشف وحديثه فوق الحسن وقد صححه جماعة انتهى
وفي الميزان قلت لم يذكر ابن اسحق ابو عبد الله البخاري في كتاب الضعفاء انتهى
وقد تقدم تحقيق توثيق محمد بن اسحق فتذكرنا فان قلت محمد بن اسحق مدلس وعنعنة المدلس
لا تقبل قلت في حديث يونس اخبرني الاعرج فزالت شبهة التدليس واما الراوي الرابع
ع وهو عبد الرحمن بن هرمز الاعرج فقال في التقريب ثقة ثبت عالم من الثالثة انتهى
وفي الخلاصة وثقه جماعة انتهى وليس له ذكر في الميزان ولا في مقدمة الفتح وفي السند
الثاني شيخ البخاري عبيد بن يعيش قال في التقريب خ م س عبيد بن يعيش المحاملي
ابو محمد الكوفي العطار ثقة من صغار العاشرة انتهى وفي الخلاصة وثقه ابو داود وفي الكاشف

عبید بن یعیش عن ابی بکر بن عیاش م نحوه وعنه مروطین ع عبدة وثقوه انتہی و اما الراوی الثانی
وہو یونس فلعلہ یونس بن بکیر اذ عبید بن یعیش یروی عنہ قال البخاری فی جزء القراءة
وقال عبید بن یعیش حدثنا یونس بن بکیر قال سمعت شعبة یقول محمد بن اسحق امیر المؤمنین
بحفظ انتہی قال فی مقدمة الفتح یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی الکوفی مختلف فیہ قال
ابو حاتم محلہ الصدق انتہی قال فی التقریب صدوق یخطئ من التاسعة انتہی وفی الخلاصة
قال ابن معین ثقة وضعفہ النسائی وقال ابو داؤد لیس بحجة یاخذ کلام ابن اسحق فیوصلہ
بالاحادیث روی لہ م متابعة انتہی وفی الکاشف قال ابن معین صدوق وقال لیس بحجة یوصل
کلام ابن اسحق بالاحادیث انتہی وفی المیزان قال ابن معین ثقة قال ابو حاتم محلہ الصدق
وقال ابو زرعة اما فی الحدیث فلا اعلم مما ینکر علیہ قال ابو داود لیس بحجة عندی یاخذ
کلام ابن اسحق فیوصلہ بالحدیث وقال ابن معین ایضا ثقة الا انہ مرجئی یتبع السلطان و
قال الجوزجانی ینبغی ان یتثبت فی امرہ وقال عبید بن یعیش ثنا یونس بن بکیر ابو بکر
الشیبانی وکان ثقة وقال ابراہیم بن ابی داود سالت محمد بن عبد اللہ بن نمیر عنہ فقال
ثقة وروی حضیر بن محمد وعثمان بن سعید عن ابن معین ثقة قلت ہو اوثق من الحمانی بکثیر وقد
اخرج مسلم لیونس فی الشواہد لا الاصول وکذا ذکرہ البخاری مستشہدا بہ ہو حسن الحدیث قال
ابراہیم الجبلی سمعت ابن معین یقول یونس ثقة انتہی ملخصا وان کان یونس ہذا یونس آخر
فبعض من یسمی بہذا الاسم اوثق من یونس بن بکیر کیونس ح بن محمد بن مسلم البغدادی
ابو محمد المؤدب فانہ ثقة ثبت کذا فی التقریب ع وکیونس بن یزید بن ابی النجاد الایلی
قال فی التقریب ثقة الا ان فی روایتہ عن الزہری وہما قلیلا وفی غیر الزہری خطاء و
فی مقدمة الفتح قلت وثقہ الجمہور مطلقا وانما ضعفوا بعض روایتہ حیث یخالف اقرانہ
او یحدث من حفظہ فاذا حدث من کتابہ فہو حجة قال ابن البرقی سمعت ابن المدینی
یقول اثبت الناس فی الزہری مالک ابن عیینة ومعمر وزیاد بن سعد ویونس من کتابہ
وقد وثقہ احمد مطلقا وابن معین والعجلی والنسائی ویعقوب بن شیبة والجمہور احتج بہ الجماعة
انتہی و فی المیزان یونس بن یزید الایلی صاحب الزہری ثقة حجة شذ ابن سعد فی قولہ
لیس بحجة وقال وکیع سیئ الحفظ وکذا استنکر لہ احمد بن حنبل احادیث وقال الاثرم
ضعف احمد امر یونس انتہی قلت قول وکیع فیہ کان سیئ الحفظ وکذا استنکار احمد بن

حنبل له احاديث وتضعيفه امر يونس معارض بقول ابن معين اثبت الناس في الزهري مالك
ومعمر ويونس وعقيل وشعيب وقول احمد بن صالح نحن لا نقدم على يونس في الزهري احدا وقول
احمد سمعت احاديث يونس عن الزهري فوجدت الحديث الواحد ربما سمعه مرارا وقول ابن
المبارك كتابه عن الزهري صحيح وقول ابن مهدي هكذا وتوثيق الجمهور له مطلقا وكذا توثيق
احمد له مطلقا واحتجاج الجماعة به وكل هذا موجود في مقدمة الفتح فقد ثبت ان رواية البخاري
صحيحة وهذا ما قصدنا اثباته واما ضعف رواية مالك فليس من جهة مالك بل من جهة
الراوي عنه وهو محمد بن الحسن وهو ضعيف قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين محمد بن
الحسن ضعيف انتهى وفي الميزان محمد بن الحسن الشيباني ابو عبد الله احد الفقهاء لينه النسائي
وغيره من قبل حفظه يروي عن مالك بن انس وغيره وكان من بحور العلم والفقه قويا في مالك
انتهى قلت قوله قويا في مالك المراد بالقوي القوي الاضافي اي بالنسبة الى غير مالك فانه
محمد ابن الحسن قال اقمت على باب مالك ثلاث سنين وسمعت منه اكثر من سبعمائة حديث
لا انه ليس بضعيف فالنسائي وغيره ضعفه مطلقا ولم يذكر الذهبي ترجمته في تذكرة الحفاظ
بيد انه قال في آخر الطبقة السادسة وكان في زمان هؤلاء خلائق من ائمة الحديث
ومن ائمة المقرئين كورش واليزيدي والكسائي واسمعيل بن عبيد الله المكي القسط وخلق
من الفقهاء كفقيه العراق محمد بن الحسن وفقيه مصر عبد الرحمن بن القسم انتهى وقال صاحب التعليق
الممجد فيه ظن كثير منهم ان الموطا برواية محمد بن الحسن الشيباني ليست بذاك وانها ليست
معتبرة ولا داخلة في ما هنالك قال ايضا فيه جماعة من المحدثين لا يعدون موطا محمد
في عداد الموطآت ولا يعتمدون عليه كاعتمادهم على سائر الموطآت على ان محمد بن الحسن روى هذا
الاثر عن مالك مخالفا للثقات فان غيره قد اخرجه عن مالك بلاغا فتكون هذه الرواية اما منكرة
او شاذة مع ان هذا الاثر انما يدل على المطلوب اذا كان المراد بالركعة الركوع لا بالسجدة الركعة وهو ممنوع
لم لا يجوز ان يكون المراد منه ان من لم يدرك ركعة لم يدرك الصلوة حتى يكون هذا الاثر موافقا
لحديث ابي هريرة المرفوع المستفيض المروي في الصحيحين وغيرهما من ادرك ركعة من الصلوة
فقد ادرك الصلوة فحال هذا الاثر عين حال الحديث المرفوع فكما ان الحديث المرفوع لا يدل
على ان مدرك الركوع مدرك الركعة فكذلك هذا الاثر ولو كان المرفوع دالا على هذا المطلوب فاي
حاجة الى تجشم الاستدلال بالاثر قال صاحب بنيث في جواب النظر الثالث واما عدم تسليم

ابی ہریرۃ وزید وابن عمر عجیب جدا فان اقتران الرکعۃ بالسجدۃ قرینۃ واضحۃ علی حمل الرکعۃ علی الرکوع
وحمل السجدۃ علی الصلوۃ محتاج الی قرینۃ انتہی اقول فیہ نظر من وجہین الاول ان کون اقتران
الرکعۃ بالسجدۃ قرینۃ واضحۃ علی حمل الرکعۃ علی الرکوع انما ہو اذا کانت السجدۃ بمعنی السجود
الحقیقی واذا کانت السجدۃ بمعنی السجود الحقیقی لا یثبت مطلوبکم فان ثبوت المطلوب متوقف
علی ان یکون المراد بالسجدۃ الرکعۃ والثانی ان حمل السجدۃ علی الصلوۃ کما انہ محتاج الی
قرینۃ کذلک حمل السجدۃ علی الرکعۃ ایضا محتاج الی القرینۃ و قرینۃ حمل السجدۃ علی الصلوۃ موجودۃ
فی الاثر وہی ان السجدۃ فیہ لو لم یحمل علی الصلوۃ للزم مخالفۃ الاثر الصحیح الصریح الذی اخرجہ
البخاری فی جزء القراءۃ علی ان حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا ادرک احدکم سجدۃ
من صلوۃ العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلاتہ واذا ادرک سجدۃ من صلوۃ الصبح قبل
ان تطلع الشمس فلیتم صلاتہ اخرجہ البخاری حملوا السجدۃ فیہ علی الرکعۃ بقرینۃ الروایات الاخر التی
وقع فیہا لفظ الرکعۃ موضع السجدۃ قال الحافظ فی الفتح قولہ باب من ادرک رکعۃ من العصر
قبل الغروب) اورد فیہ حدیث ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ اذا ادرک احدکم سجدۃ من صلاۃ
العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلاتہ فکانہ اراد تفسیر الحدیث وان المراد بقولہ فیہ سجدۃ
ای رکعۃ وقد رواہ الاسمٰعیلی من طریق حسین بن محمد عن شیبان بلفظ من ادرک منکم رکعۃ
فدل علی ان الاختلاف فی الالفاظ وقع من الرواۃ وستاتی روایۃ مالک فی ابواب
وقت الصبح بلفظ من ادرک رکعۃ ولم یختلف علی راویہا فی ذلک فکان علیہا
الاعتماد وقال الخطابی المراد بالسجدۃ الرکعۃ برکوعہا وسجودہا والرکعۃ انما یکون تمامہا بسجودہا
فسمیت علی ہذا المعنی سجدۃ انتہی لکن حملنا السجدۃ فی ہذا الاثر علی الصلوۃ بقرینۃ الاحادیث
المرفوعۃ التی فیہا لفظ الصلوۃ وبقرینۃ الاثر الذی اخرجہ البخاری فی جزء القراءۃ لا یقال
ان ثبوت المطلوب لیس بمتوقف علی ان یراد بالسجدۃ الرکعۃ بل یحصل اذا ارید بالسجدۃ
المعنی الحقیقی وہو الصواب لما لم یوجد صارف وہناک لا یوجد الصارف واذا ارید بالسجدۃ المعنی
الحقیقی فلا بد ان یحمل الرکعۃ علی الرکوع باعترافکم فیکون حاصل الاثر اذا فاتتک الرکوع
فاتتک السجدۃ ویضم معہ المقدمۃ الاخری الصحیحۃ فیقال اذا فاتتک الرکوع فاتتک السجدۃ
واذا فاتتک السجدۃ فاتتک الرکعۃ فینتج اذا فاتتک الرکوع فاتتک الرکعۃ وہو المطلوب
لانا نقول یلزم علی ہذا ان یکون فوت الرکوع سببا لفوت الرکعۃ بواسطۃ فوت السجدۃ

مع انہما سیان مستقلان لفوت الرکعۃ لکون کل واحد منہما رکنا مستقلا للرکعۃ علی انہ یکون
ہذا الاثر مخالفا للاثر الصحیح المروی فی جزء القراءۃ وہذا ہو الصارف عن المعنی الحقیقی مع ان الثابت
علی ہذا انہ اذا فاتتک الرکوع فاتتک الرکعۃ وہو لیس بمطلوب انما المطلوب اذا ادرک الرکوع
فقال ادرکت الرکعۃ وہو لیس بثابت فان قلت ثبت ہذا بطریق مفہوم المخالفۃ قلت فلا
یثبت المطلوب عند من لا یقول بمفہوم المخالفۃ کالحنفیۃ علی ان المنطوق یرجح وقت تعارض
المنطوق والمفہوم وعدم الاعتداد ثابت بمنطوق الاثر الصحیح المروی فی جزء القراءۃ
والاعتداد لو ثبت فانما یثبت بالمفہوم والوجہ الثالث فیہ ان ہذا القاعدۃ
مذکورۃ فی کتب الاصول مطلقا ولیس فیہا القید الذی ....
ذکرہ ہذا الفاضل فہذا من مخترعات ذہنہ الوقاد ومحدثاتہ علی ان الحدیث النبوی
اذا وافق احدا من الصحابۃ فای حاجۃ الی القول بوجوب تقلید الصحابۃ اذ اجاء نہر اللہ
بطل نہر معقل والوجہ الرابع فیہ ان المسالۃ لیست بثابتۃ بالحدیث المرفوع فان المرفوع
فی الباب حدیثان حدیث ابی بکرۃ وحدیث ابی ہریرۃ وقد عرفت فیما تقدم ان
حدیث ابی بکرۃ وان کان صحیحا لکن الاحتجاج بہ لا یتم بثلثۃ وعشرین وجہا وحدیث
ابی ہریرۃ ضعیف لا یقوم بہ الحجۃ الوجہ الثالث من وجوہ جواب الاثار انہ
لو سلمت صحۃ الاحتجاج بقول الصحابی فیما علم اختلافہم فیہ قلنا ان نثبت یقول
ابی ہریرۃ وجماعۃ فالاقتداء بالذین ذکر المعترض آثارہم لیس اولی من الاقتداء بہولاء
انتہی قال فی الغیث وبطلانہ ظاہر فان قول الصحابی حجۃ مالم ینفیہ شیء من السنۃ کما صرح
بہ ابن الہمام وغیرہ ومن المعلوم ان قول عدم الاعتداد قد نفتہ السنۃ المرفوعۃ فلا یعتد
بہ ویلزم اتباع القائلین بالاعتداد الموافق لقول النبی صلعم وتقریرہ انتہی اقول
فیہ بحث من وجہین الاول ان السنۃ المرفوعۃ لیست بید القائلین بالاعتداد الا حدیث
ابی بکرۃ وابی ہریرۃ وقد عرفت غیر مرۃ جوابہما والثانی ان القول بالاعتداد قد نفتہ السنۃ ایضا
ای حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب وحدیث فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا
الوجہ الرابع من وجوہ جواب الآثار المطالبۃ بتصحیح تلک الآثار من استدل بہا فان شرح
معانی الآثار وموطا محمد والتیتۃ لیست مما تلتزم فیہ الصحۃ فلا بد من نقل اسانید تلک
الآثار وتوثیق رواتہا انتہی قال فی الغیث وہو مردود بان عدم کون ہذہ الکتب مما

تلتزم فيه الصحة لايلزم منه ان لايكون في شيء من الاخبار المروية فيها اثر من الصحة انتهى اقول
فيه كلام من وجوه الاول ان صاحب الشفاء لايقول ان عدم كون هذه الكتب مما
لاتلتزم فيه الصحة يلزم منه ان لايكون في شيء من الاخبار المروية منها اثر من الصحة حتى يرد عليه
بما اورده صاحب الغيث بل مقصوده ان المدعي والمستدل يجب عليه ان يصحح ما يستدل
به من الآثار والتصحيح يكون بوجهين الاول باثبات ان الكتب التي رويت فيها تلك الآثار
مما تلتزم فيه الصحة والثاني بنقل اسانيد تلك الآثار وتوثيق رواتها واثبات الاتصال
بين رواتها وخلوها من الاسباب القادحة في الصحة والوجه الاول من التصحيح غير محقق فيما
نحن فيه بالبديهة فلابد من الوجه الثاني فقد وجدت من ههنا ان صاحب الغيث لم يفهم
مطلب صاحب الشفاء مطلقا وقال بحسب فهمه ما قال والثاني ان قوله عدم كون هذه الكتب
مما تلتزم فيه الصحة لايلزم منه ان لايكون في شيء من الاخبار المروية فيها اثر من الصحة مسلم
ولكن لايلزم منه ايضا ان يكون كل ما روي فيها صحيحا او حسنا حتى يستدل به على حكم من الاحكام
الشرعية وايضا قال في الغيث مع ان رواية موطا لا شبهة في صحتها فان محمد بن الحسن وان
اختلف في توثيقه وتجريحه لكن المرجح هو توثيقه على انهم اجمعوا على انه ثقة في مالك وقد ذكرنا كل
ذلك في مقدمة التعليق الممجد على موطا محمد وشيخه مالك صاحب المذهب وشيخه نافع لاحاجة
الى بيان توثيقها فانه امر مشهور محقق انتهى اقول لم يذكر الفاضل على تصحيح شيء من الآثار
التي ذكرها في امام الكلام الا رواية محمد في الموطا وقد عرفت ما فيها من ضعف محمد بن الحسن
وشذوذ هذه الرواية ونكارتها ثم ذكر في الغيث اسانيد ما روى الطحاوي من الآثار و
لم يوثق رواتها غير انه قال بعد ذكر الاسانيد فانظر هذه الاسانيد هل تجد فيها ضعفا
يسقط به الاحتجاج فان كان في بعضها ضعف يسير فلا يضر الاحتجاج انتهى اقول فانظر
هذه الاسانيد هل هي صحيحة يصح بها الاحتجاج وبالجملة اثبات صحتها واجب على المستدل و
اثبات الضعف ليس بواجب على المانع واذا لم يقدر عليه فيبقى الاستدلال فاسدا
على ان هذه الاسانيد لاتخلو عن مقال اما الرواية الاولى فراويها الاول محمد بن عمر
و بن يونس شيخ للطحاوي لابد من بيان انه من هو وكيف حاله والثاني يحيى بن عيسى الرملي
النهشلي الفاخوري في الميزان قال النسائي ليس بالقوي وقال ابن معين ضعيف
وفي رواية لايكتب حديثه وفي رواية ليس بشيء قال احمد ما اقرب حديثه قال ابن

عدي عامة ما يرويه مما لا يتابع عليه انتهى وفي الكاشف قال ابن معين وغيره ليس بالقوي والثالث سفيان وهو
مدلس وعنعنة المدلس غير مقبولة واما الرواية الثانية فراويها الاول فهد بن سليمان بن يحيى الشيخ الطحاوي لا بد من
بيان انه من هو وكيف حاله والثاني ابو نعيم لا بد من تعيينه وتوثيقه واما الرواية الثالثة ففيه سفيان وهو مدلس
وعنعنة المدلس غير مقبولة واما الرواية الرابعة فراويها الاول ابراهيم بن ابي داود ولا يدرى حاله فلا بد من
تعيينه وتوثيقه والثالث عبد الرحمن بن ابي الزناد وهو صدوق تغير حفظه لما قدم بغداد كذا في التقريب فلا بد من
اثبات انه حدث بهذه الرواية في المدينة فتنبه وليعلم ان صاحب الاستغفار لما طالب بتصحيح تلك الآثار
لم يأت صاحب الغيث في جوابه بشيء يعتد به غير انه سعى في تصحيح رواية موطا محمد وقد عرفت ما فيه ونقل
اسانيد روايات الطحاوي ولم يذكر توثيق رواتها ويعرف كل من له حظ من علم اصول الحديث ان
هذا لا يسمن ولا يغني من جوع واما سائر الروايات المذكورة في ابتداء الكلام من بلاغين لمالك وقول عمر
المنقول عن الحلي وقول علي وابن عمر المنقول عن ابن عبد البر فلم ينقل صاحب الغيث اسانيدها ولم
يوثق رواتها اصلا فالدين باق عليه قال صاحب الاستغفار في بحث الآثار والخامس ان الطحاوي
ليس ممن له معرفة بالاسناد بل يجمع الرطب واليابس انتهى قال في جوابه في الغيث وان اراد ان رتبته
ادون من رتبة البخاري ومسلم ونظرائهما في نقد الرجال والتزام الصحة وان شرطه اخف من شروط ملتزمي
الصحة فهو وان كان صحيحا لكنه غير مفيد نفعا فان قابلية الاحتجاج ليست بمختصة بروايات الشيخين ومن يحذو
حذوهما ولا الصحة منحصرة فيما وجد فيه شرطهما ومن يسلك مسلكهما اقول لا شك عند من له معرفة بكتب الاحاديث
ان رتبة الطحاوي ادون من رتبة من هو ادون البخاري ومسلم ونظرائهما من اصحاب السنن الاربعة
ولا يحكم على احاديث السنن الاربعة عموما بالصحة ولا بالحسن حتى يحكم امام من ائمة هذه الصناعة بصحتها او حسنها
او يوجد فيها شروط الصحة او الحسن من ثقة الرواة وعدم الانقطاع وعدم الاسباب الخفية القادحة في
الصحة والحسن فكيف يحكم على احاديث الطحاوي بالصحة والحسن بغير تبيين الامرين وقوله قابلية الاحتجاج
ليست بمختصة بروايات الشيخين ومن يحذو حذوهما ولا الصحة منحصرة فيما وجد فيه شرطهما مسلم لكن لا يجدي
نفعا فان عدم الاختصاص وعدم الانحصار بما ذكره فيما ذكر لا يقتضي ان يكون كل ما روي في غيرهما وغير
من يحذو حذوهما صحيحا او حسنا لا ضعيفا بل يحتمل ان يكون صحيحا او حسنا او ضعيفا فما لم يثبت صحته او حسنه
كيف يحتج به وهو مما لم يثبت بعد وايضا قال في الغيث فسبيل الاستناد بروايات الطحاوي هو
سبيل الاستناد بروايات السنن والمسانيد وغيرها فكما لا يضر المستدل بروايته منها المقبول بان مصنفي
هذه الكتب ليست لهم معرفة بالاسناد بل يجمعون الرطب واليابس كذلك لا يضر المستدل بروايته

الطحاوی القول بانہ مجمع الرطب والیابس وانما یضرہ ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا ضعیفۃ و مطروحۃ واین ہذا من ذالک انتہی اقول الفرق بین السنن والمسانید و بین کتب الطحاوی باعتبار کثرۃ الضعاف وشدۃ الضعف ظاہر علی ان سبیل الاستناد بروایات السنن والمسانید ہو الامر المذکوران من حکم امام من ائمۃ الحدیث بصحتہا او حسنہا او اثبات شروط الصحۃ او الحسن فیہا وہما یتحققان فی الروایات المذکورۃ للطحاوی علی ان الحصر فی قولہ وانما یضرہ ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا ضعیفۃ و مطروحۃ باطل بل یضرہ عدم ثبوت کون تلک الروایۃ التی احتج بہا بخصوصہا صحیحۃ او حسنۃ والعجب من ہذا الفاضل انہ یحسب الضروری غیر ضروری والغیر الضروری ضروریا اما تری ان اثبات صحۃ ما استدل بہ المدعی او حسنہ واجب علی المدعی واثبات ضعف ما استدل بہ المدعی لیس لہ واجب علی المانع والمعترض فہل ہذا الا عکس القضیۃ وقلب الموضوع قال صاحب الشفاء السادس ان من بلاغات مالک احادیث لا تعرف قال السیوطی فی تدریب الراوی ان مالکا لم یفرد الصحیح بل ادخل فیہ المرسل والمنقطع والبلاغات ومن بلاغاتہ احادیث لا تعرف کما ذکرہ ابن عبد البر انتہی قال فی النعیش وفیہ مخالطۃ واضحۃ یفتضح بہا صاحبہا عند الخاصۃ وان افسد بہا اوہام العامۃ فان مجرد کون بعض بلاغات مالک لا تعرف لا یضر ہہنا ما لم یثبت ان البلاغ الذی ذکرنا ہہنا داخل فیہا والثابت خلافہ انتہی اقول کذلک مجرد کون اکثر البلاغات مما تعرف لا یفید المستدل ما لم یثبت ان البلاغ الذی ذکر ہہنا داخل فی البلاغات التی تعرف سندہ بسند صحیح او حسن وہذا لم یثبت بعد وقولہ والثابت خلافہ ما ذا اراد بہ ان اراد ان الثابت ان البلاغ الذی ذکر ہہنا خارج من البلاغات الاربعۃ التی استثناہا ابن عبد البر فمسلم لکنہ لا یجدی نفعا للمستدل لان غایتہ ان ہذا البلاغ داخل فی المسندات عند ابن عبد البر لکن لا یطلع الناظر حتی ینقل لفظا من اسنادہ لینظر فیہ علی انہ لا یثبت الا کونہ مسندا مطلقا وہو غیر مفید والمفید انما ہو کونہ مسندا بسند صحیح او حسن وہو غیر ثابت وان اراد شیئا آخر فلیبین حتی یتکلم فیہ ولا شک فی ان فی الموطا احادیث ضعیفۃ قال ابن حزم فی کتاب مراتب الدیانۃ احصیت ما فی موطا مالک فوجدت فیہ من المسند خمسمائۃ ونیفا وفیہ ثلاث مائۃ ونیف مرسلا وفیہ نیف وسبعون حدیثا قد ترک مالک نفسہ العمل بہا وفیہ احادیث ضعیفۃ وہاہا جمہور العلماء کذا اوردہ السیوطی قال فی التعلیق الممجد قلت مرادہ بالضعف الضعف الیسیر کما یعلم مما قدمر ولیس فیہ حدیث ساقط ولا موضوع انتہی اقول المراد بالضعف الیسیر ما ذا ان الضعف الذی یمنع من کون الحدیث صحیحا او حسنا او غیر ذلک علی الاول لا یکون قابلا للاحتجاج وعلی الثانی لا بد من اقامۃ الدلیل ولا یکفی للاثبات قولہ

كما يعلم مما قدمر ومن يدعى فعليه البيان وقوله ليس فيه حديث ساقط ولا موضوع بعد تسليمه لا يجدى نفعا
اذ عدم السقوط وعدم الوضع لا يستلزم كونه صحيحا او حسنا حتى يصح الاحتجاج به قال صاحب الشفاء السابع
الكلام فى دلالة تلك الآثار على المطلوب بان اثر طارق لا يدل الا على الشركة فى الركوع لا على اعتداد
الركعة وان اثر ابى هريرة المروى فى موطا محمد انما يدل على المطلوب اذا كان المراد بالركعة الركوع وبالسجدة
الركعة وهو ممنوع لم لا يجوز ان تكون المراد منه ان من لم يدرك ركعة لم يدرك الصلوة وكذلك اثر زيد وابن
عمر المروى فى الموطا واثر ابى هريرة المروى فى موطا مالك لا تدل على المطلوب الا اذا كان المراد بالركعة الركوع
وبالسجدة الركعة وهو غير مسلم واما قول ابى هريرة فقد فات خير كثير فليس نصا على اعتداد الركعة التى لم تقرء
الفاتحة فيها انتهى قال صاحب الغيث وهذا كله اوهن من نسج العنكبوت لا يتفوه به الا من له فهم كفهم
العنكبوت لان قصة طارق كانت مع عبد الله بن مسعود واثر زيد بن وهب نص على ان ابن مسعود
كان يرى باعتداد الركعة التى ادرك الموتم امامه فى ركوعه فكيف لا يدل اثر طارق على اعتداد الركعة انتهى اقول
فيه ان غرض صاحب الشفاء ان اثر طارق نفسه لا يدل على اعتداد الركعة واما اثر طارق بلحاظ اثر زيد
بن وهب فدلالته على الاعتداد بالغير بل هذا الغير اى اثر زيد بن وهب هو الدال فى الحقيقة كالسفينة
مع جالسها اذ المتصف بالحركة بالذات هى السفينة والجالس متصف بها بالعرض واسطة فى العروض
فعد اثر طارق دليلا مستقلا مع قطع النظر عن اثر زيد بن وهب لا يليق بشان اهل العلم والعقل وايضا
قال صاحب الغيث واما عدم تسليم حمل الركعة على الركوع فى آثار ابى هريرة وزيد وابن عمر عجيب جدا لان
اقتران الركعة بالسجدة قرينة واضحة على حمل الركعة على الركوع وحمل السجدة على الصلوة محتاج الى قرينة
انتهى اقول قد مر جوابه فتذكر وايضا قال فى الغيث على ان المعلوم من اثر خارجة بن زيد ان زيد بن
ثابت كان يرى باعتداد تلك الركعة فمع ذلك عدم تسليم كون المراد بالركعة الركوع فى اثر زيد بن ثابت
المروى فى موطا مالك لا يصدر من عاقل انتهى اقول فيه ان مقصود صاحب الشفاء ان اثر زيد بن ثابت
المروى فى موطا مالك وهو قوله من ادرك الركعة فقد ادرك السجدة نفسه لا يدل على اعتداد الركعة واما
اثره بلحاظ اثر آخر له وهو ما رواه خارجة بن زيد ان زيدا كان يركع على عتبة المسجد الى قوله ثم يعتد بها فدلالته
على الاعتداد بالغير بل الغير هو الدال بالحقيقة فعد اثر زيد القولى دليلا مستقلا مع قطع النظر عن اثر الفعلى
بعيد من العقل على ان دلالة هذا الاثر بلحاظ اثره على الاعتداد غير مسلم يجوز ان يكون مقصود زيد بن وهب فى
الاثر القو[illegible]لى هو ما قال النبى صلعم من ادرك الركعة فقد ادرك الصلوة قال فى الغيث ايضا وقس عليه اثر
غيره فان المعلوم من خارج انهم كانوا يرون باعتداد تلك الركعة كما بسطه ابن عبد البر فى التمهيد والاستذكار

انتہی اقول اثر غیر زید بن ثابت ہما اثران اثر ابن عمر واثر ابی ہریرۃ فلو سلم ان ابن عمر کان یری عتداد
تلک الرکعۃ کما ذکرہ ابن عبد البر فکیف یسلم ان ابا ہریرۃ کان یری باعتداد تلک الرکعۃ ولیس لم ذکر
واثر فی التمہید والاستذکار علی ان ابن عبد البر لم یذکر لفظ من اخرجہ عن ابن عمر فلا یطمئن القلب بہ
فلا بد من نقل لفظ المخرج حتی ینظر فیہ علی ان لفظ اثر ابن عمر ہکذا اذا فاتتک الرکعۃ فقد فاتتک السجدہ
علی ان موطا یحیی بن یحیی مالک عن نافع ان عبد الصمد بن عمر کان یقول اذا فاتتک الخ وفی موطا محمد ہکذا
اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک السجدۃ واثر لفظ ابی ہریرۃ علی ما فی موطا محمد اذا فاتتک الرکعۃ فاتتک السجدہ فہما
شی واحد وقد عرفت الجواب عن اثر ابی ہریرۃ المروی فی موطا محمد باحسن وجہ فہو الجواب عن اثر عبد اللہ
بن عمر مع ان اثر ابی ہریرۃ المروی فی موطا محمد معارض لاثر ابی ہریرۃ المروی فی جزء القراءۃ بسند صحیح مع
ضعفہ من قبل حفظ محمد رح والشذوذ کما تقدم قال فی الغیث واما قول ابی ہریرۃ فقد فاتہ خیر کثیر فالوقفت
علی المحاورات العربیۃ یفہم منہ قطعا اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع لاسیما مع انضمام قولہ من ادرک الرکعۃ
فقد ادرک السجدۃ انتہی اقول فیہ کلام من وجوہ الاول انہ ای دلیل علی ہذا الفہم فان کان دلیلہ ان ابا ہریرۃ
اطلق لفظ الخیر علی قراءۃ ام القرآن فعلم منہ ان قراءتہ مستحبۃ وافضل لا انہا فرض وبفوت المستحب لا تفوت
الرکعۃ ففہم منہ قطعا اعتداد الرکعۃ بادراک الرکوع فہذا منقوض بان لفظ الخیر قد یطلق علی ما ہو فرض ضروری
ایضا قال اللہ تعالی فتوبوا الی باریکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند باریکم وقال تعالی ولو آمن اہل الکتاب
لکان خیرا لہم وقال تعالی ولو انہم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرا لہم واقوم وقال تعالی ولو انہم
فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لہم واشد تثبیتا وقال تعالی فآمنوا خیرا لکم وقال تعالی ولا تقولوا ثلثۃ
انتہوا خیرا لکم وقال تعالی فان تبتم فہو خیر لکم وغیر ذلک من الآیات وان کان دلیلہ شیئا آخر فلیبین حتی
ینظر فیہ والثانی ان انضمام قولہ من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ لا یجدی نفعا الا اذا کان المراد بالرکعۃ الرکوع
وبالسجدۃ الرکعۃ وہو غیر مسلم وما استدل بہ ہذا الفاضل علیہ فقد عرفت ما فیہ من الخلل والثالث ان ہذا
معارض بقول ابی ہریرۃ وان لم تزد علی ام القرآن اجزأت وان زدت فہو خیر اخرجہ البخاری فی صحیحہ
واخرجہ فی جزء القراءۃ بلفظ یجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فہو خیر وفی روایۃ مسلم فقال لہ رجل ان لم ازد
علی ام القرآن فقال ان زدت علیہا فہو خیر وان انتہیت الیہا اجزأت عنک وفی روایۃ لہ من قرأ بام الکتاب
فقد اجزأت عنہ ومن زاد فہو افضل والرابع ان ہذا معارض بحدیث ابی ہریرۃ مرفوعا من صلی صلاۃ
لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج اخرجہ مسلم وغیرہ وبحدیث ابی ہریرۃ مرفوعا قال لا تجزی صلاۃ لا یقرأ
فیہا بفاتحۃ الکتاب اخرجہ ابن خزیمۃ وابن حبان والخامس ان ہذا من بلاغات مالک وہو لیس من الحجۃ

فی شئی قال قلت قال محمد بن عبد الباقی الزرقانی فی شرح الموطا عند ذکر ہذا الاثر بلاغہ لیس من الضعیف لانہ تتبع کلہ فوجد مسندا من غیر طریقہ انتہی کذا فی الغیث قلت ینقض ہذہ الکلیہ قول ابن عبد البر کلہا مسندۃ من غیر طریق مالک الا اربعۃ لا تعرف علی ان کون مسندا لا یقتضی صحۃ الحدیث ولا حسنہ حتی یصح الاحتجاج بہ

ایک دلیل علماء حنفیہ کی عدم رکنیت فاتحہ پر حدیث ابن عباس ہے جو سنن ابن ماجہ مین مروی ہی بلفظ اوس کا یہ ہے حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحق عن الارقم بن شرحبیل عن ابن عباس قال لما مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ الحدیث وفیہ قال ابن عباس واخذ رسول اللہ صلعم من القراءۃ من حیث کان بلغ ابو بکر قال وکیع وکذا السنۃ قال فمات رسول اللہ صلعم فی مرضہ ذلک انتہی اس مین کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اس مین راوی ابو اسحق سبیعی ہے وہ مختلط ہے اور اوس سے اسرائیل نے یہ حدیث لی ہے اور اسرائیل کا اخذ ابو اسحق سے بعد اختلاط کے ہے میزان الاعتدال مین ہے من ائمۃ التابعین بالکوفۃ واثباتہم الا انہ شاخ ونسی واختلط انتہی اور نیز میزان قر مین ہے قال ابن معین زکریا وزہیر واسرائیل حدیثہم فی ابی اسحق قریب من السواء انما اصحاب ابی اسحق سفیان وشعبۃ اور نیز اس میں ہے وقال احمد بن حنبل حدیث زکریا واسرائیل عن ابی اسحق لین سماعہ منہ باخرۃ وقال صالح بن احمد عن ابیہ ذکریا بن ابی زائدۃ احب الی من اسرائیل ثم قال ما اقربہما وحدیثہما عن ابی اسحق لین انتہی دوم یہ کہ ابو اسحق مدلس ہی اور اس حدیث کو ساتھ عنعنہ کے روایت کیا ہے ابو الحسن سندہی حاشیہ سنن ابن ماجہ مین لکھتے ہیں وفی زوائد اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات الا ان ابا اسحق اختلط بآخر عمرہ وکان مدلسا وقد رواہ بالعنعنۃ وقد قال البخاری لا نذکر لابی اسحق سماعا من ارقم بن شرحبیل انتہی سیوم اس حدیث مین اضطراب ہے ارقم بن شرحبیل کبھی اس حدیث کو مسانید ابن عباس سے ٹھیراتا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ سے معلوم ہوا اور مسند احمد مین بھی یہ روایت چند طرق سے آئی ہے اور کبھی مسانید عباس سے جیسا کہ مسند احمد وسنن دار قطنی ومسند بزار مین ہے اگر کہا جاوی کہ ترجیح اس امر کو ہے کہ یہ حدیث مسانید ابن عباس سے ہے کیونکہ جس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مسانید عباس سے ہے اوس مین راوی قیس بن الربیع ہے اور وہ ضعیف ہے میزان میں ہے قیس بن الربیع قال یحیی ضعیف وقال مرۃ لا یکتب حدیثہ وقال احمد کان یتشیع وکان کثیر الخطاء ولہ احادیث منکرۃ وکان وکیع وعلی بن المدینی یضعفانہ وقال النسائی متروک وقال الدار قطنی ضعیف انتہی زیلعی تخریج ہدایہ مین لکھتے ہیں رواہ البزار فی مسندہ بسند فیہ قیس بن الربیع وہو ضعیف وذکر لہ شاہد فی دیتہ انتہی پس اضطراب رفع ہوا تو جواب یہ ہے کہ ایک جماعت

نے قیس کی توثیق بھی کی ہے میزان میں ہے احد اوعیۃ العلم صدوق فی نفسہ کان شعبۃ یثنی علیہ وقال
ابو حاتم محلہ الصدق قال تو زاد سمعت شعبۃ یقول ما اتینا شیخا بالکوفۃ الا وجدنا قیسا قد سبقنا الیہ کنا نسمی
قیس الجوال وقال عمران بن ابان سمعت شریکا یقول ما نشاء بالکوفۃ اطلب للحدیث من قیس قال
معاذ بن معاذ قال لی شعبۃ الا تری الی یحیی بن سعید القطان یتکلم فی قیس بن ربیع و واللہ ما لہ الی
ذلک من سبیل وقال ابو قتیبۃ قال لی شعبۃ علیک بقیس بن الربیع عثمان بن خرزاذ قال لی الحمانی
کنت یوما اطلب قیس بن الربیع فاذا وکیع وابو غسان قد ادخلوہ دارا یسمعون منہ فجمعت الحجارۃ
فما زلت ارمیہم حتی فتحوا الی الباب وروی عن شریک انہ قال یوم دفن قیس بن الربیع ما خلف مثلہ
وقال ابن حبان سبرت اخبار قیس من روایات القدماء والمتاخرین وتتبعتہا فرایتہ صدوقا مامونا
حیث کان شابا فلما کبر ساء حفظہ وقال ابو داؤد الطیالسی سمعت شعبۃ یقول من یعذرنی من یحیی
ہذا الاحول لا یرضی قیس بن ربیع وقال وکیع غیر مرۃ ثنا قیس بن ربیع واللہ المستعان وقال عمرو بن سعید
کنت فی مجلس ابی داؤد بالبصرۃ فذکر قیس بن الربیع فقالوا لا حاجۃ لنا فیہ فقال اکتبوا فان لہ فی صدری
سبعۃ آلاف تجلجل وقال محمد بن عبید الطنافسی لم یکن قیس عندنا بدون سفیان الا انہ لما استعمل اقام
علی رجل الحد فمات فطفی امرہ وقال محمد بن المثنی کان شعبۃ وسفیان یحدثان عن قیس قال ابن عدی
عامۃ روایاتہ مستقیمۃ والقول ما قال شعبۃ وانہ لا باس بہ وقال ابو الولید کتبت عن قیس ستۃ آلاف حدیث
وقال عفان کان ثقۃ انتہی ملخصا کرۃ الحفاظ میں ہے احد الاعلام علی ضعف فیہ حدث عن عمرو بن
مرۃ وحبیب بن ابی ثابت وعلقمہ بن مرثد وزیاد بن علاقۃ ومحارب بن دثار وطبقتہم من الکوفیین ولم
یرتحل حدث عنہ سفیان وشعبۃ وہما من طبقتہ واسحق السلولی وعاصم بن علی ومحمد بن بکار بن الریان
وعلی بن الجعد ویحیی الحمانی وخلق کان شعبۃ یثنی علیہ وقال عفان کان ثقۃ وقال یعقوب بن شیبۃ ہو
عند جمیع اصحابنا صدوق وکتابہ صالح وہو ردی الحفظ جدا واما ابن عدی فقواہ وقال لا باس بہ
عامۃ روایاتہ مستقیمۃ فالقول فیہ ما قال شعبۃ قلت وقد کان قیس من اوعیۃ العلم واری الائمۃ
تکلموا فیہ بظلم انتہی ملخصا کاشف میں ہے وکان شعبۃ یثنی علیہ وقال ابو حاتم لیس بقوی ومحلہ الصدق
وضعفہ آخرون قال وابن عدی عامۃ روایاتہ مستقیمۃ انتہی خلاصہ میں ہے قال ابو الولید الطیالسی
ثقۃ حسن الحدیث وقال یعقوب بن شیبۃ قیس عند جمیع اصحابنا صدوق انتہی ترغیب ترہیب میں ہے
وکان شعبۃ یثنی علیہ وقال ابو حاتم محلہ الصدق ولیس بقوی وقال عفان کان ثقۃ وقال
ابن عدی عامۃ روایاتہ مستقیمۃ والقول ما قال شعبۃ وانہ لا باس بہ انتہی تقریب میں ہے قیس

من الربیع الاسدی ابو محمد الکوفی صدوق تغیر لما کبر وادخل علیہ ابنہ ما لیس من حدیثہ فحدث
بہ انتہی علاوہ اس کے ابو اسحق کا ضعف اس سے کچھ کم نہین ہے کیونکہ ابو اسحق مین اختلاط
و تدلیس ہے فلا وجہ للترجیح فبقی الاضطراب اگر کہا جاوے کہ اسرائیل کی متابعت زکریا بن
ابی زائدہ نے کی ہے کما فی مسند احمد تو جواب یہ ہے کہ جیسا کہ اخذ اسرائیل کا ابو اسحق سے بعد
الاختلاط ہے ایسا ہی اخذ زکریا کا بھی ابو اسحق سے بعد الاختلاط ہے علاوہ اس کے زکریا مدلس
بھی ہے میزان مین ہے زکریا بن ابی زائدۃ قال ابو حاتم لین الحدیث یدلس وقال ابو داؤد ثقۃ
لکنہ یدلس وقال احمد بن حنبل حدیث زکریا و اسرائیل عن ابی اسحق لین سماعہ منہ باخرۃ انتہی مقدمہ
فتح مین ہے وقال العجلی ثقۃ الا ان سماعہ من ابی اسحق باخرۃ وقال ابو حاتم لین الحدیث انتہی چہارم
اس حدیث مین شذوذ ہے کیونکہ ارقم بن شرجیل نے ثقات اثبات کے خلاف یہ زیادت
روایت کی ہے ارقم بن شرجیل کے سوا کسی نے اسکی روایت نہین کی نہ ابن عباس سے نہ
بغیر ابن عباس سے پنجم بر تقدیر صحت سند کے صحت حدیث لازم نہین آتی کما تقرر فی اصول
الحدیث ششم حکم بالصحۃ کے لئے احد الامرین ضروری ہے یا تو کوئی محدث ملتزم الصحۃ اوس کو
اپنی کتاب میں لایا ہو یا کسی حاذق فن نے اُسکی صحت پر نص کی ہو اور ما نحن فیہ میں دونون
مین سے ایک امر بھی پایا نہیں جاتا ہے اس حدیث کو نہ بخاری اپنی صحیح مین لائے اور نہ مسلم
اور نہ ابن خزیمہ نہ ابن حبان نہ حاکم وغیرہم من ملتزمی الصحۃ اپنے صحاح مین سے لائے صرف
ابن ماجہ واحمد و دارقطنی وغیرہم جنکو التزام صحت نہیں ہے لائے ہیں ہفتم یہ حدیث افراد ابن
ماجہ سے ہے اور افراد ابن ماجہ اکثر ضعیف ہیں سندھی حاشیہ ابن ماجہ مین لکھتے ہیں والمشہور ان
ما انفرد بہ یکون ضعیفا ولیس بکلی لکن الغالب کذلک انتہی بس اس کا بھی ضعیف ہونا مظنون ہے
ومدار اکثر الاحکام علی الظن اگر کہا جاوے کہ حافظ نے فتح الباری مین لکھا ہے واستدل بقولہ
فی روایۃ ارقم بن شرجیل عن ابن عباس واخذ رسول اللہ صلعم القراءۃ من حیث بلغ ابو بکر ہذا لفظ
ابن ماجۃ واسنادہ حسن انتہی تو کہا جائے گا کہ حسن اسناد مستلزم حسن حدیث کو نہین ہے کما تقرر فی
موضعہ ہشتم ارقم بن شرجیل کو بخاری نے کتاب الضعفاء مین ذکر کیا ہے کذا فی المیزان نہم یہ حدیث
مخصوص ہے ساتھ آنحضرت صلعم کے بدلیل اس کے کہ اس مین آپ نے وہ کام کئے جو غیر کو
باجماع مسلمین جائز نہین ہیں مثلاً شروع کرنا قراءۃ میں جہان منتہی ہوئے تھے ابو بکر اور
خروج ابو بکر کا امامت سے یہان تک کہ ہو گئے ماموم صلاۃ واحدہ میں مؤید اس کی

عبارت طحاوی میں یہ ہے معانی الآثار میں وکان محمد بن الحسن رح یقول لا یجوز یصح ان یاتم بمریض اتی علی قاعدا وان کان یرکع ویسجد ویذہب الی ان ماکان من صلاۃ رسول اللہ صلعم قاعدا فی مرضہ بالناس وہم قیام مخصوص لانہ قد فعل فیہا مالا یجوز لاحد بعدہ ان یفعلہ من اخذہ فی القراۃ من حیث انتہی ابوبکر وخروج ابی بکر من الامامۃ الی ان صار ماموما فی صلاۃ واحدۃ وہذا لا یجوز لاحد من بعدہ باتفاق المسلمین جمیعا فدل ذالک علی ان رسول اللہ صلعم قد کان خص فی صلوتہ تلک بما منع منہ غیرہ انتہی دہم یہ اعتراض جیساکہ اہل حدیث وشافعیہ پر پڑتا ہے ویساہی حنفیہ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک قراۃ فاتحہ واجب ہے حقیقۃ ہو یا حکما اور یہان آنحضرت صلعم کی قراۃ فاتحہ نہ حقیقۃ پائی گئی نہ حکما حقیقۃ نہونا تو ظاہر ہے اور حکما نہ ہونا اس لئے کہ آنحضرت صلعم امام تھے نہ مقتدی فرق صرف قطعی وظنی کا ہے اور وہ بھی ما نحن فیہ میں مفقود کیونکہ آنحضرت صلعم کی نسبت احادیث بھی قطعی ہین اس لئے کہ ظن تو بسبب واسطے کے پیدا ہوا ہے اور ایسا ہی صحابہ کی نسبت جنہوں نے خود حدیث آنحضرت صلعم سے سنی پس کچھ فرق باقی نرہا اور بموافق قول علما رحنفیہ کے آنحضرت صلعم تارک واجب بلکہ تارک فرض ہوئے اور تارک فرض فاسق ہوتا ہے پس تفسیق نبی صلعم کی لازم آئی اور تفسیق نبی کفر ہے نعوذ باللہ منہ اگر کہا جاوے کہ محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس واقعہ مین مسجد مین تشریف لاتے ہی اولا اقتدا ابوبکر رض کے ساتہ کی ہو پہر بعد تمام ہونے سورہ فاتحہ کے اور پڑہنے دو ایک ایت کے سورۃ آخری سے آنحضرت صلعم امام ہوگئے ہون اور ابوبکر مقتدی اور آپ نے بعد امام ہونے کے قراۃ وہان سے شروع کی ہو جہان سے حضرت ابوبکر نے چھوڑی تھی پس آنحضرت صلعم کی قراۃ فاتحہ حکما پائی گئی توجواب یہ ہے کہ اس تقدیر پر جیساکہ قراۃ فاتحہ حکما ممکن ہے ویساہی حقیقۃ بھی ممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے بعد مقتدی ہونے کے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہو پہر اسی کے بعد امام بنے ہوں پس کوئی وجہ قائلین رکنیت فاتحہ پر اعتراض کی نہیں ہے یازدہم یہان پر صاحب خاتمۃ الخطاب فرماتے ہین واین حدیث خدوایجد و در معارضہ حدیث عبادہ است کہ بہ سیاق ابی داؤد وغیرہ در استدلال امام شافعی مسطور گشت کہ آن در صلوۃ فجر بودہ واین حدیث ہم درکدام نمازے جہری بودہ انتہی یہ قول ہیریح البطلان ہے کیونکہ حدیث عبادہ کی تصیح وتحسین ایک جماعت نے کی ہے بخلاف حدیث ابن عباس کے کہ اسکی کسی محدث نے تصیح وتحسین نہین کی پس یہ اس کے معارضہ کی صلاحیت نہین رکہتی ہے علاوہ اس کے یہ قول کہ این حدیث ہم درکدام نمازے جہری بودہ حدیث

اصح الصحیح کے مخالف ہے، عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ قال دخلت علی عائشۃ فقلت الا تحدثینی عن مرض رسول اللہ صلعم قالت بلی الحدیث فخرج بین رجلین احدہما العباس لصلوۃ الظہر وابوبکر یصلی بالناس اہ اخرجہ البخاری ومسلم دوازدہم اس حدیث کے ضعف کے لیے یہی امر کافی ہے کہ ظاہر اس حدیث کا دال ہے اسپر کہ یہ واقعہ جہری نماز میں تھا کما قال صاحب حاشیۃ الخطاب اور یہ بات مخالف صریح ہے حدیث مذکور عائشہؓ کے کہ جو متفق علیہ ہے سیزدہم محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم نے بیت عائشہؓ میں حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرلی ہو اور بیت میں یا اثنا طریق میں فاتحہ سے فراغت کرلی ہو یا مسجد میں پہونچکر اقتدا کی ہو اور فاتحہ سے فراغت کرکے امام بنے ہوں یا بیت عائشہؓ میں منفرداً نماز پڑھتے ہوں اور فاتحہ پڑھ چکے ہوں پھر مسجد میں آکر امام بنے ہوں اور ان احتمالات میں کوئی امر تعجب کا نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ میں چند امور ایسے واقع ہوئے ہیں جنمیں رائے کو دخل نہیں ہے اُس ہی قبیل سے یہ بھی ہوں چہاردہم محتمل ہے کہ قراۃ فاتحہ ایسا رکن ہو کہ ضرورت سے ساقط ہو جاتا ہو مانند قیام کے اور اسیوجہ سے آنحضرت صلعم نے اُس شخص کو قرآن نہیں سیکھا تھا بدلے ذکر تعلیم فرمایا، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اخرجہ ابوداؤد والنسائی پانزدہم محتمل ہے کہ حدیث ابن عباس مخصص ہو حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کی یعنی یہ صورت مخصوصہ اس عموم سے مستثنیٰ ہو اور عام مخصوص منہ البعض باقی افراد میں حجت ہوتا ہے کما تقرر فی علم الاصول شانزدہم یہ حدیث معدول عن القیاس ہے اور معدول عن القیاس مقصور اپنے مورد پر ہوتی ہے ہفتدہم جس رکعت کی فاتحہ آنحضرت صلعم سے فوت ہوئی اُس رکعت کے ساتھ آپ نے اعتداد کیا یا نہیں اسکا کچھ ذکر حدیث میں نہیں ہے پس ہو سکتا ہے کہ آپ نے اُس رکعت کے ساتھ اعتداد نکیا ہو اور اُسکا اعادہ کرلیا ہو اور یہی امر مظنون ہے کیونکہ آنحضرت صلعم رکنیت فاتحہ تو پہلے ہی سے بیان فرما چکے تھے اب ختم ہوئے علماء حنفیہ کے وہ سب ادلہ جنمیں کچھ جان ہے اور علماء حنفیہ کو اُن پر بڑا اعتماد ہے علاوہ انکے اور بھی انکے ادلہ ہیں جنکو خود علماء حنفیہ محققین بے اصل کہتے ہیں اُنکا بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اسیلئے کہ وہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں اُن میں سے ہے حدیث انسؓ کی "قال قال النبی صلعم من قرء خلف الامام ملیٔ فوہ نارا یہ حدیث باطل ہے امام الکبیر میں مرقوم ہے وفیہ انہ حدیث باطل لقد اخرجہ ابن حبان فی الضعفاء واتہم بہ مامون بن احمد احد الکذابین کذ ذکرہ الحافظ ابن حجر فی الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ زیلعی نصب الرایہ میں لکھتے ہیں، قال ابن حبان فی کتاب الضعفاء مامون بن احمد السلمی من اہل ہراۃ کان دجالا من الدجاجلۃ وروی

عن یحییٰ بن عباس عن سفیان عن الزہری عن انس عن النبی صلعم قال من قرا خلف الامام ملیٔ فوہ نارا انتہی
میزان میں ہے ماموں بن احمد السلمی الہروی عن ہشام بن عمار و عن الجویباری اتی بطامات و فضائح
قال ابن حبان دجال ویقال لہ ماموں بن عبد اللہ و ماموں ابو عبد اللہ قال ابن حبان سالتہ متی
دخلت الشام قال سنہ خمسین ومائتین قلت فان ہشاما الذی تروی عنہ مات سنۃ خمس و اربعین
ومائتین فقال ہذا ہشام بن عمار آخر ومما وضع علی الثقات انہ روی عن عبد اللہ بن مالک بن سلیمان
عن سفیان عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلعم الایمان قول والعمل شرایعۃ
وروی عن المسیب بن واضح عن ابن المبارک عن یونس عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ مرفوعا من
رفع یدیہ فی الصلوۃ فلا صلوۃ لہ وروی عن ثقات مرفوعا من قرا خلف الامام ملیٔ فوہ نارا وروی عن
احمد بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن معدان الازدی عن انس مرفوعا یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس
الحدیث قال وانما ذکرتہ لیعرف کذبہ لان الاحداث کتبوا عنہ بخراسان انتہی غیث الغمام میں ہے و فی لسان
المیزان للحافظ ابن حجر قال ابو نعیم فی مقدمۃ المستخرج علی صحیح مسلم ماموں السلمی من اہل ہرات خبیث وضاع یاتی
عن الثقات مثل ہشام بن عمار ودحیم بالموضوعات وفیما حدث عن احمد الجویباری الکذاب عن عبد اللہ
بن معدان الازدی عن انس مرفوعا یکون فی امتی رجل الحدیث قال مثلہ یستحق من اللہ ومن الرسول
ومن المسلمین اللعنۃ وقال الحاکم فی المدخل قیل لماموں بن احمد الہروی الا تری الی الشافعی والی ما یقع لہ بخراسان
فقال حدثنا احمد بن عبد اللہ نا عبد اللہ بن معدان فذکر الحدیث ثم قال الحاکم ومثل ہذہ الاحادیث یشہد
من رزقہ اللہ ادنی معرفۃ انہا موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم انتہی وفی الکشف الحثیث عمن روی بوضع
الحدیث لبرہان الامین ابراہیم الحلبی الشہیر بسبط ابن العجمی قد ذکر ابن الجوزی فی الموضوعات حدیثا یکون
فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفہ ہو سراج امتی
قال ابن الجوزی لعن اللہ واضعہ وہذہ اللعنۃ لا تغوث احد الرجلین وہما ماموں والجویباری وکلاہما
لا دین لہ ولا خیر فیہ کان یضعان الحدیث ثم ذکر تضعیفہما ثم قال و ذکر ہذا الحدیث ابو عبد اللہ الحاکم فی
کتاب المدخل الی الاکلیل فقال قیل لماموں الا تری الی الشافعی والی من تبع لہ بخراسان فقال حدثنا احمد
فبان بہذا ان الواضع لہ ماموں الذی لیس بماموں انتہی اور ان میں سے ہے حدیث ان النبی صلعم
قال من قرا خلف الامام ففی فیہ جمرۃ تمام الکلام میں ہے وفیہ انہ لا اثر لہ فی کتب المحدثین الثقات
ولا طریق لرفعہ عند الاثبات ولا عبرۃ بذکر صاحب النہایۃ وغیرہ من شراح الہدایۃ لانہم لیسوا من
المحدثین کما قال علی القاری فی تذکرۃ الموضوعات حدیث من قضی صلواۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ

من شہر رمضان کان ذلک جابرا لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ باطل قطعا لانہ مناقض للاجماع
علی ان شیأ من العبادات لایقوم مقام فائتۃ سنوات ثم لاعبرۃ بنقل صاحب النہایۃ ولا بقیۃ شراح الحدیث
فانہم لیسوا من المحدثین ولا اسندوا الحدیث الی احد من المخرجین انتہی غیث الغمام میں ہے قد لقیال ان صاحب
النہایۃ من اجلۃ الفقہاء فکیف لایکون نقلہ مقبولا ویدفع بان جلالۃ قدرہ فی الفقہ لاتستلزم قبول قولہ و
نقلہ فی الروایات الحدیثیۃ فکم من فقیہ جلیل وصوفی نبیل متساہل فی باب الروایات الحدیثیۃ فلکل فن رجال
ولکل مقام مقال اور اُن میں سے ہے حدیث زید بن ثابت کی قال قال النبی صلعم من قرأ خلف الامام
فلا صلوۃ لہ آمام الکلام میں ہے کہ وہذا وامثالہ مستند من تفوہ بفساد الصلوۃ بقراءۃ شئ خلف الائمۃ
وفیہ ما ذکرہ ابن حجر فی الدرایۃ انہ اخرجہ ابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی من طریقہ واتہم بہ احمد بن
علی بن سلیمان انتہی غیث الغمام میں ہے قال ابن الجوزی فی کتابہ العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ
انبانا ابن خیرون عن الجوہری عن الدارقطنی عن ابی حاتم بن حبان قال حدثنی ابراہیم بن سعید عن احمد
بن علی بن سلیمان المروزی عن عبد الرحمن المخزومی عن سفیان بن عیینۃ عن ابن طاؤس عن ابیہ عن زید
بن ثابت عن رسول اللہ صلعم قال من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ قال ابن حبان احمد بن علی بن سلیمان
لاینبغی ان یشتغل بحدیثہ ولا اصل لہذا الحدیث انتہی کلام ابن الجوزی انتہی میزان میں ہے احمد بن علی بن سلیمان
ابو بکر المروزی عن علی بن حجر ضعفہ الدارقطنی فقال یضع الحدیث انتہی زیلعی تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں ثم قال
ابن حبان ہذا الحدیث لا اصل لہ واحمد بن علی بن سلیمان لاینبغی ان یشتغل بحدیثہ ولم اجد ہذا الحدیث
فی کتاب الضعفاء لابن حبان ولا ترجم فیہ علی احمد بن علی بن سلیمان فاللہ اعلم اُن میں سے ہے
حدیث ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم یقول من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام الکتاب فلم یصل الا وراء
الامام ذکرہ عبد الوہاب فی کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ کذا فی امام الکلام آمام الکلام میں ہے وفیہ انہ لم یذکر
سندا ولم یسم لہ مخرجا لینظر فیہ بل ہو مما یکتنیح یہ ولتصریح النقاد وال علی ان ہذا الاستثناء لم یثبت الا عن جابر
موقوفا انتہی اُن میں سے ہے حدیث موسی بن عقبہ ان رسول اللہ صلعم وابا بکر وعمر وعثمان کانوا
ینہون عن القرءۃ خلف الامام نقلہ بعضہم عن شرح صحیح البخاری ینبغی انہ قال روی عبد الرزاق فی مصنفہ
کذا فی امام الکلام، آمام الکلام میں ہے وفیہ انہ یعارضہ بامر ذکرہ فی الباب الاول ان عمر ممن اجاز القرءۃ
خلف الامام انتہی میں کہتا ہوں کہ عبد الرزاق کی پوری سند ناقل نے نہیں ذکر کی تاکہ اسمیں نظر کیجاتی
کہ رواۃ اسکے قابل احتجاج ہیں یا نہیں اسلیئے بھی یہ حدیث قابل اعتبار نہیں ہے اُن میں سے
ہے حدیث علی قال قال رجل للنبی صلعم اقرأ خلف الامام او انصت قال بل انصت فانہ یکفیک بعض الیسر

میں سے ہے حدیث آخر اخرجہ الدارقطنی ایضا عن غسان بن الربیع عن قیس بن الربیع عن محمد بن سالم عن الشعبی
عن الحارث عن علی قال قال رجل للنبی صلعم اقرأ خلف الامام او انصت قال بل انصت فانہ یکفیک انتہی ثم قال
تفرد بہ غسان وہو ضعیف وقیس ومحمد بن سالم ضعیفان قال والمرسل اصح منہ ثم اخرجہ عن محمد بن سالم عن
الشعبی ان النبی صلعم قال لاقراءۃ خلف الامام انتہی میزان میں ہے غسان بن الربیع الازدی الموصلی
سمع عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان واللیث بن سعد وعنہ احمد ویحیی وابو یعلی وخلق وکان صالحا ورعا لیس
بحجۃ فی الحدیث قال الدارقطنی ضعیف وقال مرۃ صالح انتہی اس حدیث کی سند میں چار راوی ضعیف
ہیں غسان بن الربیع، قیس بن الربیع، محمد بن سالم، حارث اعور۔ ان میں سے ہے حدیث جابر
بن عبد اللہ کی ان النبی صلعم قال کل صلوۃ لایقرء فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام
اخرجہ الدارقطنی فی سننہ اسکا ضعف ماتقدم میں بیان ہوچکا ان میں سے ہے حدیث عمران بن
حصین کی قال کان النبی صلعم یصلی بالناس ورجل یقرء خلفہ فلما فرغ قال من ذا الذی یخالجنی سورۃ
کذا فنہاہم عن القراءۃ خلف الامام اخرجہ الدارقطنی فی سننہ اسکا بھی ضعف اوپر بیان ہوچکا ان میں سے
ہے حدیث انس کی ان النبی صلعم صلی باصحابہ فلما قضی صلوتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرؤن فی صلوتکم خلف
الامام والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلث مرات فقالوا انا لنفعل قال لاتفعلوا انتہی اخرجہ الطحاوی اسکا ضعف
بھی اوپر بیان ہوچکا ان میں سے ہے حدیث ابو الدرداء کی سمعہ یقول سئل رسول اللہ صلعم افی کل صلوۃ
قراءۃ قال نعم قال رجل من الانصار وجبت ہذہ فالتفت الی وکنت اقرب القوم منہ فقال ما اری الامام اذا
ام القوم الا قد کفاہم رواہ النسائی فی سننہ اسکا ضعف بھی اوپر بیان ہوچکا اب بیان چند آثار بھی ذکر
کیے جاتے ہیں جنسے علماء حنفیہ استدلال کرتے ہیں اور وہ سب اصل محض ہیں ان میں سے ہے اثر علی
قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ زیلعی تخریج ہدایہ میں فرماتے ہیں اثر آخر رواہ ابن ابی شیبۃ
وعبد الرزاق فی مصنفیہما من حدیث علی قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ واخرجہ الدارقطنی
فی سننہ من طرق وقال لایصح اسنادہ وقال ابن حبان فی کتاب الضعفاء ہذا یرویہ عبد اللہ بن ابی
لیلی الانصاری عن علی وہو باطل ویکفی فی بطلانہ اجماع المسلمین علی خلافہ واہل الکوفۃ انما اختار وا
ترک القراءۃ خلف الامام فقط لا انہم لم یجیزوہ وابن ابی لیلی ہذا رجل مجہول انتہی حافظ ابن حجر تخریج ہدایہ
میں لکھتے ہیں وعن علی من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق و
الدارقطنی موقوفا وضعفہ البخاری فی جزء القراءۃ وقال ابن حبان فی ترجمۃ عبد اللہ بن ابی لیلی من
الضعفاء ہذا باطل انتہی جزء القراءۃ میں ہے وقال البخاری وروی علی بن صالح عن ابن اصبہانی

عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ عن علیؓ من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ وہذا لا یصح لانہ
لا یعرف المختار ولا یدری انہ سمعہ من ابیہ ام لا وابوہ من علی ولا یحتج اہل الحدیث بمثلہ وحدیث الزہری
عن عبد اللہ بن ابی رافع عن ابیہ اول واصح انتہی میں کہتا ہوں کہ حدیث زہری جسکو بیہقی اول وصحیح
کہا ہے وہ حدیث جزء القراءۃ کے اول میں مذکور ہے لفظ اُسکا یہ ہے حدثنا محمود قال حدثنا محمد
بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری قال حدثنا عثمان بن سعید سمع عبید اللہ بن عمرو عن اسحق بن
راشد عن الزہری عن عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ہاشم حدثہ عن علی بن ابی طالبؓ اذا لم یجہر الامام
فی الصلوات فاقرء بام الکتاب وسورۃ اخری فی الاولیین من الظہر والعصر وبفاتحۃ الکتاب فی الاخریین
من الظہر والعصر وفی الآخرۃ من المغرب وفی الآخریین من العشاء اور دوسری جگہ جزء القراءۃ میں اس
حدیث کو اس لفظ سے لائے ہیں حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا آدم ثنا شعبۃ
ثنا سفیان بن حسین سمعت الزہری عن ابن ابی رافع عن علی بن ابی طالبؓ انہ کان یامر ویحب ان یقرء
خلف الامام فی الظہر والعصر بفاتحۃ الکتاب وسورۃ سورۃ فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب انتہی دارقطنی
اس حدیث کو اپنی سنن میں چار طرق سے لائے ہیں اور آخر میں کہا ہذا اسناد صحیح مقصود بخاری کا
یہ ہے کہ حدیث مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی منکر غیر محفوظ ہے کیونکہ ثقات کے خلاف اسنے روایت
کی ہے مخفی نرہے کہ اثر علی چند طرق سے مروی ہے طحاوی شرح معانی الآثار میں اس طریق
سے لائے ہیں حدثنا فہد قال ثنا ابو نعیم قال سمعت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ومر علی دار ابن الا
صبہانی قال حدثنی صاحب ہذہ الدار وکان قد قرء علی ابی عبد الرحمن عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی قال
قال علیؓ من قرء خلف الامام فلیس علی الفطرۃ انتہی دارقطنی اپنی سنن میں چند طرق سے لائے ہیں لفظ
اُسکا یہ ہے حدثنا بدر بن الہیثم القاضی ثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی ثنا وکیع عن علی بن صالح عن ابن الا
صبہانی عن المختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ قال علی رضی اللہ عنہ من قرء خلف الامام فقد اخطا
الفطرۃ حدثنا ابن مخلد ثنا الحسانی ثنا وکیع مثلہ خالفہ قیس وابن ابی لیلی عن ابن الاصبہانی ولا یصح اسنادہ
حدثنا احمد بن محمد بن سعید ثنا الحسین بن عبد الرحمن بن محمد الازدی ثنا عمی عبد العزیز بن محمد ثنا قیس
عن عبد الرحمن بن الاصبہانی عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال قال علی بن ابی طالبؓ من قرء خلف
الامام فقد اخطا الفطرۃ خالفہ ابن ابی لیلی فقال عن ابن الاصبہانی عن المختار عن علی ولا یصح حدثنا
احمد بن محمد بن سعید ثنا احمد بن یحیی بن المنذر من اصل کتاب ابیہ ثنا قیس عن عمار الدہنی عن عبد الرحمن
بن ابی لیلی قال قال علیؓ من قرء خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ حدثنا عثمان بن احمد الدقاق ثنا محمد

بن الفضل بن سلمۃ ثنا احمد بن یونس ثنا عمرو بن عبد الغفار ابو شہاب الحسن بن صالح عن ابن ابی لیلی عن عبد الرحمن بن الاصبہانی عن المختار بن عبد اللہ ان علیا قال انما یقرء خلف الامام من لیس علی الفطرۃ حدثنا محمد بن مخلد الصاغانی ثنا ابو النضر ثنا شعبۃ عن ابن ابی لیلی اخبرنی رجل انہ سمع اباہ یحدث عن علی قال یکفیک قراءۃ الامام حدثنا محمد بن مخلد ثنا علی بن داود ثنا شعبۃ عن ابن ابی لیلی اخبرنی رجل انہ سمع اباہ یحدث عن علی مثلہ انتہی روایت طحاوی میں ایک راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ہیں انکے ترجمہ میں تقریب میں ہے صدوق سیئ الحفظ جدا انتہی کاشف میں ہے قال احمد سیئ الحفظ وقال ابو حاتم محلہ الصدق انتہی ترغیب و ترہیب میں ہے صدوق امام ثقۃ ردی الحفظ کثیرا کذا قال الجمہور فیہ وقال ابن حبان کان ردی الحفظ فاحش الخطاء فکثیرا ------------

حدیث دوم

المناکیر فی حدیثہ فاستحق الترک ترکہ احمد و یحیی کذا قال انتہی میزان میں ہے سیئ الحفظ قال احمد مضطرب الحدیث وقال شعبۃ ما رایت اسوء من حفظہ وقال یحیی القطان سیئ الحفظ جدا وقال یحیی بن معین لیس بذاک وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی ردی الحفظ کثیر الوہم وقال ابو احمد الحاکم عامۃ احادیثہ مقلوبۃ وقال یحیی العلی المحاربی طرح زائدۃ حدیث ابن ابی لیلی قال ابن حبان ولاہ یوسف بن عمر القضاء بالکوفۃ ومات سنۃ ثمان و اربعین و مائۃ وکان ردی الحفظ فاحش الخطاء فکثیر المناکیر فی حدیثہ فاستحق الترک ترکہ احمد و یحیی قلت لم نرہم ترکاہ بل لیناہ انتہی خلاصہ میں ہے قال ابو حاتم محلہ الصدق شغل بالقضاء فساء حفظہ وقال النسائی لیس بالقوی انتہی

اور ایک راوی مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی ہے میزان میں اسکے ترجمہ میں ہے مختار بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن ابیہ عن علی قال ابو حاتم منکر الحدیث قلت حدیثہ فی القراءۃ خلف الامام رواہ عنہ ابن الاصبہانی قالہ ابن حبان ثم قال فلا ادری ابوہ المعتمد لذلک او ابوہ انتہی اور ایک راوی عبد اللہ بن ابی لیلی ہے اسکے ترجمہ میں میزان میں ہے عبد اللہ بن ابی لیلی عن علی لا یعرف والخبر منکر روی عنہ ابنہ المختار انتہی طرق مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ بعض طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الاصبہانی مختار سے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی سے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار بواسطہ اپنے باپ کے حضرت علیؓ سے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا واسطہ باپ کے روایت کرتا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی حضرت علی سے عبد اللہ بن ابی لیلی ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رجل مبہم ہے۔ اور ان میں سے ہے اثر زید بن ثابت کا من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ جزء القراءۃ میں ہے قال البخاری وروی عمرو بن موسی بن سعد

عن زید بن ثابت قال من قرء خلف الامام فلا صلوٰۃ لہ ولا یعرف لهذا الاسناد وسماع لبعضهم من بعض
ولا یصح مثلہ انتہی امام محمد موطا میں اس اثر کو لائے ہیں لفظ اُسکا یہ ہے قال محمد اخبرنا داؤد بن سعد
بن قیس حدثنا عمرو بن محمد بن زید عن موسی بن سعد بن زید بن ثابت یحدثہ عن جدہ انہ قال من
قرأ خلف الامام فلا صلوٰۃ لہ انتہی امام الکلام میں ہے والثالث ان کثیرا من تلک الآثار مما لا یحتج
بسندہ کاثر زید بن ثابت قال ابن عبد البر قول زید بن ثابت من قرأ خلف الامام فصلوتہ تامۃ
ولا اعادۃ یدل علی فساد ما روی عنہ انتہی ملخصا علاوہ اسکے امام محمد بغیر مالک ہیں بالاتفاق ضعیف
ہیں اور اُن ہیں سے ہے اثر سعد وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ انتہی جزء
القراءۃ میں ہے وروی داؤد بن قیس عن ابن بجاد رجل من ولد سعد عن سعد وددت ان
الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ وہذا مرسل ابن بجاد لم یعرف ولا سمی انتہی امام الکلام میں بعد
نقل اثر زید بن ثابت کے مرقوم ہے وکاثر سعد وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ
قال ابن عبد البر حدیث منقطع لا یصح ولا نقلہ ثقۃ انتہی موطا امام محمد میں ہے قال محمد اخبرنا داؤد
بن قیس الفراء المدنی اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انہ ذکر لہ ان سعدا قال وددت ان
الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ انتہی میں کہتا ہوں کہ قطع نظر اس حدیث کے انقطاع کے
امام محمد بغیر مالک ہیں بالاتفاق ضعیف ہیں اور اُن میں سے ہے اثر عمر بن الخطابؓ کا قال
لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا اخرجہ الامام محمد فی موطاہ عن داؤد بن قیس نا محمد بن عجلان
ان عمر بن الخطابؓ قال لیت اہ اس کی سند میں محمد بن عجلان ضعیف ہے میزان میں ہے قال الحاکم
اخرج لہ مسلم فی کتابہ ثلثۃ عشر حدیثا کلہا شواہد وقد تکلم المتاخرون من ائمتنا فی سوء حفظہ قلت
والثلثۃ المسمون اے مالک وشعبۃ ویحیی القطان قل ما رووا عنہ قال یحیی القطان کان مضطربا فی
حدیث نافع وقال عبد الرحمن بن القاسم قیل لمالک ان ناسا من اہل العلم یحدثون قال من ہم فقیل
لہ ابن عجلان فقال لم یکن ابن عجلان یعرف ہذہ الاشیاء ولم یکن عالما انتہی تذکرۃ الحفاظ میں ہے
وفی حفظہ شیء لم یحتج الشیخان المجد انتہی ترمذی کتاب العلل میں لکھتے ہیں وہکذا تکلم بعض اہل الحدیث
فی سہیل بن ابی صالح ومحمد بن اسحق وحماد بن سلمۃ ومحمد بن عجلان واشباہ ہولاء من الائمۃ
انما تکلموا فیہم من قبل حفظہم فی بعض ما رووا وقد حدث عنہم الائمۃ انتہی مقدمہ فتح میں ہے محمد
بن عجلان المدنی صدوق مشہور فیہ مقال من قبل حفظہ لہ مواضع معلقۃ انتہی کاشف میں ہے
وثقہ احمد وابن معین وقال غیرہما سیئ الحفظ انتہی علاوہ اسکے محمد بن عجلان کو حضرت عمرؓ

سے سماع نہیں ہے بس یہ حدیث منقطع ہوئی اور امام محمد اس اثر کو موطا میں غیر مالک سے روایت
کرتے ہیں اور وہ غیر مالک ہیں بالاتفاق ضعیف ہیں پھر یہ اثر شاذ بھی ہے کیونکہ محمد بن عجلان نے
کل ثقات کے خلاف یہ روایت کی ہے جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود ثنا البخاری قال
وقال لنا محمد بن یوسف ثنا سفیان عن سلیمان الشیبانی عن جواب التیمی عن یزید بن شریک قال
سألت عمر بن الخطابؓ اقرء خلف الامام قال نعم قلت وان قرأت یا امیر المومنین قال وان
قرأت واخرجہ الدارقطنی فی سننہ من وجہین وقال بعد الاول رواتہ کلہم ثقات وبعد الآخر ہذا اسناد
صحیح والطحاویؒ اور ان میں سے ہے اثر ابن مسعود کا قال لیت الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ
نارا اخرجہ الطحاوی عن ابی بکرۃ نا ابو داود نا حدیج بن معاویۃ عن ابی اسحق عن علقمۃ عن ابن مسعود قال
لیت اہ واخرج عن حسین بن نصر نا ابو نعیم نا سفیان عن الزبیر عن ابراہیم عن علقمۃ نحوہ انتہی اور
جزء القراءۃ میں ہے وروی ابو حباب عن سلمۃ بن کہیل عن ابراہیم قال عبد اللہ وددت ان
الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ شاذ وہذا مرسل لا یحتج بہ وخالفہ ابن عون عن ابراہیم عن الاسود
وقال رضفا ولیس ہذا من کلام اہل العلم بوجوہ اما احدہا قال النبی صلعم لا تلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بالنار
ولا تعذبوا بعذاب اللہ والوجہ الآخر لا ینبغی لاحد ان یملأ افواہ اصحاب رسول اللہ صلعم
مثل عمر بن الخطابؓ وابی بن کعب وحذیفۃ ومن ذکرنا رضفا ولا نتنا ولا ترابا والوجہ الثالث اذا
ثبت الخبر عن النبی صلعم واصحابہ فلیس فی الاسود ونحوہ حجۃ قال ابن عباس ومجاہد لیس احد بعد النبی
صلعم الا یوخذ من قولہ ویترک الا النبی صلعم وقال حماد وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ
سکرا انتہی اور زیلعی تخریج ہدایہ میں ملخص کلام بخاری میں لکھتے ہیں واحتج ایضا بحدیث رواہ ابو حباب
عن سلمۃ بن کہیل عن ابراہیم قال قال عبد اللہ وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ نتنا
قال وہذا مرسل لا یحتج بہ وخالفہ ابن عون عن ابراہیم عن الاسود وقال رضفا وہذا کلہ لیس من کلام
اہل العلم لوجہین احدہما قول النبی صلعم لا تلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بالنار ولا تعذبوا بعذاب اللہ فکیف
یجوز لاحد ان یقول فی الذی یقرء خلف الامام جمرۃ والجمرۃ من عذاب اللہ الثانی انہ لا یحل لاحد
ان یتمنی ان یملأ افواہ اصحاب رسول اللہ صلعم مثل عمر بن الخطابؓ وابی بن کعب وحذیفۃ وعلی ابن
ابی طالبؓ وابی ہریرۃ وعائشۃؓ وعبادۃ بن الصامت وابی سعید الخدری وعبد اللہ بن عمرو وفی
جماعۃ آخرین ممن روی عنہم القراءۃ خلف الامام رضفا ولا نتنا ولا ترابا انتہی حافظ ابن حجر تخریج
ہدایہ میں لکھتے ہیں وعن ابراہیم قال عبد اللہ وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ نتنا۔

ذکرہ البخاری فی جزء القراءۃ قال وفی روایۃ رضفا واما حدیث ابن مسعود فلا یصح ولا یشبہ کلام اہل العلم لانہ لایحل لاحد ان یتمنی ان یملأ افواہ اصحاب رسول اللہ صلعم کعمرو حذیفۃ وابی و عائشۃ رضف ولا نتنا انتہی وقال فی التعلیق الممجد فیہ انہ لا باس بامثال ہذا الکلام للتہدید والتشدید والتعذیب بعذاب اللہ ممنوع لا التہدید بہ فالاولی ان یتکلم فی اسانید ہذہ الآثار الدالۃ علی امثال ہذہ التشدیدات فان صحت تحمل علی القراءۃ مع قراءۃ الامام الذی یوجب ترک امتثال قولہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وحدیث واذا قرأ فانصتوا لئلا یحصل التخالف بین الآثار و الاخبار انتہی میں کہتا ہوں کہ طحاوی کی سند اول میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ایک راوی اسمیں ابواسحاق ہی وہ مدلس ہی سندی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں ان ابا اسحاق اختلط یا خر عمرہ وکان مدلسا انتہی اور یہاں ساتھ عن کے اُسنے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس کا غیر مقبول ہی دوم ابواسحاق مختلط ہے مقدمہ فتح میں ہے عمرو بن عبد اللہ بن ابی اسحاق السبیعی احد الاعلام الاثبات قبل اختلاطہ ولم ار فی البخاری من الروایۃ عنہ الا عن القدماء من اصحابہ کالثوری وشعبۃ لاعن المتاخرین کابن عیینۃ وغیرہ انتہی تقریب میں ہے اختلط باخرہ انتہی اور یہاں راوی اُس سے خدیج بن معاویہ ہے اور اسکا اخذ قبل الاختلاط ثابت نہیں ہوا ومن یدعی فعلیہ البیان سوم ایک راوی اسمیں خدیج بن معاویہ ہے وہ ضعیف ہی میزان میں ہے خدیج بن معاویۃ اخو زہیر بن معاویۃ ضعفہ ابن معین والنسائی وقال ابو حاتم محلہ الصدق یکتب حدیثہ وقال البخاری یتکلمون فی بعض حدیثہ قلت لہ عن ابی اسحاق وغیرہ عنہ سعید بن منصور ولوین والنفیلی انتہی چہارم ابو بکر وابو داود کی تعیین وتوثیق اسکے ذمہ ہے جو اس اثر کی صحت کا مدعی ہے۔ اور سند دوم میں بھی کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ایک راوی اسمیں ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ہی وہ ارسال بہت کرتا ہے خلاصہ میں ہے یرسل کثیرا۔ تقریب میں ہے ثقۃ الا انہ یرسل کثیرا میزان میں ہے یرسل عن جماعۃ وقد روی عن زید بن ارقم وغیرہ ولم یصح لہ سماع من صحابی وقد قال فیہ الشعبی ذاک الذی یروی عن مسروق ولم یسمع منہ شیئا انتہی پس جبتک کہ سماع اسکا علقمہ سے خاص اس اثر میں ثابت نہوگا حدیث اُسکی قابل اعتبار نہیں ہے نخبۃ الفکر وغیرہ میں ہے ویرد المدلس بصیغۃ یحتمل اللقی کعن وقال وکذا المرسل الخفی انتہی دوم اسکی سند میں سفیان ثوری ہیں وہ مدلس ہیں تقریب میں ہے وکان ربما دلس۔ میزان میں ہے الحجۃ الثبت متفق علیہ مع انہ کان یدلس عن الضعفاء انتہی۔ اور یہاں عن کے ساتھ انہوں نے روایت کی ہے اور عنعنہ مدلس

کا مقبول نہیں، سیوم حدیث و اثر کے قابل احتجاج ہونے کی تین صورتیں اول یہ کہ کسی محدث
نے جو ملتزم ہیں صحت و حسن ہی سے ہے مانند بخاری و مسلم و ابن خزیمہ وغیرہم کے اسکو اپنے صحاح
میں روایت کیا ہو، دوم یہ کہ کسی امام فن نے اسکی تصحیح یا تحسین کی ہو سیوم یہ کہ اُس کے
رجال کی توثیق کیجاوے اور اتصال سند ثابت کیا جاوے اور اُسکا خالی ہونا شذوذ
و نکارت و دیگر اسباب قادحہ سے مبرہن کیا جاوے اور اس اثر میں امور ثلثہ مذکورہ میں سے
ایک امر بھی متحقق نہیں و من یدعی فعلیہ البیان، وجہ چہارم یہ ہے کہ مؤلفات طحاوی میں اکثر مناکیر
و شواذ و ضعاف و بے اصل احادیث و آثار پائے جاتے ہیں پس اس اثر کا بھی اسی قبیل سے ہونا
مظنون ہے تنبیہ یہاں سے اس اثر کی اسانید کا حال ظاہر ہو گیا اور خود امام بخاری نے
بھی اس اثر کی نسبت فرما دیا ہذا مرسل لا یحتج بہ علاوہ اسکے جزء القرءۃ کی سند میں یحیی بن ابی
حیہ کلبی ابو جناب واقع ہیں تقریب میں انکی نسبت لکھا ہے ضعفوہ لکثرۃ تدلیسہ میزان میں ہے قال
یحیی القطان لا استحل ان اروی عنہ وقال النسائی والدارقطنی ضعیف وقال ابو زرعۃ صدوق لیس
قال عثمان ہو ضعیف وقال الفلاس متروک انتہی مختصراً پس یہ قول صاحب تعلیق کا فالاولی ان یتکلم
فی اسانید ہذہ الآثار کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ اسانید میں تکلم سے ان کا ضعف ظاہر ہوا اور اُن
میں سے ہے قول علقمہ بن قیس کا لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرء خلف الامام اخرجہ الامام محمد
فی موطاہ من بکیر بن عامر نا ابراہیم النخعی عن علقمہ بن قیس قال لان اعض الحدیث اس میں کلام ہے
چند وجوہ اول امام محمد غیر مالک میں بالاجماع ضعیف ہیں دوم بکیر بن عامر بجلی ضعیف ہیں میزان میں
ہے ضعفہ ابن معین والنسائی وقال ابو زرعۃ لیس بقوی وقال احمد لیس بذاک انتہی تقریب میں ہے
بکیر بن عامر البجلی ابو اسمعیل الکوفی ضعیف انتہی خلاصہ میں ہے ضعفہ ابن معین والنسائی انتہی سیوم
ابراہیم نخعی کی عادت ارسال خفی کی ہے اور مرسل خفی مانند مدلس کے غیر مقبول ہے اور اُن
میں سے ہے اثر ابن مسعود کا قال انصت للقراءۃ فان فی الصلوۃ شغلا وسیکفیک ذاک الامام
اخرجہ الطحاوی ولفظہ ہکذا حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا الخضیب قال ثنا وہیب بن خالد عن
عن منصور بن المعتمر عن ابی وائل عن ابن مسعود قال الحدیث اسکی سند میں خضیب بن عبد الرحمن
جزری واقع ہے ضعیف ہے تقریب میں ہے صدوق سیئ الحفظ خلط بآخرہ ورمی بالارجاء
انتہی میزان میں ہے ضعفہ احمد وقال مرۃ لیس بقوی وقال ابو حاتم تکلم فی سوء حفظہ انتہی ملخصا
اس اثر کی دوسری سند شرح معانی الآثار میں یہ ہے حدثنا مبشر بن الحسن قال ثنا ابو عاصم او

ابو جابر وفی نسخۃ ابو عامر بدل ابی عاصم انا رشک عن شعبۃ عن منصور عن ابی وائل عن عبد اللہ مثلہ اسکے
دوسرے راوی میں شک ہے کہ وہ ابو عاصم ہے یا ابو عامر یا ابو جابر اگر ابو عامر ہے تو وہ ضعیف
ہے تقریب میں ہے صالح بن رستم المزنی مولاہم ابو عامر الخزاز بمعجمات البصری صدوق کثیر الخطاء
انتہی میزان میں ہے روی عباس عن یحیی ضعیف وکذا ضعفہ ابو حاتم وقال ابن ابی شیبۃ سالت
ابن المدینی عنہ فقال کان یحدث عن ابن ابی ملیکہ کان ضعیفا لیس بشئ انتہی اور اگر کوئی دوسرا ابو
عامر ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیے اور اگر ابو جابر ہے تو وہ کذاب ہے میزان میں ہے
قال احمد منکر الحدیث جدا وعن مالک قال کذا اتہمہ بالکذب وقال ابن معین لیس بثقۃ حدث عنہ
ابن ابی ذئب وروی عباس عن یحیی کذاب وقال النسائی وغیرہ متروک الحدیث انتہی اور اگر کوئی
دوسرا ابو جابر ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیے اور اگر ابو عاصم ہے تو ضعیف ہے تقریب میں
ہے ابو عاصم العبادانی البصری اسمہ عبد اللہ بن عبید اللہ او بالعکس ویقال ابن عبید بغیر اضافۃ لین
الحدیث میزان میں ہے لیس بحجۃ یاتی بالعجائب قال العقیلی منکر الحدیث انتہی اور اگر کوئی دوسرا
ابو عاصم ہے تو اسکی تعیین وتوثیق چاہیے علاوہ اسکے مبشر بن الحسن کی تعیین وتوثیق ضروری ہے اس
اثر کی تیسری سند شرح معانی الآثار میں یہ ہے عن روح بن الفرج نا یوسف بن عدی نا ابو الاحوص
عن منصور عن ابی وائل عنہ نحوہ اسکے سب رواۃ کی تعیین وتوثیق چاہیے ودونہ لاتقبل اسکی
دو سندا اور بھی ہیں جنکو امام محمد اپنی موطا میں لائے ہیں اول یہ ہے عن سفیان بن عتبۃ عن
منصور بن المعتمر عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام اہ اسمیں امام محمد
ضعیف ہیں اور سفیان بن عیینہ مدلس ہیں دوم یہ ہے عن سفیان الثوری نا منصور عن ابی وائل
انہ قال اہ اسمیں بھی امام محمد ضعیف ہیں علاوہ اسکے ابن مسعود سے قراءۃ خلف الامام بھی منقول ہے
جزء القراءۃ میں ہے وقال ابو مریم سمعت ابن مسعود رض یقرء خلف الامام وقال ابو وائل عن ابن
مسعود انصت للامام وقال ابن المبارک دل ان ہذا فی الجہر وانما یقرء خلف الامام فیما سکت الامام
انتہی اور نیز جزء القراءۃ میں ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال وقال لنا اسمعیل بن ابان
ثنا شریک عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی مریم سمعت ابن مسعود رض یقرء خلف الامام انتہی اسکے
سب رواۃ ثقات ہیں سوائے شریک بن عبد اللہ نخعی کے کہ وہ مختلف فیہ ہے بخاری اسکی
حدیث کو تعلیقا اور مسلم متابعۃ لائے ہیں راجح یہ ہے کہ اسکی حدیث حسن ہے مقدمہ فتح الباری
میں ہے شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی القاضی مختلف فیہ وما لہ سوی موضع واحد فی الجنائز انتہی

میزان میں ہے شریک بن عبد اللہ النخعی ابو عبد اللہ الکوفی القاضی الحافظ الصادق احد الائمۃ اور نیز میزان میں ہے قلت قد کان شریک من اوعیۃ العلم حمل عنہ اسحاق الازرق تسعۃ آلاف حدیث وقال النسائی لیس بہ باس وقد اخرج مسلم لشریک متابعۃ انتہی حافظ عبد العظیم منذری ترغیب و ترہیب میں لکھتے ہیں قال النسائی لا باس بہ وقال ابن المبارک ہو اعلم بحدیث الکوفیین من الثوری ووثقہ ابن معین وغیرہ وقال معاویۃ بن صالح سالت احمد عن شریک فقال کان عاقلا صدوقا محدثا واخرج لہ مسلم فی المتابعات وحسن الترمذی حدیثہ انتہی کاشف میں ہے وثقہ ابن معین وقال غیرہ سیئ الحفظ وقال س لا باس بہ وہو اعلم بحدیث الکوفیین عن الثوری قالہ ابن المبارک انتہی اور اُن میں سے ہے اثر عبد اللہ بن مسعود کا لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر فیہ وفی ما یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ ولا یقرأ فی الاخریین شیئا اخرجہ الامام محمد فی موطاہ ولفظہ ہکذا عن محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراہیم النخعی عن علقمۃ بن قیس عن ابن مسعود کان لا یقرأ اہ اسکی سند میں محمد بن ابان قرشی ضعیف ہے میزان میں ہے محمد بن ابان بن صالح القرشی ویقال لہ الجعفی الکوفی حدث عن زید بن اسلم وغیرہ ضعفہ ابو داود وابن معین وقال البخاری لیس بالقوی وقیل کان مرجیا انتہی لسان المیزان میں ہے قال النسائی محمد بن ابان بن صالح القرشی کوفی لیس بثقۃ وقال ابن حبان ضعیف وقال احمد لم یکن ممن یکذب وقال ابن ابی حاتم سالت ابی عنہ فقال لیس بالقوی یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وقال البخاری فی التاریخ یتکلمون فی حفظہ لا یعتمد علیہ انتہی۔ دوسرا راوی حماد بن ابی سلیمان ہے تقریب میں ہے حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری مولاہم ابو اسمعیل الکوفی فقیہ صدوق لہ اوہام رمی بالارجاء انتہی میزان میں ہے تکلم فیہ للارجاء قال ابو حاتم صدوق لا یحتج بہ مستقیم فی الفقہ فاذا جاء الاثر شوش عن الاعمش قال حدثنی حماد بحدیث عن ابراہیم وکان غیر ثقۃ قال الاعمش مرۃ ثنا حماد وما کنا نصدقہ انتہی ملخصا تیسرا راوی اسمیں ابراہیم نخعی ہے اوسکی عادت ارسال خفی کی ہے علاوہ اسکے امام محمد غیر مالک میں ضعیف ہیں اور اون میں سے ہے حدیث عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ کی قالوا لا تقرؤا خلف الامام فی شیئ من الصلوات اخرجہ الطحاوی ولفظہ ہکذا حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبید اللہ بن ابن مقسم انہ سال عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ الحدیث اسکی سند میں ایک راوی یونس بن عبد الاعلی ابو موسی الصدفی ہے وہ منفرد ہوا ہے شافعی سے ساتھ حدیث لا مہدی الا ابن مریم وہو منکر جدا کذا فی المیزان دوسرا راوی ابن وہب ہے وہ مجہول

ہے تقریب میں ہے ابن وہب بن منبہ مجہول من السادسۃ وکان لوہب ثلثۃ اولاد عبد اللہ وعبد الرحمن
وایوب انتہی میزان میں ہے ابن وہب بن منبہ عن ابیہ لایعرف وعنہ ابو بکر بن عیاش فبنو وہب عبد اللہ و
عبد الرحمن وایوب ولیسوا بالمشہورین انتہی ایک راوی اسمیں بکر بن عمرو المعافری ہے میزان میں ہے
قال ابو حاتم الرازی شیخ وقال الدار قطنی یعتبر بہ وقال ابو عبد اللہ الحاکم ینظر فی امرہ انتہی مقدمہ فتح میں ہے
قال ابو حاتم شیخ وقال احمد یروی لہ وقال الدار قطنی یعتبر بہ قلت لہ فی البخاری حدیث واحد فی التفسیر وہو
حدیثہ عن بکیر بن الاشج عن نافع عن ابن عمر فی ذکر علی وعثمان وہو متابعۃ وقد اخرجہ البخاری من طریق اخری
انتہی۔ اور اُن میں سے ہے حدیث جابر بن عبد اللہ کی اخرجہ الطحاوی ایضا بہذا السند حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب
قال اخبرنی مخرمۃ عن ابیہ عبید اللہ بن مقسم قال سمعت جابر بن عبد اللہ ثم ذکر الحدیث مثل ذلک اسکی سند میں
بھی یونس اور ابن وہب ہے اونکا حال ابھی معلوم ہوا۔ اور مخرمہ بن بکیر ہے اسکی نسبت تقریب میں ہے
مخرمۃ بن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج ابو المسور المدنی صدوق وروایتہ عن ابیہ وجادۃ من کتابہ قالہ احمد وابن
معین وغیرہما وقال ابن المدینی سمع عن ابیہ قلیلا انتہی۔ میزان میں ہے قال النسائی لیس بہ باس وفی
نسخۃ لیس بثقۃ وقال احمد ثقۃ ولم یسمع عن ابیہ وقال ابن معین ضعیف سعید بن ابی مریم سمعت خالی
موسی بن سلمۃ قال اتیت مخرمۃ بن بکیر فسالتہ یحدثنی عن ابیہ قال ما سمعت خالی عن ابی شیئا انما ہذہ کتب
وجدناہا عندنا عنہ ما ادرکت ابی الا وانا غلام وفی لفظ لم اسمع من ابی وہذہ کتبہ وقال علی بن المدینی سمعت
معنا یقول مخرمۃ سمع من ابیہ وعرض علیہ ربیعۃ اشیاء من رای سلیمان بن یسار
قال علی فلا اظن سمع من ابیہ کتاب سلیمان لعلہ سمع الشئ الیسیر ولم اجد احدا
بالمدینۃ یخبرنی عن مخرمۃ انہ کان یقول فی شئ سمعت ابی قال علی ومخرمۃ ثقۃ
عباس عن ابن معین قال مخرمۃ ضعیف الحدیث لیس بشئ یقولون ان حدیثہ
عن ابیہ کتاب انتہی۔ اور ان میں سے ہے اثر زید بن ثابت کا لا تقرأ خلف الامام
فی شئ من الصلوۃ اخرجہ الطحاوی وسندہ ہکذا حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال
انا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنی مخرمۃ بن بکر عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن
زید بن ثابت اہ اس سند میں بھی یونس اور ابن وہب اور مخرمۃ بن بکیر ہیں
وقد عرفت ما فیہم من الکلام اور ایک سند اس اثر کی شرح معانی الآثار میں
یہ ہے حدثنا فہد قال ثنا علی بن معبد قال ثنا اسمعیل بن ابی کثیر عن یزید بن
قسیط عن عطاء بن یسار عن زید مثلہ انتہی اسکی سند میں علی بن معبد بن نوح

بغدادی ہے میزان میں ہے علی بن معبد بن نوح البغدادی نزیل مصر روی عن روح وابی
بدر وخلق وعنہ ہیں والطحاوی وعدۃ قال العجلی ثقۃ صاحب سنۃ کان ابوہ والیا علی طرابلس
المغرب وقال ابن ابی حاتم صدوق وقال ابو بکر الجعابی کان عندہ عجائب انتہی اور محمد بن
بن سلیمان بن یحیی کا حال معلوم نہیں مدعی صحت یا حسن کے ذمہ پر ہے اسکی تعیین و توثیق
ودونہ خرط القتاد اور اُن میں سے ہے حدیث ابو حمزہ قال قلت لابن عباس اقرء
والامام بین یدی فقال لا اخرجہ الطحاوی وسندہ ہذا حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابو صالح
الحرانی قال ثنا حماد بن حماد بن سلمۃ عن ابی حمزۃ الحدیث اسکی سند میں ایک ابراہیم ابن ابی
داؤد ہے اُسکی تعیین و توثیق چاہیے دوسرا حماد بن سلمہ بن دینار ہے اسکا حفظ
آخر میں متغیر ہو گیا تھا تقریب میں ہے حماد بن سلمۃ بن دینار البصری ابو سلمۃ ثقۃ عابد
اثبت الناس فی ثابت وتغیر حفظہ بآخرہ انتہی میزان میں ہے کان ثقۃ لہ اوہام مقدمہ
فتح میں ہے ساء حفظہ فی الآخر انتہی تیسرا ابو حمزہ ثابت بن ابی صفیہ ثمالی ہے تقریب میں
ہے کوفی ضعیف رافضی انتہی میزان میں ہے قال احمد وابن معین لیس بشیء وقال
ابو حاتم لین الحدیث وقال النسائی لیس بثقۃ قال عبد اللہ بن موسی کنا عند ابی حمزۃ الثمالی فحضرہ
ابن المبارک فذکر ابو حمزۃ حدیثا فی ذکر عثمان فقال من عثمان فقام ابن المبارک ومزق ماکتب قلت
وعدہ السلیمانی فی قوم من الرافضۃ انتہی اور اُن میں سے ہے حدیث عبد اللہ بن عمر کان
اذا سئل ہل یقرء احد خلف الامام یقول اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ
الامام وکان عبد اللہ لا یقرء خلف الامام اخرجہ الطحاوی وسندہ ہذا حدثنا یونس
قال ثنا ابن وہب ان مالکا حدثہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان الحدیث اسکی
سند میں یونس اور ابن وہب ہے وقد عرفت ما فیہما من الکلام تنبیہ مخفی
نرہے کہ یونس بن عبد الاعلی بن میسرۃ الصدفی ابو موسی البصری اگرچہ حدیث لا مہدی
الا ابن مریم کی روایت کے ساتھ ہے کہ نہایت منکر ہے منفرد ہوا ہے مگر اسکی
توثیق ثابت ائمہ سے کی ہے میزان میں ہے عن ابن عیینۃ وابن وہب وعنہ ابن
خزیمۃ وابو عوانۃ وخلق وثقہ ابو حاتم وغیرہ ونعتوا بالحفظ والعقل انتہی تقریب میں ہے
یونس بن عبد الاعلی بن میسرۃ الصدفی ابو موسی البصری ثقۃ انتہی خلاصہ میں ہے احد الاعلام
عن ابن عیینۃ والشافعی وابن وہب وطائفۃ وعنہ (م س ق) قال یحیی بن حسان رکن من

ارکان الاسلام انتہی حاشیہ خلاصہ پر تہذیب سے منقول ہے وقال النسائی
وابو حاتم ثقة انتہی تذکرۃ الحفاظ میں ہے یونس بن عبد الاعلی عالم الدیار المصریة
الامام ابو محمد موسی الصدفی الحافظ المقری الفقیہ مولدہ فی آخر سنة سبعین ومائة قرء القرآن
علی ورش وغیرہ وسمع من سفیان بن عیینة والولید بن مسلم وابن وہب ومعین بن عیسی
وابی ضمرة والشافعی وتفقہ بالشافعی اخذ عنہ القراءة اسامة التجیبی وابن خزیمة وابن جریر الطبری
حدث عنہ مسلم س ق وابو بکر بن زیاد وابن ابی حاتم وابو الطاہر المدینی وخلائق روی عن
الشافعی ما رایت بمصر احدا اعقل من یونس وقال یحیی بن حسان ہو رکن من ارکان الاسلام
وقال س وغیرہ ثقة وقال ابن ابی حاتم سمعت ابی یوثق یونس ویرفع من شانہ قلت لہ
حدیث منکر عن الشافعی قرات علی محمد بن الحسین القرشی وعلی بن احمد العلوی وبحر بن احمد الجذامی
قالوا انا محمد بن عماد انا ابن رفاعة انا ابو الحسن الخلعی انا عبد الرحمن بن عمر انا ابو الطاہر المدینی انا
یونس بن عبد الاعلی عن الشافعی عن محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس
عن النبی صلعم قال لا یزداد الامر الا شدة ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شحا ولا
تقوم الساعة الا علی شرار الناس ولا مہدی الا عیسی بن مریم اخرجہ ابن ماجة عن یونس
توفی فی ربیع الاول سنة اربع وستین ومائتین رحمہ اللہ انتہی میزان میں ہے محمد بن
خالد الجندی عن ابان بن صالح روی عنہ الشافعی قال الازدی منکر الحدیث وقال
عبد اللہ الحاکم مجہول قلت حدیثہ لا مہدی الا عیسی بن مریم وہو خبر منکر اخرجہ ابن ماجة
ووقع لنا موافقة من حدیث یونس بن عبد الاعلی وہو ثقة تفرد بہ عن الشافعی
فقال فی روایتنا عن ہکذا بلفظ عن الشافعی وقال فی جزء عتیق بمرة عندی من
حدیث یونس بن عبد الاعلی قال حدثت عن الشافعی فہو علی ہذا منقطع
علی ان جماعة رووہ عن یونس قال ثنا الشافعی والصحیح انہ لم یسمعہ منہ وابان
بن صالح صدوق وما علمت بہ باسا لکن قیل انہ لم یسمع من الحسن ذکرہ ابن
الصلاح ثم قال محمد بن خالد شیخ مجہول قلت وقد وثقہ یحیی بن معین واللہ
اعلم وروی عنہ ثلثة رجال سوی الشافعی وللحدیث علة اخری قال البیہقی
انا الحاکم حدثنی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن یزداد المذکر عن کتابہ ثنا
عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن الحجاج بن رشید بن

ہے اس کے متعلق تہذیب التہذیب میں ہے قال العجلی سکن مصر ثقۃ صاحب السنۃ وقال ابو حاتم کتبنا شیئًا من حدیثہ ولم یقض لنا السماع منہ وکان صدوقا قال ابو بکر الجعابی عندہ عجائب وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال مستقیم الحدیث۔ اوراس کی سند میں فہد بن حیان النہشلی ہے اور وہ سخت ضعیف ہے قال الذہبی جرحہ ابن المدینی فقال ذہب الفہدان فہد بن عوف وفہد بن حیان وقال ابن حبان لایحتج بہ وقال ابو حاتم ضعیف وقال ابو زرعۃ منکر الحدیث بوجوہ مذکورۃ یہ اثر بھی استدلال کے لائق نہیں ۴ ۴ ۴ ۴ ۴

خاتمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ وعلی آلہ واصحابہ واحزابہ اما بعد مولانا وشیخنا رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ برہان العجاب علی فرضیۃ ام الکتاب کمال سعی وتحقیق انیق سے تحریر فرمایا ہے ہر ایک بحث آب زر سے لکھنے کے لائق ہے جسطرح مولف صاحب بے مثل تھے ایسا ہی آپکا رسالہ بے مثل ہے جس بات کا دعوی کیا تھا اس کو کما حقہ ثابت کر دکھایا ہے۔ قبل از وفات کے مولانا موصوف نے جو تالیف کرکے عنایت کیا تھا وہ ہدیہ ناظرین ہے آپکا انتقال سخت صدمہ کا باعث ہوا موت العالم موت العالم بقیہ سلف صالحین محققین کاملین میں سے آپ تھے۔ اوصاف حمیدہ واخلاق جمیلہ سے پر تھے۔ آیات اللہ میں سے ایک آیۃ تھے۔ انتیسویں جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ ہجری کو دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرمائی اللہم ادخلہ فی جنۃ الفردوس۔ مدح کتاب و مدح مؤلف میں یہ چند اشعار لکھے گئے ہیں

؎

هلموا واقرؤا عين الكتاب ۔ يثيب الله في يوم الحساب
كتاب ناطق بلسان حال ۔ انا العجب العجاب بلا ارتياب
انا البرهان من قول قديم ۔ ومن قول الرسول المستطاب
هو الموصوف بالدر النظيم ۔ هو التحقيق بالقول الصواب
تلألأ في دجى ليل بهيم ۔ ويبرق نوره في كل باب
لعل الناس يقتبسون منه ۔ وتقلع منه اقوال الكذاب
له سطر يجر في المعاني ۔ له لمع كلمع في الشهاب
ذكيٌّ ناقد فرد الزمان ۔ وحاسده اليم في تباب
والتقي الكيّ في قول الخصيم ۔ وافواه المجادل كالسراب
جزاه الله في الحسنى جزاء ۔ نعيما مكرما حسن المآب

حررہ المفتقر الی اللہ الاحد عبدہ احمد سلمہ الصمد صانہ اللہ عن الشرور والحسد المبارکفوری مقیما فی الدہلی سنۃ الف وثلث مائۃ وسبعۃ وعشرین من الہجرۃ النبویۃ المطہرۃ - ۱۲

نحمد اللہ الذی صب شآبیب الایادی بالکرم المادی علی العمران والبوادی - وارسل سماء الجود والعطاء مدرارا علی الهائم والوارد والصادی - واجل نعمائہ ان بعث رسولا کریما شمس فلک الخلق العظیم - ونخل حدیقۃ اللطف العمیم - هادیا لکل مقتبس وتادی - و مجتد وجادی - صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین هم خیر من حضر النوادی - والنجوم الدآدی - ما ترنم الحمام فوق البشام ورنب الغوانی الشوادی وبعد فان هذہ الرسالۃ السلالۃ والعجالۃ العلالۃ - نور تلالا من افق الصدق والدلالۃ - ماحیۃ لغیهب التقلید وظلمۃ الضلالۃ ظننت انها جنۃ تجری من تحتها انهار السنۃ النبویۃ - وروضۃ تنفجر منها ینابیع التحقیقات المرضیۃ - تروی غلیل طالب الحق الحقیق - وتشفی من ابتلی بالبدعۃ وهوی فی مکان سحیق کیف لا وقد الفہ المفضال اللبیب - الذی کان فی آجام العلوم کالضرغام المهیب - العلامۃ الفهامۃ المشتهر فی نجد وتهامۃ - الذی باهت علی هامتہ تیجان المجد والفخامۃ - وانخرت فوق مفرقہ عمائم الفضل والکرامۃ - افتخر بوجودہ الاقاصی والادانی محمد بشیر السهسوانی نور اللہ مرقدہ وبوأہ دار السرور والتهانی - فللہ درہ حیث لم یذکر مطلبا الا ساطعا ودلیلا الا قاطعا قد اصبح الطبع الیہ جانفا من رآہ فقد صار هارفا قد اشبع التحقیق وتنقیح الکلام فی وجوب قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام - والخم الد الخصام - فیا ایها الطلاب للعلوم استبقوا فانها کالشمس بین النجوم - والناکب عنها هو الملوم المحروم - وقی اللہ جمیع الناس من شر الوسواس الخناس - قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ الرجل المستکین - والعبد المهین - الذی لا یمیز الغث عن السمین - ولا یفرق بین المنین والمتین - وقد نابہ الحور بعد الکور - واصابہ الغور غب الفور واضربہ الغیض علی اثر الفیض - حتی عاد کالبیض - قد فنی مخہ وبقی القیض - ومع ذلک لا یقنط من رحمۃ ربہ الغفار ابو الحسن المدعو بعبد الجبار ستر اللہ لہ غزلان المقاصد والاوطار وجعلہ من عبادہ الابرار والاخیار

قال الفقير الحقير الجانی فی مرثیة البشیر السهسوانی غفر الله منزل المثانی واحلّه اجنان ذوات المغانی والغوانی

ما لهذی العیون منهمرات ‏ ‏ ناحبات من شجوها نائحات

جائدات بادمع قائضات ‏ ‏ هامیات لموت ذی السالفات

کنظام الفرید قد سقطت منـ ‏ ‏ ـه اللآلی بحمق بعض البنات

لا لالف نأی ولا غربة شطّـ ‏ ‏ ـت ولا مثلها من الهنوات

بل لبحر العلوم قد غار فی الار ‏ ‏ ض فیا للرجال من نائبات

کان فی العلم مرجع الناس طرا ‏ ‏ والذ کاٰیةٌ من الاٰیات

کان فی الهند کوکبا درّیا ‏ ‏ ساطعا فی حوالك الظلمات

یا لرزء الدهر فقد افل البد ‏ ‏ ر المنیر المضیئ فی الحفرات

کنت فینا ندیا فقیها فریدا ‏ ‏ بعد ایداء سید السادات

المعی قرم نذیر حسین ‏ ‏ صاحب المکرمات والسابقات

نحو بیت المیراث فرضا وتعصیـ ‏ ‏ ـبا علی رغمهم جمیع الجهات

ثم اصبحت تامر الناس بالعر ‏ ‏ ف وتنهاهم عن المنکرات

کنت تهدی الانام نحو رشاد ‏ ‏ ثم تغشاهم بخیر العظات

فعدا الناس بعد دفنك فی التر ‏ ‏ ب علی نحبهم الی الموبقات

واذا طرقه الجری جری فو ‏ ‏ ق اروض الطروس والکاغذات

خلت ان الاولی خلوا لیس فیهم ‏ ‏ غیر سبق الحیاة والوفیات

اترکت الالی قد اتصفوا بالـ ‏ ‏ ـعلم والفهم والذکا والثبات

الا وبالله ما ترکت خبیرا ‏ ‏ عارفا بالعلوم والبینات

ولکم قد امطت ستر عویص ‏ ‏ کالتی ها مختفٍ عن الناظرات

فتبدّی یمیس فی حُلل الـ ‏ ‏ ـبسها شیخنا السمیّ السمات

وارثٌ العلم عن بشیر نذیر ‏ ‏ ناشر الحق بین اهل الثرات

ما رأینا ولا سمعنا بحبر ‏ ‏ مشبه العلم والتقی والصفات

ببشیر محمد فی البرایا ‏ ‏ سیّد الرسل صاحب الخارقات

غيره اذ غدا جواد اكريما	قوله كان خذ ولم يك هات
ولعمري لقد غدا العلم يبكيه	غريبا بادمع هاطلات
لم يجد صاحبا يصاحبه فى	ذى البلاد الكثيرة البدعات
عاش فرماومات فيناحميدا	ثم ابقى الذئاب والعاديات
جعل الله لحده جنة محتفة	بالمنى وبالشهوات
ارخ ايداثه بلفظة مغفو	رجليُّ المستبى العثرات
ربّ فاغفر عبد العزيز وسامح	عن خطاياه واعف عن زلات
ثم ادخله فى جنانك والشيخ	مع المصطفى الجميل الصفات

۲۶ ۱۳ھ

تمقه الحقير اسير ذنوبه ورهين عيوبه وحليف حوبه شاكرالله فيما يمنع و يؤتى ابوعبدالبارى عبد العزيز الراجكوٹى تسامح الله عن اثامه واجرامه وافاض عليه سحائب افضاله وانعامه

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله المودع فى قلوب العلماء العجائب - ومكرمهم بكشفه عليهم مخبآت الغرائب - ومنطق السنتهم بالصدق والصواب - وفاضح اعدائهم من ذوى الارتياب - المعلى كلمته وكلمة رسوله - والمسفل شبه اهل الزيغ باصوله - واكرم الصلوات وافضل التسليمات على رسوله وصفيه المفضال - القاطع حجج اهل الاعتداء والضلال - القائل وكفى بقوله دليلا لا تزال طائفة من امتى على الحق ظاهرين على من ناواهم حتى يقاتل اخرهم المسيح الدجال - وعلى سلالته الاصفياء وصحابه الاتقياء - ماذر شارق - ونطق بالحق ناطق - ومازال اهل الحديث يناضلون المبتدعين - ويرشقون بصائب لهازمهم - وباتر صوارمهم - اعناق الخادعين - وبعد فقد آنى اوان اقتطاف الازهار الزاهية - من اقوال الاسلاف الخالية - واجتناء جنى الجنة - من الاقتداء بصاحب الشريعة والسنة - واجتلاء انوار البدور - المحروم منه عمى القلوب والعور - باقتداء النير الاعظم الملقى الستور - على شبه ذوى الفتور - اعنى بهذه كتابا ينطق بالحق الحقيق بالقبول - الآتى بكل مسئول ومأمول - المشحون بحجج الكتاب فى وجوب قراءة فاتحة الكتاب الا وهو برهان العجاب - فى فرضية فاتحة الكتاب - فلا ومؤلفه المشار اليه بالبنان - بين اهل الزمان - شيخى الاستاذ الكامل - والعالم العامل - الندس اللوذعى - الفطن الالمعى - القرم الهمام - الندب الامام - صاحب السؤدد والوقار - والمجد والفخار -

کریم الاصل والنجار - ذو الشرف السامی - والفضل الهامی - صاحب القدر الخطیر - الشهیر محمد بشیر
عفا الله من ذنوبه کل صغیر وکبیر - فللذی یرید الاقتفاء بصاحب الشریعة ان یجعل هذا الکتاب اماما
ویجعل ما خالفه حراما - فلا یقربنه وان رأی فی ظاهره مایروقه ویزینه - ففی باطنه مایروعه ویشینه
فالمهمه القفر خیر من دمنة المزبلة - وافضل منها منزلة - فعلیك به فانه در نثیر - وجوهر خطیر -
تظفر فیه بما لا تظفر به فی الدفاتر الکبار - مع ما اشتمل علیه مما سنح لخاطره الشریف - وذکائه اللطیف -
ویمانمقه هو من ابکار بنات الاذهان - لا من بنات الانسان - فجزاه الله الحسنی - والمنزل الاسنی - و
حفت رمسه برأفته - وقبره برحمته - وجعل حفرته روضة اریضة - طویلة عریضة -

انه خیر مستجیب لدعاء الغریب

سطره المعتصم بالصمد ابو البشار امیر احمد بن عزیز احمد السهسوانی صانه الله عن مکائد الحسد ولیسر له التزود لغد

قطعہ تاریخ

ہی خدا کا فضل ہمپر بیحساب — علم کا جسنے کہ کہولا ہمپہ باب
دیکھکر نسخہ کو سب نے یہ کہا — گوہر دین نبی ہے یہ کتاب
تا قیامت سر کو گر مارے عدو — کچھ نہ اُس سے ہوسکیگا بس جواب
یاد رکھ قول نبی تو یہ شفیع — لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب
ہی ندای ہاتف غیبی یہی — نسخۂ گوہر ہے برہان العجاب
۱۳ ۲۷

اعلان ضروری

واضح ہوکہ جب مولنا محمد بشیر صاحب مرحوم مغفور نے قرارت فاتحہ خلف الامام کے متعلق کمال تحقیق کیساتھ دلائل بیان فرمائے تھی شائقین کا مجمع حاضر ہوتا تھا اہل حدیث واحناف دونوں شوق سے سنتے تھے مولوی ابراہیم بن مولوی محمد حسین فقیر مرحوم بہی روزانہ آتے تہے اور مولنا مرحوم کی تقریر کو نوٹ کرتے جاتے تھے جب تقریر ختم ہوچکی تو مولوی ابراہیم نے اسکی تردید کیلئے علحدہ جلسہ قائم کیا حسب مشورہ احباب اونکی تقریر کو قلمبند کیا گیا وبتوفیق الہی اسکا جواب بالصواب لکھا گیا انشاء اللہ وہ بہی عنقریب چہپکر ہدیہ ناظرین ہوگا -

المشتہر بشیر الدین جفت فروش دہلی چاندنی چوک -

قطعہ تاریخ طبع کتاب برہان العجاب از رشحات و خامہ معرکہ آرای سخنداں مولوی منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی

عماد شرع محمد بشیر حبر نبیل
کمال علم و عمل کو تھا جنکی ذات پہ ناز

عیاں تھے بشرہ و کردار و نطق سے اونکے
تمامتر سلفِ صالحین کے انداز

شکست خصم کی تھا اونکی بائیں ہاتھ کا کھیل
مناظرہ میں وہ رکھتے تھے بسکہ باع دراز

محقق ایسے کہ کہتے تھے اہل علم اونسے
کہ بے مثیل ہیں اس فن میں آپ بے انباز

عجیب جامع اوصاف تھے خدا بخشے
وہ نازشِ علمای عراق و ہند و حجاز

نفیس نامہ یہ چھوڑا ہے یادگار اپنی
نرالے ڈھنگ ہیں تحقیق کے نئے پرواز

نظیر اوس کا جو دیکھا سنا نہیں اب تک
جہاں ہے چشم براہ اور گوش بر آواز

پئے قرارہ ام الکتاب خلفِ امام
یہ خضر مقتدیوں کو ملا ہے بے تگ و تاز

دلائل اسکے کریگا پسند ہر منصف
مگر وہ جسکا نہیں دیدۂ بصیرت باز

بعید کیا ہی جو ہو اس سے روبراہ جہان
ہر ایک جملہ کرامت ہے ہر دلیل اعجاز

دل و نظر کو یہ بھالے تو کیا اچنبا ہے
نفیس طبع ہوا خط کی شان ہی ممتاز

ہی اسکی طبع کی تاریخ قابل عبرت
تباہ کر نہ بلا فاتحہ وجود نماز

۱۳ ھ ۲۷

مرثیہ قدوۃ العلما زبدۃ العلما افضل علماء العصر اکمل فضلا الدہر جناب مولانا مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی از مولوی عبد الرحمن بن عبد اللہ خطیب ساکن بھوا کلان ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شور کیسا ہے یہ کیسا ہے فغاں — کس لئے مغموم ہیں اہل جہاں
کس لئے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دل — آنسوؤں سے کیوں ہے یہ دریا رواں
وہ بہار اسکی کہاں جاتی رہی — کس لئے مرجھا گیا ہندوستاں
مردنی چھائی ہے کیوں ہر شخص پر — درد دلمیں ہے لبوں پر ہے فغاں
بزم عالم میں یہ ماتم کسکا ہے — رو رہے ہیں کسکو یہ اہل زماں
دیکھکر یہ غمکدہ حیرت میں تھا — کان میں آواز آئی ناگہاں
کیا تجھے ناداں خبر ابتک نہیں — قصر جنت میں گیا فخر جہاں

علم کا جسکے جہاں میں شور تھا — جسکو کہتے تھے بشیر سہسواں
درد اٹھتا ہے جب آجاتی ہے یاد — اسکی موج علم اور طبع رواں
زہد کی اسکے نہیں کوئی مثال — علم اب ویسا رہا باقی کہاں
علم منطق میں مثال اسکی نہ تھی — علم حکمت میں وہ تھا شیخ زماں
تھا محدث اور مفسر اور فقیہ — تھا عدیم المثل بے ریب وگماں
اسکی تھی تقریر میں تاثیر سحر — اور تھا تحریر میں دریا رواں
اسکی وہ تحقیق تھی ضرب المثل — مانتے تھے جسکو سب اہل جہاں
آتا سحباں ہی جو اسکے سامنے — گنگ ہو جاتی وہیں اسکی زباں
وہ مناظر تھا کہ اسکے سامنے۔ — بند ہو جاتا ارسطوی زماں
اس سے کھائی شیخ دجال نے شکست — اس سے بہاگا تھا مسیح قادیاں
با عمل عالم نظر آتا نہیں۔ — ڈھونڈھنے کیواسطے جائیں کہاں
ہم گنہگاروں کو روتا چھوڑ کر۔ — ہو گیا خود ساکن باغ جناں
کیوں نگاہوں میں نہ ہو دنیا سیاہ — کیوں نہ ہوی نیلگوں یہ آسماں

فاضلونیں کس لئے ماتم نہ ہو۔ — عالمونیں کیوں نہو شور و فغاں

آفتاب علم اب باقی نہیں۔ — تہا منور جس سے یہ ہندوستاں

کل تھے جسکے نور سے ہم مستفید۔ — آج ہے وہ قبر کے اندر نہاں

کر دعا اللہ سے اب اے خطیب — ہاتھ اٹھا کر کہ تو اے رب جہاں

اپنی رحمت میں تو انکو لے چہپا — تھے جو بندے تیری مخلص بے گماں

رحم کی تیرے نہیں ہے انتہا — تو ہے ستار گناہ عاصیاں

ولہ

[illegible] صاحب ۱۲

جب گئے دنیا سے جنت میں نذیر — ہو گئے قائم مقام انکے بشیر

ہائے دہلی یہ تری بد قسمتی — ہے نہیں تجہمیں نذیرؒ و نے بشیر

ولہ

نہ رہا ہای بشیر دہلی — سو گیا ہای نصیب دہلی

ہو چکی ہای بہار دہلی — گل ہوا ہای چراغ دہلی

۱۳۲۶ ھ

تقریظ مولوی عبد الغفار صاحب بجواوی طالب علم مدرسہ اہلحدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہاں ہیں بلبلاں باغ تحقیق — کہاں ہیں عاشقان روی تدقیق

نوا سنجان بستان شریعت — طرب سازان گلزار حقیقت

وہ غواصاں بحر علم توحید — نہیں لیتے کبھی جو نام تقلید
کہاں ہیں اسطرف تشریف لائیں — دلائل فاتحہ کے دیکھ جائیں
شریعت کا جو ہو پیرو وہ آئے — جو ہو سنت کا دلدادہ وہ آئے
جسے تحقیق کی خواہش ہو آئے — نمازوں کی صحت چاہے تو آئے
اگر جنت کا ہو طالب تو آئے — رضا اللہ کی چاہے تو آئے

اسے دیکھے یہ گلدستہ نیا ہے — گلستان ہدایت میں کھلا ہے
کہ ہر ایک سطر اسکی دلربا ہے — ہر ایک مضمون پہ اسکے دل فدا ہے
عجب انداز کا اسکا بیاں ہے — کہ دریا ایک کوزہ میں نہاں ہے
اسے دیکھو عمل اسپر کرو تم — صحیح اپنی نمازوں کو کرو تم
اگر تم فاتحہ کو نے پڑھو گے — سمجھ لو بے نمازی ہی مروگے
یہی ہے عرض مسلم کی سنو تم — ہمیشہ فاتحہ پڑھتے رہو تم

ولہ

یہ رسالہ فاتحہ کا چھپ گیا — گلشن تحقیق میں گل کھل گیا
جب ہوا تاریخ کا مجھکو خیال — دی ندی ہاتف نے کہ اے پُر ملال
سوچ مت پائے طلب[1] کو توڑ دالا — اور کہدے غنچہ نادر ہوا
١٣ ھ ٢٧

[1] پائے طلب سے مراد ہے کہ طلب کے پیر کو یعنی (ب) کو عدد تاریخ میں زیادہ کرنا چاہیئے - منہ

تمت

صحت نامہ رسالہ البرہان العجاب علی فرضیۃ ام الکتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	آوامر	اَوَامِر	۱۶	۳	بقراۃ	بقراءۃ
〃	۱۹	لہم	لہٗ	〃	۲۱	ودر	دارد
۴	۱۴	سبل	سبیل	۱۷	۱۵	ملاول	مدلول
۵	۱۶	فتقول	فنقول	۱۸	۱	قراہ	قراۃ
۶	۵	الصلواۃ	الصلواۃ	〃	۹	کثیرہ	کثیرۃ
〃	۱۵	القر	القوم	〃	۱۹	ابنئنی	انبئنی
۷	۱۳	اشعت	اشعث	۱۹	۸	الغرض	الفرض
〃	۱۵	محاربی	محاربی ہے	〃	۱۲	ترقیو	ترقبو
〃	〃	بعبین	تعیین	〃	۱۹	المذکو	المذکور
〃	۱۸	بروی	یروی	۲۰	۲۵	الوجواب	الوجوب
〃	〃	حدیثاً	حدیثہ	۲۲	۱۰	علی	پہلی
〃	۲۰	تخرج	تخریج	〃	۱۹	المسلح	المسح
۸	۱۰	توثیق	تعین و توثیق	۲۳	۲۲	کان	قال
۸	۱۶	البیتہ	البتۃ	〃	〃	لحلیتہ	لحیتہ
۸	۲۳	عمر	عمر ممن	۲۵	۱	سغرلی	معتزلی
〃	۲۵	وایات	روایات	۲۶	۱۱	والتجبر	والتجبر
۹	۲۵	اتماع	استماع	〃	۲۳	وکلا	وکذا
۱۱	۱۴	فمرسلہ	فمرسلۃ	۲۷	۴	بحدیث	بحدیثین
〃	۲۴	ناوورا	ناورا	〃	۱۴	دیبار	دینار
۱۲	۱۱	ویردہ	ویردہ	〃	۲۰	الایمہ	الائمۃ
〃	۱۳	الصلوت	الصلوات	〃	۲۱	السنہ	السنۃ
۱۳	۱۲	باقی	باقی	۲۸	۱۷	تقدیر	تقدیر پر
〃	۲۵	حاسیہ	حاشیۃ	〃	۲۰	آخرین	اخیرین
۱۴	۲۰	السنہ	السنیۃ	۳۰	۱۷	استقرار	استقرار
۱۵	۶	الائمتہ	السنۃ	〃	۲۱	مستند	مستندا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۳	لقال	یقال	۵۲	۲	الآتیہ	الآتیة
〃	۴	باقراۃ	قراۃ	۵۴	۹	ابوالجماج	ابوالحجاج
۳۲	۱۲	تمنفی	تنتفی	〃	۱۹	وہی	ذہبی
۳۵	۱۳	لیثی	لیشی	۵۵	۷	استناء	استثناء
〃	۱۴	بجہر	یجہر	〃	۲۰	ثبت	تثبت
۳۶	۵	ثمات	ثابت	۵۶	۲	نحوا	نحو
۳۸	۳	مخالفت	مخالجت	〃	۵	المبین	والمبین
〃	۸	احیا	احیاناً	〃	〃	روتیہ	رواتیہ
〃	۲۵	تبت	ثبت	〃	۲۳	یختاوا	یختارو
۳۹	۱۴	النافتہ	الناقتہ	〃	۲۴	ماتقر	ماتقرر
〃	۱۷	تامہ	تامتہ	۵۷	۴	الحطر	الخطر
〃	۱۸	ثم	تم	〃	۱۹	سوالاصل	ہوالاصل
۴۰	۴	بیتہو،	بیتہو،	۵۸	۸	والتہ	دالتہ
〃	۵	ناقصا	ناقصہا	〃	۱۱	قراہ	قراۃ
〃	۷	تناقصتہ	ناقصتہ	〃	۲۳	وان	واین
〃	۲۲	تحسب	تحتسب	۵۹	۱	انتہی	انتہی ملخصاً
۴۱	۱۹	بنجاری	البنجاری	〃	۴	عنہ	فیہ
〃	۲۰	ہراون	ہارون	〃	۱۹	مسعو	مسعود
۴۲	۱۴	الو	ابو	〃	〃	تنا	ثنا
۴۳	۱۵	یعلمہم	لعلہم	۶۰	۲	قتادہ	قتادۃ
۴۴	۶	تیازغنی	نیازعلی	〃	۷	وقف	وقفہ
۴۶	۱۲	یقرؤن	یقرؤن	〃	۷	لشار	بشار
〃	۱۷	واللقط	واللفظ	۶۱	۹	قائدہ	قائد
۴۷	۳	فقرہا	فقراہا	〃	۱۷	خرجہ	اخرجہ
〃	۱۵	ماعلی	ناعلی	۶۲	۲	تخریج	تخریج
〃	〃	انعازی	الفزاری	〃	۸	لسئی	سئی
۴۸	۱۳	ابراہیم	ابراہیم التیمی	〃	۲	سیراوان	ہارون
〃	۲۱	غشنا	اشتیاز	〃	۲۳	محمد اسحق	محمد بن اسحاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۲۵	تناولہ	تناولہ	؍؍	۲۵	لمکان	امکان
۵۰	۱۷	استدلال	استیدلال	۷۵	۱۶	اجاد	اجاد
۶۳	۱۵	سباتی	سیاتی	؍؍	۲۰	تحقق	متحقق
؍؍	۲۱	ضوروہ	ضرورۃ	۷۷	۷	رالا	الا
۶۴	۱۷	من لہ	من کان لہ	؍؍	۹	عبدالدد	عبداللہ
؍؍	[illegible]	بجو	بنحو	؍؍	۱۲	سوئے	سوے
؍؍	۲۰	منہ	فیہ	؍؍	؍؍	یصائنر	بصائر
؍؍	۲۲	تحفصہ	تحصیصہ	؍؍	۱۵	فخ	فح
۶۶	۴	(فا فیہ)	(ق فیہ)	؍؍	؍؍	نولہ	قولہ
؍؍	۵	سبب	سب	؍؍	۲۴	لموسنین	للمومنین
؍؍	۹	لہندا	لہٰندا	؍؍	۲۵	اما اوا	اما اذا
۶۷	۶	فنفاتحۃ	فیفاتحۃ	۷۸	۷		
؍؍	؍؍	ابورالمنذر	ابوالمنذر	؍؍	۱۲	الانتقاع	الانتقاع
؍؍	۱۵	قالا	قالا	؍؍	۲۳	حیکی	حکی
؍؍	۱۶	تا	نا	؍؍	۲۵	مانہ لما	لانہ لما
؍؍	۲۵	ابن حبان	ابن حبان نے	۷۹	۳	بہدی	یہدی
۶۸	۱۲	تووی	نووی	؍؍	۲۴	سفتہ	سغنہ
؍؍	؍؍	معض	بعض	؍؍	۲۷	ابن سوا	ابن سعد
؍؍	۱۶	التشدود	الشذوذ	؍؍	۲۶	ہنبیرۃ	ہبیرۃ
؍؍	۱۹	السمی	التیمی	۸۰	۱	قراد	قرا[illegible]
؍؍	۲۵	الذحلی	الذہلی	؍؍	؍؍	القرا	القرآن
۷۱	۴	باالراسے	باالرائے	؍؍	۲	فی الکتوبۃ	فی المکتوبۃ
؍؍	۱۴	ولانظہر	ولا تظہر	؍؍	۱۱	حانفصاً	ملخصاً
؍؍	۱۹	امربن	امرین	؍؍	۱۲	بکذا	ہکذا
؍؍	۲۲	اکلاقالقراۃ	اکراما بقراۃ	؍؍	۱۶	الفارئین	القاریئین
۷۲	۴	اس	اس کی	؍؍	۱۹	بلست	یلبث
۷۳	۵	فلیبین	فلیبین	۸۱	۸	تنفوسو	تنفسو
؍؍	۶	مقتدی	مقتدی	؍؍	۱۵	بلغنا	بلغنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۲۵	یحنج	یحتج	۹۹	۱۳	مردود	مردود
۸۲	۴	. . . .	. . . .	〃	۲۲	نبموی	نیموی
〃	۱۱	ذان	فان	۱۰۰	۱۳	. . . .	. . . .
〃	۱۲	النبتہ	التبتہ	〃	۱۴	نوہے	نوہین
〃	۱۵	اسانند	اسانید	۱۰۱	۲	غلیستیہ	غلیثیہ
۸۳	۵	. . .	. . .	〃	۱۰	مناماۃ	منافاۃ
〃	۹	انحواہم	اخوانہم	〃	۲۱	سفبول	سقبول
۸۵	۹	المغادین	المفادین	۱۰۲	۶	احتج	احتج
۸۶	۱۴	ابن بحیح	ابن ابی نجیح	〃	۷	اشلی	اشہلی
۸۷	۱۸	حیت	حیث	۱۰۳	۳-۴	عجالان	عجلان
〃	۲۰	یاقی	یاتی	〃	۲۵	عدو	عدد
۸۸	۱۸	. . . .	. . . .	۱۰۴	۸	حبان	حیان
〃	۱۹	المببب	المسیب	〃	۱۹	والثلثہ	والثلثتہ
〃	۲۱	نہ	عنہ	〃	۲۳	محمد عجلان	محمد بن عجلان
〃	۲۳	غر	غیر	۱۰۶	۱	کمم	اشارا
〃	۲۵	المبب	المنیب	〃	۱۷	او لہ	ادلہ
۸۹	۱۹	ذسارسی	فارسی	۱۰۷	۱۴	الان	الآن
۹۰	۱۲	مجبردا	مجبرد	〃	۱۵	مصتت	مصنت
۹۱	۱۰	بدلیل	بدلیل	۱۰۹	۱۲	طرقتہ	طرقہ
۹۲	۱۳	بہانفسک	بہافی نفسک	۱۱۰	۸	الماوحیین	الماوحیین
۹۳	۵	قوہ	قوۃ	۱۱۳	۲	اذ	اذا
〃	۱۸	لاعرۃ	لاعبرۃ	〃	۱۱	یقلح	یقلح
۹۶	۷	یروستہ	عروبتہ	〃	۲۱	بوح	کجرح
〃	۱۳	تصعغ	تضغع	۱۱۵			
〃	۲۲	یحیی	یحییٰ	〃	۹	نبح	نبیح
۹۷	۳	الاستواؤ	الاستوائے	۱۱۷	۱۳	سنبتہ	بسنہ
۹۸	۴	فلم لقل	فلم یقل	۱۱۸	۷	یارونی	ماردینی
〃	۱	الکاہل	الکامل	۱۲۱	۵	قراءہ	قرادۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۵	اصول	الاصول	″	۴	جاونی	جاءنی
″	۸	ہونے	ہونے کے	″	″	عنیہ افع	اوعینہ لافع
۱۲۳	۱۰	تایعی	تابعی	۱۳۲	۴	یوم ضمی	یوم الاضحی
″	۱۵	قرایت	قرابت	۱۳۳	۷	الفتل	القتل
۱۲۵	۸	غنیم	غنیم	″	″	صلواۃ	صلواتہ
۱۲۶	۴	....	....	″	۲۴	اسفدر	استقدر
″	۸	غاصد	عاضد	″	۲۵	یہ منوع	یہ ممنوع ہی ہے واسطے جھاڑ اس امر کے
۱۲۹	۱۴	آنہ	انہ	۱۳۴	۵	للامرا	للامر
″	۱۸	وجووہ	وجوہ	″	۱۵	عدالامر	عدم الامر
۱۳۰	۷	تعدد ہا	تعدد ہا	″	۲۲	دلکن	لکن
″	۱۱	اماستبقنی	ماسبقنی	۱۳۵	۱	الثلات	الثلاث
″	۱۴	لاارا	لااراہ	″	۴	عادہ النبی	عادۃ النبی
″	۱۷	واقص	واقض	″	۱۷	یفید	یفیدہ
″	۲۲	یعتبر	لایعتبر	″	۱۹	لیل	الدلیل
۱۳۱	۸	....	.....				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۱	سے واسطے جواز اس امر کے قدر دونا	قدر دونا	〃	۱۵	امحان	رجحان
〃	۴	لالاحتمالات	الاحتمالات	〃	۱۸	تعنیا	بقینا
〃	۶	الابی بکرۃ	لابی بکرۃ	〃	۲۳	احل	اذاحل
〃	۱۳	ندا	نہا	〃	۲۴	بمنزلا	بمنزلۃ
〃	〃	ورو	ورد	〃	۲۵	الثالتہ	الثالثۃ
۱۳۷	۱	محصاً	ملخصاً	۱۴۳	۱	لاتبانہ	لاتبانہ
〃	۱۳	ندع	بدع	〃	〃	المبتی	البتی
〃	۱۷	الدعادی	الدعاوی	〃	۱۲	ماتباولاہ	ماتنا ولاہ
۱۳۸	۳	مالاعادہ	بالاعادہ	۱۴۴	۵	ادعاء	ادعار
〃	۸	مقلابیہ	مقلوبہ	۱۴۵	۳	عدروی	قدروی
〃	۸	رفصارہ	انصارہ	〃	۱۸	آبل	بل
〃	۲۲	المتواتر	التواتر	〃	۲۲	الاشاۃ	الاشارہ
۱۳۹	۸	صدرمنہ	صدرمنہ	〃	۲۴	اعدم الاعادۃ او	عدم الاعادۃ او
〃	۲۴	الصلوہ	الصلوٰۃ	۱۴۶	۳	الضرورۃ	الضرورۃ
۱۴۰	۴	یدیہی	بدیہی	〃	۸	لاوروت	لاوردت
〃	۵	مقدکو	مقدمہ کو	〃	۱۷	الغرق	الفرق
〃	۹	نقاو	نقاد	۱۴۷	۳	بتعریقہ	بتعریفہ
〃	۱۱	اوربشہادۃ	اوبشہادۃ	〃	۳	لقول	القول
〃	۲۳	اشلاء	اصلاً	〃	۴	معاینہ	معاتیہ
۱۴۱	۱۰	. . . .	. . . .	〃	۷	کتسرد	کتسردد
〃	۱۴	لاستفرم	لایستلزم	〃	۱۵	مسیح	مسیح
〃	۱۵	لمجل	المجمل	〃	۲۵	الباقلانی	الباقلانی
〃	۱۶	القاعدہ	القاعدۃ	۱۴۸	۱۷	التیائن	التباین
〃	۱۸	دارتکب صرالجہال	وارتکب فضح الجہال	۱۴۹	۲	المستہ	الستۃ
۱۴۲	۶	. . . .	. . . .	〃	۹	لمجل	المجمل
〃	۹	تتخصیص	التخصیص	〃	۱۵	الال	الاول
〃	۱۳	فکا	فکان	〃	۱۸	آتوحتہ	آتوحقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۶	. . . . .	. . . . .	؍؍	۱۴	الملتیس	الملتبس
؍؍	۱۱	الکرخی	الکرخی	۱۵۷	۹	الوحاتم	ابوحاتم
؍؍	۱۶	بتبائن الغام	بتبائن العام	؍؍	۱۵	تفردیه	تفردبه
۱۵۱	۴	جوب	وجوب	۱۵۸	۲۵	عن النزوری	عن النزبری
؍؍	۸	قرارناه	قرائناه	۱۵۹	۲۳	ندارک	مدارک
؍؍	۹	الی آلان	الی الآن	۱۶۰	۲	للسئله	المسئلة
؍؍	۲۴	وفعاً	دفعاً	؍؍	۱۹	للام	للامام
؍؍	۲۵	فقیر	فقبنر	۱۶۲	۱	لایخزنک	لایحزنک
۱۵۲	۱	ابن یمیم	ابن نجیم	؍؍	۲	الاخرج	الاعرج
؍؍	؍؍	تبقوه	لایتقوه	؍؍	۸	التاسعته	التاسعته
؍؍	۱۸	غتقل	غقل	؍؍	۹	التقات	الثقات
۱۵۳	۲	تعوتنی	تفوتنی	؍؍	۱۴	لما	اما
؍؍	۳	ماستعک	ماسبقک	؍؍	؍؍	یاراقضی	یارافضی
؍؍	۷	یاسبقک	ماسبقک	؍؍	۱۹	الارذی	الازدی
؍؍	۱۰	مرادس	مرداس	؍؍	۲۳	سیرانه	سبزانه
؍؍	۱۳	تقوتنی	تفوتنی	۱۶۳	۳	لمنکدر	المنکدر
؍؍	۲۱	وغیبث	وعیبت	؍؍	۲۰	شطفته	منطفته
۱۵۴	۱	تخالج	تخالج	۱۶۴	۱	وتقوۃ	وثقوه
؍؍	۸	الکبرکعته وقد اخبر	الکبرکعته وقد اخبر	؍؍	۱۱	نیثبت	یثبت
۱۵۵	۱۵	ابوبکره	ابوبکرة	؍؍	۲۳	الاتلی	الایلی
؍؍	۲۰	ومثله	ومثله	۱۶۵	۹	. . . . .	. . . . .
۱۵۶	۵	غبت النام	غیث الغمام	؍؍	۱۴	والیزینی	والیزیدی
؍؍	۷	والا	ولا	؍؍	۱۵	السراق	العراق
؍؍	؍؍	ہادلا کابرعنقی	ہولاالاکابرعنقی	؍؍	۲۲	المرقوع	المرفوع
؍؍	۹	البہویہانی	البہوغالی	۱۶۶	۲۶	الغرینته	القرینته
؍؍	۱۰	ہاله	ماله	۱۶۷	۲۰	السنه	السنته
؍؍	۱۵			؍؍	۲۱	قدنطفته	قدنطقته
؍؍	۱۲	فی الحمته	فی الخمته	۱۶۸	۸	باہدیته	باہدینته

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۱۳	اون	ادون
〃	۲۵	والیابس	والیابس
۱۷۰	۱۰		
〃	۲۵	لاتثباتہ	لاتثباتہ
۱۷۱	۴	. . . .	. . . .
〃	۱۹	السروی	المروی
〃	۲۰	لمروی	المروی
〃	۲۵	استشذکا	ستشذکار
۱۷۲	۵	بقول	یقول
〃	۱۷	نتہو	انتہو
۱۷۳	۱۱	میزان قر	میزان
۱۷۴			
〃	۵	الیوقتیۃ	الوقتیبۃ
〃	۹	شایا	شابا
〃	۱۸	المجد	الجعد
〃	۲۴	نیشتنی	بیشتی
۱۷۷	۱۱	اس تحفص کو	اس شخص کو کہ
۱۷۷	۲۴	کذ	کذا
〃	۲۵	ودی	وردی
۱۸۰	۱۳	والام	والامام
۱۸۶	۱	صورتین	صورتین ہیں
〃	۴	دجال	رجال
〃	۶	ایک ہو تحقیق	ایک امر ہی متحقق
〃	۱۱	لکشرہ	ہنیتیں (لکشرۃ)
〃	۱۲	پس	یدلس
〃	۲۰	ذاک الامم	و میراک الامام
۱۸۷	۱	انا رشک	انا شک
〃	۵	ابن ابی ملیک	ابن ابی ملیکۃ
〃	۷	کذا تمہ	کنا ثمہ
〃	۱۵	عقبتہ	عینیۃ
۱۹۰	۲	بین	سن
〃	۱۳	لین	لبین
〃	۲۲	عقبتہ	عیینۃ
۱۹۱	۴	وسعین	وسعن
〃	۱۲	الاشنحا	الاشحا
〃	۲۵	رشیدبن	رشدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ برہان العجاب بین ابحاث علمی بابت قرأت فاتحہ خلف الامام مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم نے اکمل طور پر بیان فرما دیں مگر تفہیم عوام کے واسطے ایک آسان طریقہ اس حقیر نے یہ نکالا کہ ایک فہرست مجوزین قرأت فاتحہ خلف الامام کے شایع کیجائے جس سے اونکو واضح ہو جائے کہ ایسے ایسے بزرگان دین امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ شانہ

اسمائے گرامی حضرت و صحابہ رض	نام کتاب جسمیں لکھا ہے	اسمائے گرامی صحابہ و تابعین علیہم	نام کتاب جسمیں لکھا ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کتب حدیث	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ	حضرت انس رضی اللہ عنہ	ترمذی
.	و عمدۃ القاری	حضرت ابو قتادہ	ترمذی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل	عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ	جزء القرأۃ
حضرت علی رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل و جزء القرأۃ	حضرت عثمان بن ابی العاص	عمدۃ القاری
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل	امام عطاء رح استاد امام ابو حنیفہ رح	جزء القرأۃ
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ	معالم التنزیل	امام حسن رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	جزء القرأۃ و ترمذی	حضرت سعید بن جبیر رح	جزء القرأۃ
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ	حضرت میمون بن مہران رح	جزء القرۃ
حضرت حذیفہ بن الیمان رض	جزء القرأۃ	حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ
حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ و دیگر کتب حدیث	حضرت امام سعید بن المسیب	جزء القرأۃ
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ و ترمذی	حضرت امام عروہ رح	جزء القرأۃ و معالم
حضرت ابو سعید خدری	جزء القرأۃ	حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ	عبید اللہ بن عبد اللہ رح	جزء القرأۃ
ت جابر رضی اللہ عنہ	جزء القرأۃ	امام مجاہد رح اعادہ صلوۃ	جزء القرأۃ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	کتب حدیث	کا حکم دیتے اگر فاتحہ نہ پڑھتا	.
عبد اللہ بن مغفل رض	جزء القرأۃ	حضرت نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ	جزء القرأۃ

اسمائے گرامی حضرت صحابہ	نام کتاب جسمیں لکھا ہے	اسمائے گرامی صحابہ تابعین	نام کتاب جسمیں لکھا
حضرت نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	حضرت مالک بن عون رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ
حضرت ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	حضرت سعید بن ابی عروبہ رح	جزء القراءۃ
حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ معالم التنزیل	امام سالم بن عبد اللہ بن عمر رح	جزء القراءۃ
حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	حضرت امام زہری رح	معالم التنزیل
حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ	امام ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ
محدثین عظام ومجتہدین کرام رحمۃ اللہ علیہ و اولیاء عظام و صوفیہ کرام رح			
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	معالم ترمذی عمدۃ القاری	حضرت امام ابن ماجہ رح	ترمذی وغیرہ
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	جمیع اصحاب الحدیث رح	ترمذی وغیرہ
حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی معالم وغیرہ	حضرت امام اوزاعی رح	عمدۃ القاری معالم التنزیل
حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی معالم	حضرت امام لیث بن سعد رح	تمہید
حضرت امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ	عمدۃ القاری	اولیاء عظام و صوفیہ کرام رح	
حضرت امام داؤد ظاہری	عمدۃ القاری و ترمذی	حضرت عبد اللہ بن المبارک رح	ترمذی و معالم عمدۃ القاری
حضرت امام ابن حزم رح	عمدۃ القاری	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح	غنیۃ الطالبین
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر احمدی	خواجہ معین الدین چشتی رح	تفسیر احمدی و تاتاری از مولوی رشید احمد گنگوہی
حضرت مشائخ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر احمدی عمدۃ القاری	شیخ نظام الدین اولیاء رح	سیر الاولیاء
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	جزء القراءۃ و عمدۃ القاری	خواجہ بہاء الدین نقشبند رح	تفسیر احمدی
حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	خواجہ شہاب الدین سہروردی	تفسیر احمدی و عوارف المعارف
حضرت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	مرزا مظہر جانجاناں رح	مقامات مظہری
حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	شاہ ولی اللہ صاحب رح	حجۃ اللہ البالغۃ
حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	ترمذی وغیرہ	جمیع اولیائے کرام وصوفیہ عظام	تفسیر احمدی
حضرت امام ابن خزیمہ	ترمذی وغیرہ	اسی واسطے کہ ملا جیون صاحب حنفی استاد عالمگیر بادشاہ کی	

تفسیر میں ہے - "فان رأیت الطائفۃ الصوفیۃ والمشائخین الحنفیۃ تراہم یستحسنون قراءۃ الفاتحۃ"

استحسنہ محمد رح ایضاً احتیاطاً فیما روی عنہ - مولوی احمد اللہ مدرس تلمیذ مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم